إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ (القُرآن)

اللہ کی توفیق سے ہماری کوشش تو خیر اور بھلائی کی ہے ۔ (مفہوم)

امت مسلمہ کیلئے لمحہ فکریہ

جناب پڑھیں تو سہی

ترتیب وتدوین

حضرت مولانا ارسلان محمود صاحب



فہرستِ مضامین

ابتدائیہ

باب اوّل

غیر مقلدین، انگریز اور جنگ آزادی

باب دوم

قرآن وحدیث کے مقابلے میں غیر مقلدین

باب سوم

بدعات اہل حدیث (وکٹورین)

باب چہارم

عقائد و نظریات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Molana
Muhammad Ilyas Ghumman
Cell: +92 300 4677615
E-mail: ilyasghumman@gmail.com
www.ahnafmedia.com

مولانا محمد الیاس گھمن

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
ما انا علیہ واصحابی
قائم شدہ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء جنوری

سرپرست خانقاہ ومرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا ● امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ● چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروسز

تاریخ: 14، جولائی 2026ء

حوالہ: ت۔ 167

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ، أَمَّا بَعۡدُ!

موجودہ پرفتن دور میں عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ کا دفاع اور باطل نظریات کے فتنے سے امت کو آگاہ کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ہمارے علمائے حق، بالخصوص رئیس المناظرین مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ نے ان فتنوں کا جس جواں مردی سے علمی تعاقب کیا، وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

زیرِ نظر کتاب "امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ" عزیزم مولوی محمد ارسلان محمود سلمہ اللہ کی ایک قابلِ قدر علمی کاوش ہے۔ مؤلف نے اپنے زمانہ طالب علمی میں نہایت محنت و لگن سے غیر مقلدین کا تفصیلی تعارف، ان کے عقائد، جنگِ آزادی 1857ء میں ان کا متنازعہ کردار، انگریز سے وفاداری، بدعات اور حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے تقلید سے متعلق سوالات کے جوابات کو مکمل حوالوں کے ساتھ یکجا کر کے مسلک سے اپنی والہانہ محبت کا ثبوت دیا ہے۔

یہ تالیف محض ایک علمی مجموعہ نہیں بلکہ متلاشیانِ حق اور نوجوان نسل کے لیے عقیدۂ حق کی پہچان اور فتنوں سے حفاظت کا ایک نادر تحفہ اور مشعلِ راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف مولوی محمد ارسلان محمود سلمہ اللہ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبولیتِ عامہ عطا فرما کر امتِ مسلمہ بالخصوص طالبانِ علومِ نبوت کے لیے نفع بخش اور بصیرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وأصحابہ وأزواجہ أجمعین.

محتاج دعا

محمد الیاس گھمن

تقریظ

نمونہ اسلاف ولی کامل شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(خلیفہ مجاز قطب الاقطاب حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین۔۔

قال اللّٰہ تعالیٰ

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ" (القرآن)

زیرِ نظر کتاب (امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ) عقائدِ اہلِ سنت والجماعت اور مسلکِ احناف کی ترجمانی پر مشتمل ایک نہایت عمدہ اور قابلِ قدر علمی کاوش ہے۔ موجودہ پُر فتن دور میں یہ کتاب امتِ مسلمہ کے لیے بہترین راہنما اور متلاشیانِ حق کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

مؤلفِ محترم مولانا محمد ارسلان محمود صاحب نے نہایت محنت اور حوالہ جات کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے، جو ان کی علمی لگن اور مسلک اہل سنت والجماعت سے محبت کا ثبوت ہے۔۔

میری اہلِ علم علماء طلباء قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کا درد دل سے مطالعہ کریں اور اس سے بھرپور استفادہ کریں۔

اللہ تعالیٰ اس تصنیف کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، مؤلف محترم کو بہترین جزائے خیر دے اور اسے امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

والسلام

مفتی رشید احمد

22 محرم الحرام 1448ھ مطابق 10 جولائی 2026 بروز جمعہ

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

دخول جنت کی بنیاد عقائد ہیں

دین کی بنیاد دو اصولوں پہ قائم ہے عقائد اور اعمال"۔

ان دونوں میں سے بنیادی چیز عقائد ہیں عقائد بمنزلہ بنیاد کے ہیں اس کی وجہ یہ کہ اگر انسان کے عقائد ٹھیک ہوں اور نامۂ اعمال میں ایک بھی نیک عمل نہ ہو تو پھر بھی ان شاءاللہ جنت میں جائے گا اور اگر عقائد خراب ہوں اور نامۂ اعمال میں ایک عمل بھی برا نہ ہو سب نیک اعمال ہوں تو یہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ تو دخول جنت کی بنیاد عقائد ہیں اعمال نہیں ہیں ہاں اگر صحیح عقائد کے ساتھ اعمال سنت کے مطابق ہوں تو پھر قانون کے مطابق آدمی سیدھا جنت میں جاتا ہے اور اگر صحیح عقائد کے ساتھ اعمال خراب ہوں تو پھر قانون کے مطابق سیدھا جنت میں نہیں جاتا سزا بھگت کر پاک ہو کر جنت میں جائے گا یا اللہ تعالیٰ کسی کی شفاعت قبول فرما کر بغیر جہنم میں بھیجے جنت میں بھیج دیں یا اللہ رب العزت ویسے ہی کرم فرمادیں اور بغیر جہنم میں بھیجے جنت میں بھیج دیں لیکن عقائد میں فساد ہو تو اس پر قرآن کا فیصلہ ہے کہ ایسا آدمی جنت میں نہیں جاسکتا (اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ (النساء: 48) یہ فیصلہ ہے کہ مشرک جنت میں نہیں جا سکتا فیصلہ ہے

(وَ لَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ)

(الزمر: 65) یہ وحی تمام انبیاء کی طرف آئی ہے کہ اگر شرک کیا تو اعمال ختم ہو جائیں گے اور نقصان ہو گا۔ عقائد میں فساد ہو تو بندہ جنت میں نہیں جاسکتا (اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ)(اعراف: 40) جس طرح سوئی کے چھوٹے سے سوراخ اور ناکے سے اونٹ کا داخل ہونا نا ممکن ہے اسی طرح بدعقیدہ کا جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے تو معلوم ہوا جنت میں دخول کی بنیاد عقائد ہیں آپ اس سے اندازہ فرمائیں کہ عقائد کی اصلاح کرنا کتنی ضروری ہے اور عقائد کا ٹھیک ہونا کتنا ضروری ہے۔ امتِ مسلمہ اس وقت بہت سارے فتنوں کا شکار ہے اور تمام فتنوں نے اسلام کی ساخت کو کسی نا کسی طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے علمائے حق علماء اہل سنت والجماعت کے ذریعے اپنے دین کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح آج کے دور میں فتنہ غیر مقلدیت (اہلحدیث کے نام سے) ایک بہت بڑا فتنہ ہے پاک وہند وغیرہ کے علاقوں میں پایا جاتا ہے جس نے امت کی بنیادوں میں گھس کر انگریز کے پلان کے مطابق مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لوگوں کے عقائد کو بگاڑنے کی کوششیں کی چونکہ یہ فتنہ مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو رہا

ہے اور مسلمان اس فتنے کے مضر اثرات سے بے پرواہ ہیں اور پاک وہند میں جب سے یہ فرقہ غیر مقلد وجود میں آیا تو اسکے برے ثمرات میں سے ایک چیز یہ سامنے آئی کہ ان لوگوں نے مقدس ہستیوں اللہ تعالیٰ انبیاء کرام صلحاء صحابہ کرام محدثین فقہاء کرام اولیاء کی شان میں گستاخیاں کیں لیکن اللہ کے فضل و کرم سے علمائے دیوبند اس فتنے کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور اس فتنے کا مقابلہ کیا ہمارے علمائے حق نے بہت سی کتابیں لکھیں خاص کر شمشیرِ حنفیت قامع الغیر مقلدین حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنے کا مقابلے کرتے ہوئے وہ کام کیا کہ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی پھر انہی کے فیض یافتہ حضرات کی صحبت میں رہ کر اور کچھ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے احقر کے دل میں بات ڈالی کہ کیوں نہ اس فتنے کے عقائد اور تعارف و تاریخ کو امت کے سامنے یکجا کر کے پیش کیا جائے جس سے اس فتنے کے ناپاک عزائم امت کے سامنے واضح ہوجائیں۔

اس عظیم خدمت کو بندہ نے اپنے اساتذہ کرام (خصوصاً ولی کامل استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ) جن کی زیر تربیت اور زیر سایہ رہ کر الحمدللہ بندہ نے عقائد سیکھے اور مسلک حق اہلسنت والجماعت کو صحیح معنوں میں پہچانا اور بحمداللہ بندہ عقائد پر متوجہ ہوا۔

پھر والد محترم (حضرت قاری محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ) سے مشورہ کیا اور اجازت طلب کی اور اجازت ملنے کے بعد بندہ نے مختلف جگہ سے مواد تلاش کیا اور ترتیب دیا اور پھر اپنے استاذ محترم استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے پیش کی الحمدللہ حضرت استاذ جی دامت برکاتہم العالیہ نے خوشی کا اظہار فرمایا دعائیں دی پھر حضرت استاذ جی دامت برکاتہم العالیہ نے خود ہی اس کتاب کا نام تجویز فرمایا اور تقریظ لکھی۔

آخر کار اساتذہ کرام اور والدین کی دعاؤں سے یہ قیمتی مواد آج آپ کے سامنے کتابی شکل میں موجود ہے اللہ تعالیٰ احقر کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اور اس کتاب کے ذریعے عقیدہ حق کی اشاعت و حفاظت کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے محفوظ رکھے (آمین ثم آمین)

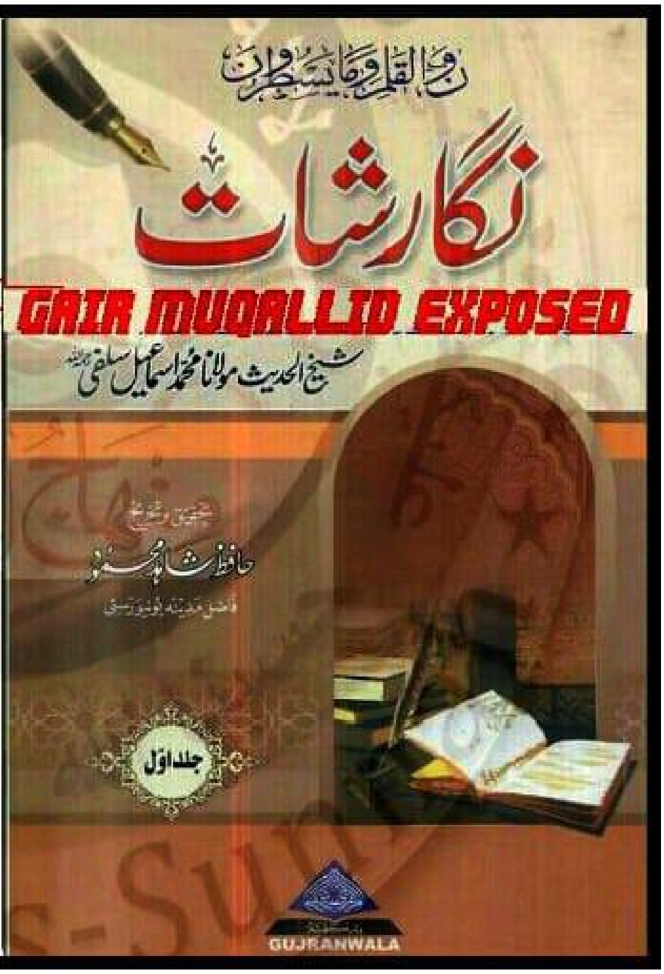
از قلم: ارسلان محمود

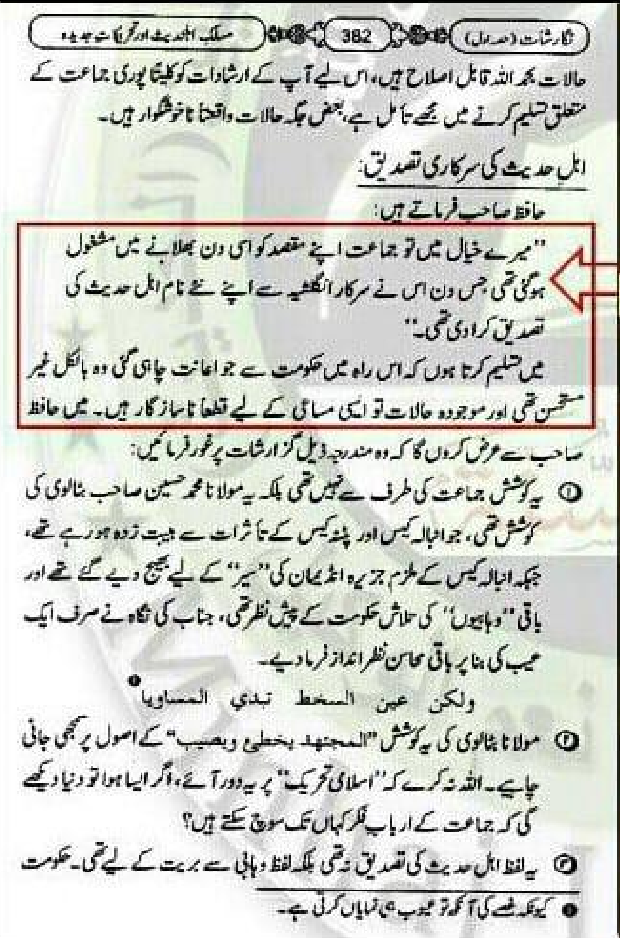
۸ ذوالقعدہ ۱۴۴۸ھ

عاجزانہ وضاحت

قارئین کرام ہم جہاں بھی لفظ وکٹورین اہلحدیث لکھیں گے تو اس سے مراد موجودہ دور میں موجود فرقہ اہل حدیث ہو گا اور وکٹورین اہلحدیث لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو امت مسلمہ میں تقسیمات پیدا کرنے کیلئے انگریز نے لانچ کیا اور اس وقت انگریزوں سے اپنا نام ان حضرات نے اہلحدیث الاٹ کروایا جس کی اجازت ملکہ وکٹوریہ نے دی اسی نسبت سے انکو وکٹورین اہلحدیث کہا جاتا ہے وگرنہ اصل میں اہلحدیث تو لقب ہی محدثین کا تھا جیسا کہ اس دور میں کچھ لوگوں نے فرقہ اہل قرآن کے نام سے ایجاد کیا لیکن ان کے عزائم امت مسلمہ کو نقصان پہنچانا ہیں وگرنہ پہلے اہل قرآن ان حضرات کو کہا جاتا تھا جو کہ قرآن مجید کے ماہر ہوتے تھے اسی طرح فرقہ اہل حدیث ہے۔

ملکہ وکٹوریہ سے نام الاٹ کروانے کے سارے ثبوت ہم نے آگے ذکر کر دیے ہیں یہاں بس چند حوالہ جات ذکر کیے جا رہے ہیں کہ جہاں ان حضرات نے وہابی نام ختم کروانے کی اور اہلحدیث نام الاٹ کروانے کیلئے برٹش گورنمنٹ سے اپیل کی اور برٹش گورنمنٹ نے انگریز کی خدمات کے عوض انکو یہ نام الاٹ کر دیا اور ان کے بڑوں کو شمس العلماء جیسے القابات سے بھی نوازا اسی وجہ سے ہم یہاں وکٹورین اہلحدیث نام بول کر ان کو مخاطب کریں گے تاکہ جماعت محدثین کے توہین لازم نہ آئے۔اور ہم آپکے سامنے کچھ سکین رکھ رہے ہیں آگے چل کر آپ ان کی تفصیل بھی انشاء اللہ پڑھ سکیں گے۔





نگارشات (حصہ اول) 382 مسلکِ اہلحدیث اور تحریکاتِ جدیدہ

حالات بحمد اللہ قابل اصلاح ہیں، اس لیے آپ کے ارشادات کو کلیتاً پوری جماعت کے متعلق تسلیم کرنے میں مجھے تأمل ہے، بعض جگہ حالات واقعتاً ناخوشگوار ہیں۔

اہلِ حدیث کی سرکاری تصدیق:

حافظ صاحب فرماتے ہیں:

''میرے خیال میں تو جماعت اپنے مقصد کو اسی دن بھلانے میں مشغول ہوگئی تھی جس دن اس نے سرکار انگلشیہ سے اپنے نئے نام اہل حدیث کی تصدیق کرا دی تھی۔''

میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس راہ میں حکومت سے جو اعانت چاہی گئی وہ بالکل غیر مستحسن تھی اور موجودہ حالات تو ایسی مساعی کے لیے قطعاً ناسازگار ہیں۔ میں حافظ صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ مندرجہ ذیل گزارشات پر غور فرمائیں:

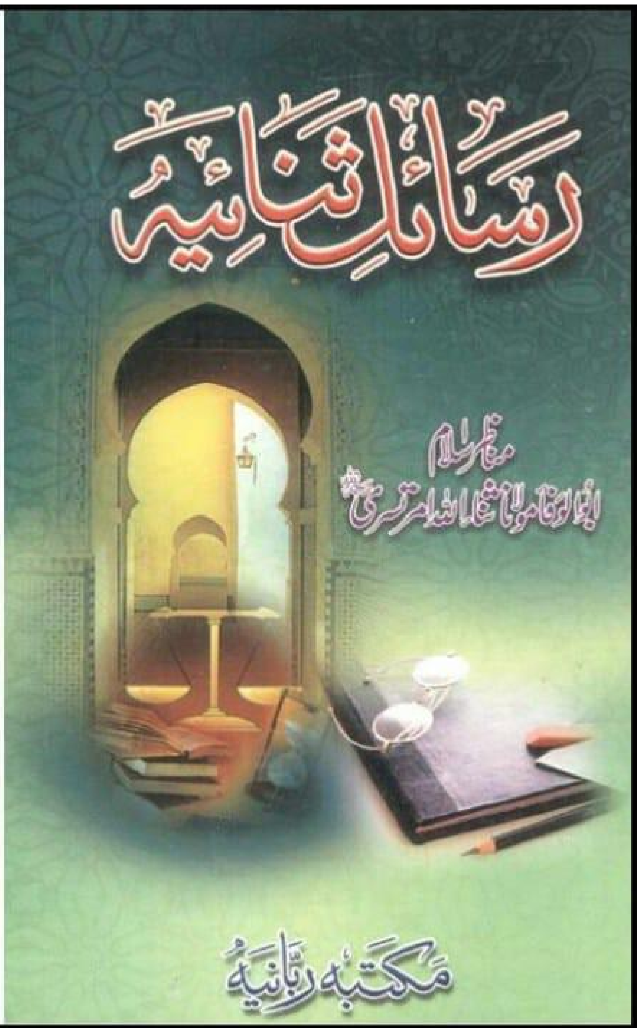
① یہ کوشش جماعت کی طرف سے نہیں تھی بلکہ یہ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کی کوشش تھی، جو انبالہ کیس اور پٹنہ کیس کے تأثرات سے ہیبت زدہ ہو رہے تھے، جبکہ انبالہ کیس کے ملزم جزیرہ انڈیمان کی ''سیر'' کے لیے بھیج دیے گئے تھے اور باقی ''وہابیوں'' کی تلاش حکومت کے پیش نظر تھی، جناب کی نگاہ نے صرف ایک عیب کی بنا پر باقی محاسن نظر انداز فرما دیے۔

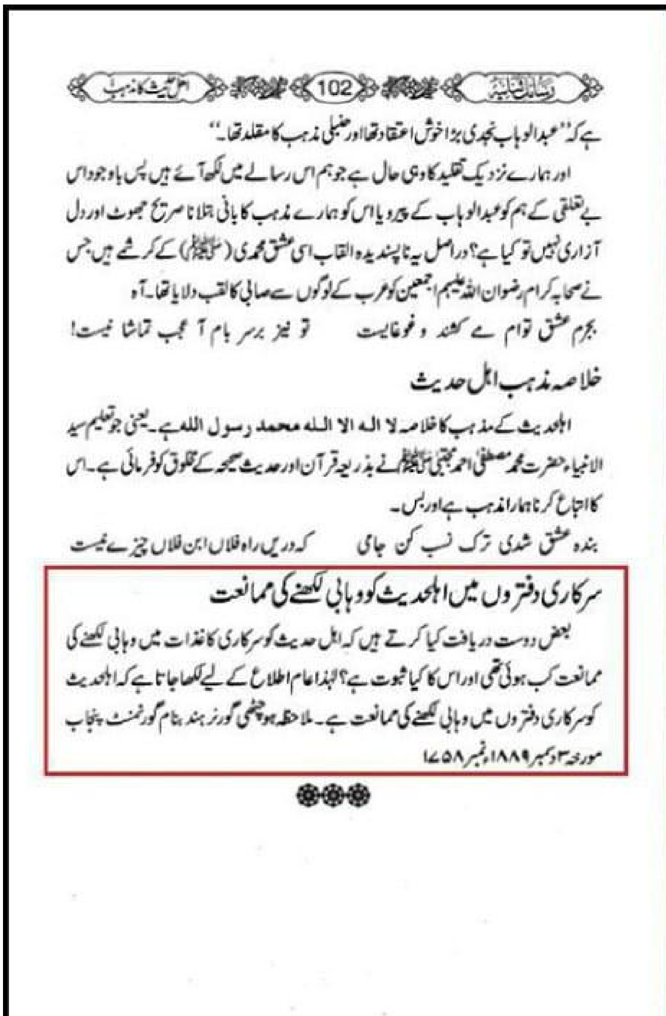
ولكن عين السخط تبدي المساويا●

② مولانا بٹالوی کی یہ کوشش ''المجتهد يخطئ ويصيب'' کے اصول پر سمجھی جانی چاہیے۔ اللہ نہ کرے کہ ''اسلامی تحریک'' پر یہ دور آئے، اگر ایسا ہوا تو دنیا دیکھے گی کہ جماعت کے اربابِ فکر کہاں تک سوچ سکتے ہیں؟

③ یہ لفظ اہل حدیث کی تصدیق نہ تھی بلکہ لفظ وہابی سے بریت کے لیے تھی۔ حکومت

● کیونکہ غصے کی آنکھ تو عیوب ہی نمایاں کرتی ہے۔





رسائل ثنائیہ 102 اہلحدیث کا مذہب

ہے کہ ''عبدالوہاب نجدی بڑا خوش اعتقاد تھا اور حنبلی مذہب کا مقلد تھا۔''

اور ہمارے نزدیک تقلید کا وہی حال ہے جو ہم اس رسالے میں لکھ آئے ہیں پس باوجود اس بے تعلقی کے ہم کو عبدالوہاب کے پیرو یا اس کو ہمارے مذہب کا بانی بتلانا صریح جھوٹ اور دل آزاری نہیں تو کیا ہے؟ دراصل یہ ناپسندیدہ القاب اسی عشق محمدی (ﷺ) کے کرشمے ہیں جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عرب کے لوگوں سے صابی کا لقب دلایا تھا۔ آہ

بجرم عشق توام مے کشند و غوغائیست تو نیز برسر بام آ عجب تماشا نیست!

خلاصہ مذہب اہل حدیث

اہلحدیث کے مذہب کا خلاصہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ یعنی جو تعلیم سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ نے بذریعہ قرآن اور حدیث صحیحہ کے مخلوق کو فرمائی ہے۔ اس کا اتباع کرنا ہمارا مذہب ہے اور بس۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

سرکاری دفتروں میں اہلحدیث کو وہابی لکھنے کی ممانعت

بعض دوست دریافت کیا کرتے ہیں کہ اہل حدیث کو سرکاری کاغذات میں وہابی لکھنے کی ممانعت کب ہوئی تھی اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ لہذا عام اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اہلحدیث کو سرکاری دفتروں میں وہابی لکھنے کی ممانعت ہے۔ ملاحظہ ہو چٹھی گورنر ہند بنام گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ء نمبر ۱۷۵۸

غیر مقلدین کا تفصیلی تعارف

فرقہ وکٹورین اہل حدیث کی ابتداء:

ہندوستان میں جماعت اہلحدیث "اصطلاح جدید" کا قیام اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کی وفات کے بہت بعد شروع ہوا ہے، فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کے وقت ہندوستان کے کسی گوشہ میں فقہی اختلاف مسلک کی آواز نہ اُٹھی تھی، سب اہل السنۃ والجماعت ایک ہی فقہی مسلک کے پیرو تھے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم اس عظیم علمی خدمت میں شریک تھے، نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے؛ چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں، اس وقت سے آج تک یہ لوگ (ہندوستان کے مسلمان) مذہب حنفی پرقائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے؛ یہاں تک کہ ایک جمِ غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ جمع کیا اور اس میں شاہ عبدالرحیم صاحب والدِ بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی شریک تھے"۔

(ترجمانِ وہابیہ تصنیف نواب صدیق حسن خان مرحوم:۲۔)

عہد جدید کی اس آزادی میں تقلید کا بند ٹوٹا اور پھر دیکھتے دیکھتے کچھ لوگ مختلف کشتیوں میں بہہ نکلے اور تاریخ نے مسلمانوں کا وہی حال کیا جو منتشر اقوام کا ہوتا ہے۔

وکٹورین اہلحدیث ایک فرقہ کی صورت میں:

ابتداء میں اس جماعت کے لوگ کہیں اہلحدیث کہیں محمدی اور کہیں موحد کہلاتے تھے، جماعت کسی ایک نام سے متعارف نہ تھی اُن کے مخالفین انہیں وہابی یا غیر مقلد کے نام سے موسوم کرتے تھے، مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز حکومت کو درخواست دی کہ اُن کے ہم خیال لوگوں

کو سرکاری طور پر اہلحدیث کا نام دیا جائے، اس کے بعد اس اصطلاح جدید میں اہلحدیث سامنے آئے اور ہندوستان میں ترکِ تقلید کے عنوان سے ایک مستقل مکتبِ فکر کی بنیاد پڑ گئی؛ تاہم یہ صحیح ہے کہ برصغیر پاک وہند کے باہر اس نام سے (اہلحدیث باصطلاح جدید) اب تک کوئی فرقہ موجود نہیں ہے۔

ہندوستان کے مشہور عالمِ دین مولانا محمد شاہ صاحب شاہجہانپوری لکھتے ہیں:

"پچھلے زمانہ میں شاذ ونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں؛ مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے؛ بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ اہلحدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں؛ مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے"۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد:۱۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک جماعت کسی ایک نام سے موسوم نہ تھی مولوی محمد حسین بٹالوی کی کوششوں سے یہ جماعت اہلحدیث (باصطلاح جدید) کے نام سے موسوم ہوئی، مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں:

"مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا"۔

(سیرت ثنائی:۳۷۲)

سرچارلس ایچی سن جو اس وقت پنجاب کے لفٹیننٹ گورنر تھے آپ کے خیر خواہ تھے؛ انہوں نے گورنمنٹ ہند کو اس طرف توجہ دلاکر اس درخواست کو منظور کرایا اور پھر مولانا محمد حسین صاحب نے سیکریٹری گورنمنٹ کو جو درخواست دی اس کے آخری الفاظ یہ تھے:

"استعمال لفظ وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہلحدیث کا حکم پنجاب میں نافذ کیا جائے"۔

(اشاعۃ السنۃ:۱۱/ شمارہ نمبر:۲/ صفحہ نمبر:۲۶)

وہابی نام سے اختلاف کی وجہ:

وہابی نام سے اس کی اسمی مناسبت کے سبب شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو مراد لئے جاتے ہیں اور چونکہ یہ سب حضرات مقلد تھے اور امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے تھے اس لئے اہلحدیث جو ترک تقلید کے عنوان سے جمہور اہلسنت سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں، مقلدین کی طرف اپنی نسبت پسند نہ کرتے تھے، اس لئے وہ لفظ وہابی کو اپنے لئے پسند نہ کرتے تھے، مقلدین سے غیر مقلدین کو اصولی اختلاف رہا ہے، نواب صدیق حسن خان شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سو مذہب نجدی مذکور کا حنبلی تھا اور اس نے بوہروں اور بدوؤں پر چڑھائی کی تھی، اس مذہب (حنبلی مذہب) کی کتابیں ہندوستان میں رائج نہیں ہیں"۔

(ترجمان وہابیہ:۱۱۵)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی لکھا:

"محمد بن عبد الوہاب نجد میں پیدا ہوا تھا جو مذہب حنبلی کا پیرو تھا، محمد بن عبد الوہاب مقلد تھا اور اہلحدیث کے نزدیک تقلید جائز نہیں، اہلحدیث کو اس سے مسئلہ تقلید میں اختلاف تھا اور اب بھی ہے"۔(فتاویٰ ثنائیہ:۱/۴۰۴)

موجودہ اہلحدیث اب شیخ کی مخالفت نہیں کرتے تاکہ سعودی عرب سے مالی امداد بند نہ ہوجائے، شیخ محمد بن عبد الوہاب خود لکھتے ہیں:

"و نحن ایضا فی الفروع علی مذہب الامام احمد بن حنبل ولا ننکر علی من قلد الائمۃ الاربعۃ دون غیرھم لعدم ضبط مذاھب الغیر"۔ (سیرۃ الشیخ محمد بن عبد الوہاب:۵۶)

ترجمہ: ہم فروعات میں امام احمد کے مذہب پر ہیں اور مذاہب اربعہ میں سے کوئی کسی کی تقلید کرے ہم اس پر کوئی نکیر نہیں کرتے۔

یہ تو شیخ کے الفاظ تھے، اب سوانح نگار کے الفاظ بھی سن لیجئے:

"وانھم الحنابلۃ متعصبون لمذھب الامام احمد فی فروعہ بکل اتباع المذاھب الاخریٰ فھم لایدعون لابالقول ولابالکتابۃ ان الشیخ اتی بمذھب جدید ولااخترع علماً غیرماکان عندالسلف"۔ (سیرۃ الشیخ محمدبن عبدالوہاب:۹۰)

ترجمہ:اور یہ سب حنبلی المذہب تھے امام احمد کے مذہب پر سختی سے کاربند تھے جیسے کہ دوسرے مذاہب کے پیرو اپنے اپنے امام کے طریقے پرکاربندہیں، زبانی اور تحریری انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ شیخ محمدبن عبدالوہاب کوئی نیا دین لائے اور انہوں نے کوئی نیا علم دریافت کیا جوپہلوں کے پاس نہ تھا۔

اکابرین غیر مقلدین اہل حدیث:

میاں نذیر حسین دہلوی (بانی مسلک جنھیں جماعت شیخ الکل کہتی ہے)

آپ سنہ ۱۲۲۰ھ کوموضع سورج گڑھ ضلع مونگیر (بہار) میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۳۲۰ھ میں سوسال کی عمرپاکروفات پائی، آپ کے استاد خسر مولوی عبدالخالق صاحب (متوفی: ۱۲۶۱ھ) آپ کے سخت خلاف ہوگئے تھے، آپ پہلے رفع یدین نہ کرتے تھے؛ حالانکہ آپ حدیث پڑھ چکے تھے، سرسیداحمد خان سنہ ۱۸۵۵ھ کی تحریک سے آپ نے رفع یدین شروع کی اور ایک مسلک کی بنیادڈالی، سرسیدایک خط میں لکھتے ہیں:

"جناب مولوی سیدنذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے، وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے؛ مگراس کو"سنت ہدیٰ"جانتے تھے میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کوآپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کونہیں کرتے، میرے پاس سے اُٹھ کرجامع مسجد میں نماز عصر پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے"۔

(موجِ کوثر:۵۱، مؤلفہ: شیخ محمداکرم صاحب)

پھر حکومت نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب دے دیا، مولوی فضل حسین بہاری نے "الحیاۃ بعد المماۃ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز سرکار آپ کے بارے میں کس طرح سوچتی تھی، کسے پتہ نہیں کہ سرسید احمد خان کے حکومت سے کیا روابط تھے، ان کے کہنے سے رکوع کے وقت رفع یدین کرنا اور حکومت سے سنہ۱۸۹۷ء میں شمس العلماء کا خطاب پانا اس پورے پس منظر کو واضح کررہا ہے، رہی یہ بات کہ حضرت شاہ محمد اسحاق نے پھر انہیں سندِ حدیث کیوں دی؛ سو یہ خود محل بحث ہے، مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

"آپ نے میاں صاحب کو صرف اطراف صحاح کی سند دی تھی، میاں صاحب نے استیعاباً نہ آپ سے صحاح ستہ پڑھیں نہ ان کی سند لی، میاں صاحب خود اس سند کو چپڑاس کہتے تھے"۔

(دیکھئے، الحیات بعد الممات:۶۸)

آپ مطلق تقلید کے قائل تھے، فقہ حنفی سے فتویٰ دینا جائز سمجھتے تھے، ائمہ کی شان میں گستاخ نہ تھے اور اس پہلو سے آپ کا احترام ہرحلقے میں موجود تھا، غیرمقلد حلقوں میں گستاخ اور تفرقہ انگیز انداز کے داعی عبدالحق بنارسی اور ابوالحسن محی الدین تھے، یہ دونوں نومسلم تھے، جو مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لیے داخل کئے گئے تھے، اصلاً یہ ہندو تھے، عبدالحق بنارسی کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے، میاں صاحب کے شاگرد قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی ان سے نقل کرتے ہیں، عبدالحق نے کہا:

"عائشہ علی سے لڑی اگر توبہ نہ کی تو مرتد مری"۔ (معاذ اللہ)

(کشف الحجاب:۴۲)

زبان اور زندقہ دونوں ملاحظہ ہوں، معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے شیعہ بھی ترک تقلید کی اس تحریک کے پیچھے بڑی سرگرمی سے کام کررہے تھے اور اہلِ سنت نہ جانتے تھے کہ ان کے حلقوں میں آزاد خیالی کی ہوا کہاں سے تیزکی جارہی ہے، ابوالحسن محیؔ الدین جس نے "الظفر المبین" لکھ کر اس آگ کو اور بھڑکایا اس کا اصل نام ہری چند تھا، یہ دیوان چند قوم کھتری سکنہ علی پور ضلع گوجرانوالہ کا بیٹا تھا، اس کے اثرات اب تک علی پور چھٹہ میں موجودہیں، وہاں منکرین حدیث کافی تعداد میں پیدا

ہو چکے ہیں اور ترک تقلید کی یہ روش اب انہیں کفر کی سرحد کے بہت قریب لاچکی ہے، تفسیر القرآن بالقرآن وہیں لکھی گئی ہے، جس پر مؤلف کا نام نہیں ہے۔

نواب صدیق حسن خان:

میاں نذیر حسین کے بعد جماعت کے بڑے بزرگ جناب نواب صدیق حسن سمجھے جاتے ہیں، سنہ ۱۲۵۰ھ میں بانس بریلی میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۳۰۷ھ میں وفات پائی، آپ کی وفات کے وقت میاں نذیر حسین زندہ تھے، نواب صاحب مفتی صدرالدین دہلوی، تلمیذ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے شاگرد تھے، ان کے ذریعہ ہندوستان میں ترکِ تقلید کی ہوا بڑی تیزی سے چلی؛ ملکہ بھوپال شاہ جہاں بیگم سے آپ کی شادی ہوئی تھی، اس دولت کی بدولت آپ کو مسلک کی اشاعت اور علمی خدمات کا خوب موقع ملا، آپ امت کے کثیرالتصنیف علماء میں شمار ہوتے ہیں، آپ اپنے آپ کو موحد اور اپنے گروہ کو موحدین ہند کہتے تھے، جماعت کے لفظ اہلحدیث کا تعین اس وقت تک نہ ہوا تھا، ریاست بھوپال سے تعلق کی وجہ سے آپ چاہتے تھے کہ موحدین ہند ہراس تحریک سے نفرت کریں جو انگریزوں کے خلاف ہو؛ چنانچہ مجاہدینِ بالاکوٹ جن کی قیادت حضرت سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید نے کی تھی، آپ نے ان سے ان الفاظ میں لاتعلقی ظاہر کی ہے:

"گورنمنٹِ ہند کے دیگر فرق اسلام نے یہ دلنشین کردیا ہے کہ فرقہ موحدین ہند مثل دہابیان ملک ہزارہ ایک بدخواہ فرقہ ہے اور یہ لوگ (موحدینِ ہند) ویسے ہی دشمن وفسادی ملک گورنمنٹ برٹش ہند کے ہیں، جیسے کہ دیگر شریر اقوام سرحدی (مجاہدین بالاکوٹ وغیرہ) بمقابلہ حکومت ہند سوچا کرتے تھے"۔ (ترجمان وہابیہ:٦١)

لفظ وہابی کے بارے میں انگریزوں اور نواب صاحب کی ایک سوچ:

ملحوظ رہے کہ نواب صاحب نے وہابی کا لفظ "لڑنے والوں" کے لئے اس معنی میں استعمال کیا ہے جس معنی میں انگریز اسے مجاہدین پر لانا چاہتے تھے اور اپنے لئے ان سے متمائز نام "موحدین ہند" اختیار کیا ہے؛ نیز اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ یہ جماعت صرف ہندوستان میں ہے اور ہندوستان سے

باہر ان دنوں ترکِ تقلید کے عنوان سے کوئی مکتبِ فکر موجود نہ تھا، لفٹیننٹ گورنر نے جب یہ درخواست منظور کرلی کہ غیر مقلدین کو وہابی نہ کہا جائے تو اس میں صراحت کی کہ یہ لوگ وہابیان ملک ہزارہ (مولانا اسماعیل شہید وغیرہم) سے نفرت رکھتے ہیں؛ چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں:

"چنانچہ لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدینِ ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ عامہ نہ ہو، خصوصاً جو لوگ کہ وہابیانِ ملک ہزارہ سے نفرت رکھتے ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیرخواہ ہیں ایسے موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہو"۔ (ترجمانِ وہابیہ:٦٢)

موحدینِ ہند اس وقت تک صرف اس درجہ تک پہنچے تھے کہ لفظ وہابی اُن پر نہ بولا جائے اور مولانا اسماعیل شہیدؒ سے ان کا کوئی تعلق ظاہر نہ ہو؛ لیکن ابھی تک یہ مرحلہ باقی تھا کہ حکومت سے اپنے لئے سرکاری سطح پر لفظ اہلِ حدیث خاص کرالیا جائے اور لفظ وہابی سرکاری طور پر بھی کاغذات سے نکال دیا جائے، یہ خدمت مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرانجام دی۔

نواب صاحب کی جماعتی فکر:

ترکِ تقلید کی فضا ہموار کرنے کے ساتھ ساتھ آپ شیخ عبدالوہاب نجدی اور ان کے پیروؤں کے بھی سخت خلاف تھے، لفظ وہابی سے سخت نفرت تھی، انگریزوں کو بار بار یاد دلاتے کہ ہم وہابی نہیں ہیں اور وہابیوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (دیکھئے، ترجمان وہابیہ:٢٨)

نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب اور عرب کے وہابی امام احمد کے مقلد ہیں اور ہم غیر مقلد ہیں۔

وقت کی سیاسی فضا میں مسلمانوں میں آزادی پیدا کرنے کی ان خدمات کے باعث آپ کی انگریزی سرکار میں بہت قدر و منزلت تھی، آپ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا (الحطہ:١٥١) آپ کی صاحبزادی شمس الامراء کو بھی حکومت سے باون لاکھ کی جاگیر ملی تھی
(دیکھئے: ماثر صدیقی:٤٧/١، مولانا حسن علی) اِن مراعات کے ہوتے ہوئے ان کی وفاداری کسی پہلو سے بھی محل شبہ میں نہ تھی۔

موحدین ہند کی علمی اور عملی حالت:

نواب صاحب کے عہد میں غیر مقلدین اہلحدیث کے نام سے موسوم نہ تھے، ترکِ تقلید کی فضا خاصی معروف ہوچکی تھی اور یہ لوگ موحدینِ ہند کہلاتے تھے، یہ لوگ کس علمی اور عملی حالت میں تھے، اسے خود نواب صاحب سے سنیئے:

"یہ لوگ معاملات کے مسائل میں حدیث کی سمجھ اور بوجھ سے بالکل عاری ہیں اور اہلِ سنت کے طریق پر ایک مسئلہ بھی استنباط نہیں کرسکتے، حدیث پر عمل کرنے کی بجائے زبانی جمع وخرچ اور سنت کی اتباع کی جگہ شیطانی تسویلات پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کو عین دین تصور کرتے ہیں"۔ (الحطہ:۱۵۱)

نواب صاحب نے معاملات کی قید اس لئے لگائی ہے کہ عبادات میں ان لوگوں نے آمین بالجہر اور رفع الیدین وغیرہ کی کچھ روایات ضرور یاد کی ہوتی ہیں، سو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ لوگ فنِ حدیث سے کچھ آشنا ہیں، نواب صاحب عبادات میں بھی ان غیر مقلدین سے چنداں موافق نہ تھے، آپ کے صاحبزادہ حسن علی لکھتے ہیں:

"آپ حنفی نماز کو ہمیشہ اقرب الی السنۃ فرماتے رہتے تھے"۔ (مأثر صدیقی:۳/۱)

پیش نظر رہے کہ عبدالحق بنارسی اور میاں نذیر حسین کے دور تک یہ حضرات اہلحدیث (اصطلاحِ جدید) میں معروف نہ تھے نہ اس وقت تک یہ اصطلاح باضابطہ طور پر قائم ہوئی تھی، ابھی یہ حضرات ترکِ تقلید کے نام سے پہچانے جاتے تھے، یا موحدین ہند کے نام سے ۔

مولوی محمد حسین بٹالوی:

مولوی محمد حسین بٹالوی سنہ ۱۲۵۲ھ میں پیدا ہوئے، آپ اور نواب صدیق حسن خاں ہم اُستاد تھے، مولوی محمد حسین بٹالوی کے استاد بھی مفتی صدرالدین صاحب دہلوی تھے، آپ نے حدیث میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھی، آپ مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی کا یہ بیان پہلے سن آئے ہیں:

"لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اورکاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا"۔ (مآثر صدیقی:۳/۱)

یہیں سے جماعت اہل حدیث ایک مستقل مکتبِ فکر کے طور پر اُبھرتی ہے، یہ صحیح ہے کہ اس فرقے کا مولد و مسکن ہندوستان سے باہر کہیں نہیں ملتا؛ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات اہل حدیث کہلانے سے پہلے موحدین ہند کہلاتے تھے؛ تاہم یہ ضرور ہے کہ ان دنوں یہ فرقہ اہلِ حدیث کے عنوان سے مشہور نہ تھا اور اس کے تمام علماء تقریباً انہی بزرگوں کے شاگرد اور شاگرد در شاگرد ہیں جنھیں جماعت کے موسسین کے طور پر ہم ذکر کرآئے ہیں، حافظ عبدالمنان وزیرآبادی، مولوی سلامت اللہ جیراجپوری، مولوی عبدالوہاب ملتانی (بانی فرقہ امامیہ اہل حدیث) اور حافظ محمد لکھوی، حافظ غلام رسول قلعہ یہان سنگھ والے سب میاں نذیر حسین دہلوی کے ہی شاگرد تھے؛ البتہ غزنی سے چند ایسے اور بزرگ ضرور تشریف لائے جو اس مکتبِ فکر میں نئے شامل ہوئے اور پھر اپنی محنت و خدمت سے پنجاب میں ایک ممتاز گروہ بن کر اُبھرے، یہ گروہ غزنوی نام سے معروف ہے۔

مولوی عبداللہ غزنوی میاں صاحب سے حدیث پڑھ کر واپس غزنی چلے گئے، وہاں مسلمانوں کو ترکِ تقلید کی دعوت دی، ان کی یہ تحریک وہاں مسلمانوں کی وحدتِ ملی کو توڑنے کا موجب سمجھی گئی اور اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں اس کے پیچھے انگریزوں کی افغانستان پر قبضہ کرنے کی سازش کارفرمانہ ہو اس پر حکومتِ افغانستان نے انہیں ملک سے نکال دیا اور یہ حضرات ہندوستان آگئے، ہندوستان میں ان دنوں مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلدین کے مذہبی ایڈوکیٹ تھے، آپ جہاد کے خلاف رسالہ "الاقتصاد" لکھ کر انگریزوں کو مطمئن کر چکے تھے اور پھر انہیں سرکارِ انگلشیہ سے ایک وسیع جاگیر بھی ملی تھی؛ سو ہندوستان میں غیر مقلد ہو کر رہنا اب ان حضرات کے لئے چنداں مشکل نہ تھا؛ یہاں کے غیر مقلدوں نے ان علمائے غزنی کا بڑے تپاک سے استقبال کیا۔

پنجاب میں غزنوی علماء کی آمد"

مولوی محمد حسین بٹالوی کے عہد میں پنجاب میں غزنوی علماء کی آمد ہوئی، مولوی عبداللہ غزنوی افغانستان سے جلاوطن ہوئے تھے، ان حضرات کا رجحان ترکِ تقلید کی طرف تھا، انہیں یہاں بنا بنایا میدان مل گیا، ہندوستان کے دیگر اہل حدیث حضرات سے اُن کا ایک موضوع میں اختلاف رہا، یہ

حضرات تصوف اور بیعت و سلوک کے قائل تھے، مولوی عبد الجبار غزنوی نے "اثبات الالہام والبیعۃ" کے نام سے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی، مولوی عبد اللہ غزنوی کے دو بیٹے مولوی عبد الجبار اور مولوی عبد الواحد تھے، مولوی عبد الجبار کے بیٹے مولوی داؤد غزنوی اور مولوی عبد الغفار تھے، مولوی عبد الواحد کی اولاد میں سے مولوی اسماعیل غزنوی اپنے حلقے میں معروف ہوئے، مولوی اسماعیل غزنوی سعودی عرب کے ملک عبد العزیز بن آلِ سعود کے وزیر رہے ہیں، آپ کے واسطہ سے سعودی عرب کے اور نجد کے علماء اور موحدینِ ہند کے مابین خاصے تعلقات قائم ہوگئے؛ یہاں تک کہ اس مناسبت سے پھر سے لفظ وہابی موحدین ہند پر آگیا، اب یہ لوگ لفظ وہابی سے زیادہ گریز نہ کرتے تھے؛ کیونکہ سعودی تعلقات سے ان کی ایک نسبت آلِ شیخ سے قائم ہوچکی تھی؛ سو لفظ وہابی یہاں اور قوت پکڑگیا اِس دور میں غزنوی حضرات جماعت میں اپنی محنت وخدمت سے ایک ممتاز گروہ بن کر اُبھرے اور ایک دور تک جماعتِ اہلِ حدیث کی قیادت ان کے ہاتھ میں رہی۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری:

مولوی ثناء اللہ امرتسری علماء دیوبند اور جماعت اہلِ حدیث کے مابین ایک نقطۂ اتصال تھے، آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے؛ مگر مسلک ترکِ تقلید کا ہی رہا؛ تاہم آخر دم تک علماء دیوبند سے بہت قریب کا تعلق رہا، غیر مقلدین میں سے آپ نے مولوی حافظ عبد المنان وزیر آبادی سے حدیث پڑھی، مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھی شاگرد تھے، ملک کی سیاسی جدوجہد میں بارہا علماء دیوبند کے ساتھ شریک ہوئے اور فرقہ باطلہ کے رد میں بھی علماء دیوبند کے شانہ بشانہ کام کیا، انگریزوں کی ڈائری میں تحریک ریشمی رومال کے ذیل میں لکھا ہے:

"جنود ربانیہ کی فہرست میں میجر جنرل ہے یہی شخص مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے انجمن اہلِ حدیث پنجاب کا صدر ہے، ہندوستان میں شاید سب سے ممتاز وہابی ہے، امرتسر سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اردو اخبار اہل حدیث کو مرتب کرتا ہے،

(تحریک ریشمی رومال "انگریزوں کی اپنی ڈائری")

اس سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز اب پھر سے لفظ وہابی ان حضرات کے لئے واپس لارہے تھے، نواب صدیق حسن خان اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب رسالہ "تنسیخِ جہاد" پردستخط کیئے اور وہابیانِ ہزارہ سے نفرت کا اظہار کیا تھا تو لفظ وہابی ان موحدینِ ہند سے اُٹھا لیا گیا تھا اور جونہی ان میں سے کسی نے مولانا محمود الحسن سے نسبت ظاہر کردی تو پھر اُسے وہابی قرار دیا جانے لگا، انگریزی سیاست کے اس مدوجزر میں معلوم نہیں کتنے لوگ ڈوبے ہوں گے۔

مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی:

آپ مولوی غلام حسن سیالکوٹی (شاگرد نواب صدیق حسن صاحب) اور حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد تھے، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سے گہرے تعلق کی بناء پر یہ بھی علماء دیوبند کے بہت قریب ہوگئے تھے؛ یہاں تک کہ آپ کے بارے میں انگریزوں کی ڈائری میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

"پسر مستری قادر بخش سکنہ سیالکوٹ"۔

مشہور اور نہایت بااثر اور متعصب وہابی مبلغ:

ہندوستان میں سفر کرتا رہتا ہے اور وہابیوں کے جلسوں میں اور دوسرے فرقوں سے مناظروں کے دوران نہایت پرجوش تقریریں کرتا ہے، اس لئے اس کی ہر وقت مانگ رہتی ہے، ظفر علی کا کٹر حامی ہے اور ثناء اللہ امرتسری کا ساتھی اور مولوی عبدالرحیم عرف بشیر احمد اور عبداللہ پشاوری کتب فروش کا ساتھی ہے۔

(تحریک ریشمی رومال "انگریزوں کی اپنی ڈائری")

مولوی وحید الزماں حیدرآبادی، المتوفی: سنہ۱۳۳۸ھ م سنہ۱۹۲۰ء:

کتبِ حدیث کے اردو تراجم اور وحید اللغات لکھنے کے باعث آپ فرقہ اہلِ حدیث میں سب سے بڑے مصنف سمجھے جاتے ہیں، نواب صدیق خان کے بعد اس باب میں انہی کا نام ہے، پہلے نواب صاحب نے آپ کو تراجم کے لیے تنخواہ پر ملازم رکھا، آپ کے دور میں مولوی شمس الحق عظیم

آبادی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبداللہ غازی پوری مولوی فقہ اللہ پنجابی غیر مقلدین کی نمایاں شخصیتیں تھے، مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی خاصے معروف ہو چکے تھے۔

آپ نے میاں نذیر حسین سے حدیث پڑھی، غیر مقلد ہونے کے بعد شیعیت کی طرف خاصے مائل ہو گئے، آپ کی کتاب ہدیۃ المہدی آپ کے انہی خیالات کی ترجمان ہے، مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم کتاب "ہدیۃ المہدی" تالیف کی ہے تو اہلِ حدیث کا ایک بڑا گروپ تم سے بددل ہو گئے ہیں اور عامہ اہلِ حدیث کا اعتقاد تم سے جاتا رہا ہے۔(وحید اللغات مادہ شر)

آپ فخر الدین الطویحی شیعی (۱۰۸۵ھ) کی کتاب مطلع نیرین اور مجمع البحرین سے خاصے متأثر تھے، وحید اللغات کی اس قسم کی عبارات انہی خیالات کی تائید کرتی ہیں، شیخین رضی اللہ عنہ کو اہلِ سنت حضرت علیؓ سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی، نہ یہ مسئلہ کچھ اصولِ دین اور ارکانِ دین سے ہے، زبردستی اس کو متکلمین نے عقائد میں داخل کر دیا ہے۔(مادہ عثم)

حضرت علیؓ اپنے تئیں سب سے زیادہ خلافت کا مستحق جانتے تھے اور ہے بھی یہی۔ (مادہ عجز)

پھر محرم کے بارے میں رقمطراز ہیں:یہ مہینہ خوشی کا نہیں رہا محرم کا مہینہ شہادت کی وجہ سے غم کا ہے۔

اہل حدیث (لامذہب) اور انگریز

ھندوستان میں فرقہ غیر مقلدین کا ظہور

سارے عالم اسلام میں غیر مقلدین کا فرقہ باقاعدہ جماعتی رنگ میں نہ کبھی پہلے تھا اور نہ ہی اب موجود ہے۔ صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں یہ فرقہ کہیں کہیں پایا جاتا ہے لیکن ہندوستان میں بھی انگریز کی حکمرانی سے قبل اس گروہ کا کہیں بھی نام و نشان تک نہ تھا۔

ہندوستان میں اس فرقہ کا ظہور و وجود، انگریز کی نظر کرم اور چشم التفات کا مرہون منت ہے، ہندوستان میں جب انگریز نے اپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار و خلفشار، اختلاف دافتاق اور تشتت دلا مرکزیت پیدا کرنے کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے شاطرنہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔ جس کے پردے میں مذہبی آزاد خیالی اور ذہنی آوارگی کو پروان چڑھانے میں اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لایا کیونکہ وہ ابلیس سیاست تھا، بنابریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبر، مصدر اور سرچشمہ ہے، اس مذہبی آزادی کے نتیجہ میں فرقہ غیر مقلدین ظہور پذیر ہوا۔ پھر اس فرقہ کے بطن فتنہ پرور سے فتنہ نیچریت، فتنہ انکار حدیث، فتنہ مرزائیت اور فتنہ اناحیت و تجدد پسندی نے جنم لیا۔

مذہبی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جو مذہب چاہے، اختیار کرے، اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق، قرآن و حدیث کا جو مطلب چاہے بیان کرے، قرآن و حدیث کے الفاظ کو غلط معانی پہنائے، ان کے مفاہیم کو مسخ کرے اور ان کے مضامین کا حلیہ بگاڑے اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو چنانچہ نواب صدیق حسن خان اس بارے میں انگریز سرکار کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی کسی حکومت میں بھی نہ تھی (یعنی انگریز سے قبل عالم اسلام کے سلاطین

مثلاً سلجوقی، عثمانی سلاطین، وغیرہ ہم کے ادوار حکومت اس امن و آسائش اور آزادگی مذہب سے خالی تھے) اور وجہ اس کی سوائے اس کے کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل ہر مذہب والے کو دی" (ترجمان وہابیہ ص١٦)

دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

اور یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں، جس کا اشتہار بار بار انگریز سرکار سے جاری ہوا (ترجمان وہابیہ ص٢٢)

ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ: اور (مقلدین) چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضدو جہالت آبائی جو ان میں چلتی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادی مذہب گورنمنٹ نے عطاء کی وہ اٹھ جائے۔ (ترجمان وہابیہ ص١١٠) **گویا کہ غیر مقلدین انگریز کی عطا کردہ آزادی مذہب کے نتیجے میں پیدا ہوئے** اور انگریز کے اغراض و مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لئے آگے بڑھے، اور باطل کے مختلف محاذوں میں شجر اسلام پر خشت باری اور انگریز کے حضور حاضر ہو کر کہا کہ ہم فدویان آنجناب کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے، صرف جناب اشارہ ابرو کی ضرورت ہے۔

چنانچہ انگریز کے اشارہ سے یہ لوگ باطل کے تین محاذوں پر ڈٹ گئے اور انگریز کی خواہشات کی تکمیل میں ہر امکانی سعی بروئے کار لائے، ان تین محاذوں کی تفصیل ذیل میں ملاحضہ فرمایئے۔

(١)۔۔۔ تقلید کی برکت سے جو جھوٹے فرقے اور باطل گروہ زیرزمین دفن ہو گئے تھے، ان میں ایک فرقہ اہم معتزلہ کا تھا، یہ فرقہ قرآن و حدیث کی تحریف میں سب سے نمایاں تھا، انگریز نے ہندستان میں اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے اور مسلمانوں میں خلفشار پیدا کرنے کے لئے اس فرقہ کے احیاء کی ضرورت محسوس کی، اس مقصد کی تکمیل کے لئے احناف میں تو اس کو کوئی موزوں آدمی نہ ملا تو اس کی عقابی نگاہوں نے غیر مقلدین میں سے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو اس کام کے لئے نہایت موزوں و مناسب تھا وہ آدمی کون تھا؟

سر سید بانی علی گڑھ کالج، سر سید نے کہا حضور یہ فدوی بڑا خوش بخت ہے کہ جناب والا کی نظر انتخاب اس حقیر پُر تقصیر پر پڑی ہے۔ چنانچہ سر سید نے نیچریت کے نام سے ایک فرقہ کی بنیاد رکھی، جس نے فرقہ معتزلہ کی تحیفات کو نئے انداز، نئے اسلوب اور نئے عنوان سے خوشنما اور دلکش الفاظ میں امت کے معدے مں اتارنے کی سعی نا مشکور کی اور اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں سر انجام دینے کی بناء پر "سر" کے خطاب سے نوازے گئے۔

(۲)۔۔۔۔۔ قرآن کریم کے صحیح مفہوم کو متعین کرنے کے لئے احادیث سے بڑی مدد ملتی ہے بلکہ احادیث کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا ناممکن ہے، انگریز اس کا متمنی تھا کہ ہندستان میں کوئی ایسا فرقہ وجود میں آئے جو احادیث کے بغیر قرآن کریم کو سمجھنے کا دعویدار ہو اور احادیث کی ضرورت و اہمیت سے انکار ہو اور اس سلسلہ میں نہایت لگن، محنت اور کوشش و کاوش سے خدمات سر انجام دے اہل سنت والجماعت سے تو اس کو کوئی ایسا فرد نہ مل سکا جو اس کی توقعات پر پورا اترتا اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کوشاں اور ساعی ہوتا۔ اس مقصد کے لئے بھی غیر مقلدین نے اس کو چند نہایت موزوں افراد فراہم کئے، یہ تھے لاہور کی چینیا نوالی مسجد کے خطیب عبداللہ چکڑالوی (عبداللہ چکڑالوی پہلے غیر مقلد تھا ' موج کوثر ص ۵۲) احمد دین بگوی، اسلم جیراجپوری (اسلم جیراجپوری بھی ابتداء غیر مقلد تھا، نوادرات ص ۳۷۱) نیاز فتحپوری (نیاز فتحپوری بھی پہلے غیر مقلد تھا) اور ان کے اتباع و اذناب اشخاص انگریز کی آرزوں، خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نہایت تیزی سے آگے بڑھے، اور فرقہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی اور انکار حدیث پر جھوٹے دلائل تراشنے اور غلط براہین وضع کرنے میں انہوں نے اپنی عمریں کھپا دیں اور بہت سے سادہ لوح افراد کو صراط مستقیم سے بھٹکانے میں کامیاب ہو گئے۔

(۳)۔۔۔۔۔ اس کے بعد انگریز اس کا خواہاں اور متمنی تھا کہ پیر پرستوں کے علاقہ پنجاب سے کوئی نبی کھڑا کیا جاوے، جو لوگوں کو اپنے دام نبوت میں پھسا کر گمراہ کرے اور امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرے اور اس کا شیرازہ منتشر کرکے ان کو باہم دست دگریباں کرے۔ اگرچہ پنجاب میں بے شمار گدیاں تھیں اور ان میں بعض خامیاں بھی تھیں، لیکن تقلید کی نکیل اور مہار انگریز کے راستہ میں سد سکندری بن کر حائل تھی، اس گندے مقصد اور غلط کام کے لئے بھی انگریز کو موزوں آدمی ملا

تو غیر مقلدیت کی گندی کان سے، یہ شخص تھا مرزا غلام احمد قادیانی (مرزا غلام احمد قادیانی بھی ابتداءً غیر مقلد تھا۔ (سیرت مہدی جلد دوم ص ۳۳۳)

جس نے ایک نئے فرکہ کی بنیاد رکھ کر امت مسلمہ کی کمر میں خنجر پیوست کیا۔

(٤)۔۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ پورا عالم اور کامل العقل نہیں تھا، اس میں علمی اور عقلی خامیاں تھیں، اس کو سہارا دینے کے لئے کسی پختہ کار عالم اور ہوشیار و شاطر اور گھاگ قسم کے سیاستدان کی ضرورت تھی، اس کو سہارا دینے کے لئے بھی انگریز نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور ملک کی تمام جماعتوں کا بنظر غائز جائزہ لیا، مگر کسی جماعت میں اس کو کوئی موزوں آدمی نظر نہ آیا، مرزا کو سہارا دینے کے لئے بھی انگریز نے غیر مقلدیت کے بطن سے ایک نہایت مناسب شخص کا سراغ لگا لیا۔یہ تھا بھیر کا مشہور غیر مقلد عالم حکیم نور الدین بھیروی۔(حکیم نور الدین بھیروی بھی پہلے غیر مقلد تھا، تاریخ احمدیت جلد٤ص٦٩ تا ٧٠) جو مرزا کی تائید کے لئے انگریز کے اشارہ سے آگے بڑھا اور اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مرزا کا دست بازو بنا۔اور احمدی جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے پالیسیاں وضع کرنے میں اس کا عیار ذہن کار فرما تھا۔

اب ہم غیر مقلدین کے اکابر علماء اور اعظم فضلاء کی عبارات کے اقتباسات سے یہ حقیقت واضح اور الم نشرح کریں گے کہ سارے ہندستان میں انگریز کے تسلط سے قبل غیر مقلدین کا نام و نشان تک نہ تھا، اوریہاں سرکاری سطح پر حنفی مسلک رائج و نافذ تھا، ہندستان کے ملوک و سلاطین، امراء، وزراء، علماء، وفقہاء، فصحاء، بلغاء، محدثین و مفسرین، مدققین و محققین سب کے سب حنفی مسلک سے متعلق تھے۔اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان کی رائے پیش کرتے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

"خلاصہ حال ہندستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں، اس وقت سے آج تک (انگریز کی آمد تک) یہ لوگ

مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ جمع کیا اور اس میں شاہ عبدالرحیم صاحب والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ بھی شریک تھے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۲۰)

اسی کتاب میں نواب خان دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"ہندستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا حنفی رکھتے ہیں" (ترجمان وہابیہ)

نواب خان کی مذکورہ عبارات سے ثابت ہوا کہ ہندستان میں اسلام کے ظہور سے لیکر انگریزی حکومت کے تسلط تغلب تک یہاں کے اکثر باشندے مذہب حنفی کے پیروکار اور اس پر عمل و کاربند تھے اور کچھ لوگ شیعی مسلک کے حامل اور اس پر عمل تھے۔ ان دو مسالک کے سوا کسی تیسرے فرقہ کا ہندوستان میں نشان تک نہ تھا۔ اگر غیر مقلدین بھی یہاں شروع سے موجود ہوتے تو نواب صاحب یقیناً اور لازماً ان کا تذکرہ بھی کرتے۔

نواب صاحب نے قطعی طور پر ہندستان میں اس فرقہ کے قدیماً پائے جانے کی صریح الفاظ میں نفی کر دی ہے۔ اس لئے اس بارے میں کسی چوں چراں کی گنجائش نہیں۔ **اس کی تائید غیر مقلدین کے مشہور مولوی محمد شاہجہانپوری سے:**

موصوف غیر مقلدین کے مشہور عالم و محقق ہیں۔ یہ اپنی مشہور کتاب "الارشاد الیٰ سبیل الرشاد" میں ہندوستان میں اپنے فرقے کے نومولود نوخیز ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"کچھ عرصہ سے ہندستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں"۔ پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں میں سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں، مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد، ص۱۳)

مولانا موصوف کی اس تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ اگر یہ فرقہ ہندستان میں قدیم سے چلا آرہا ہوتا تو لازماً لوگ اس کے افکار و نظریات اور اس کے خیالات و حالات سے واقف ہوتے اور اس فرقہ کے

لوگ اہلیان ہند کے لئے نا مانوس و نا آشنانہ ہوتے۔ اس کی تائید مزید غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولوی نذیر حسن دہلوی کے استاد اور خسر مولانا عبد الخالق کے قلم سے مولانا موصوف اپنی مشہور کتاب "تنبیہ الضالین" میں اس فرقہ کے نواحداث (نوپیدا) ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث (غیر مقلدین) کا عبدالحق بنارسی ہے۔ جو چند روز بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح وہاں سے بچ نکلا۔

غیر مقلدین کا نو مولود ھونا ایک اور انداز سے:

یہ ایک تاریخی اور مسلمہ حقیقت ہے کہ جو چیز، جماعت اور جو قوم قدیم سے موجود ہوتی ہے اس کی قدرت کے کچھ آثار ہوتے ہیں اس کے قدیم ہونے کی کچھ علامات اور نشانات ہوتے ہیں جو اس کی قدامت پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے نو مولود ہونے کی نفی کرتے ہیں۔

اس کلیہ اور ضابطہ کی روشنی میں جب ہم غیر مقلدین کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو آفتاب نیمروز کی طرح یہ حقیقت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے کہ یہ فرقہ نوخیز ہے۔

غیر مقلد حضرات اگر شروع سے برصغیر پاک و ہند میں موجود ہوتے تو ان کے آثار قدیمہ پائے جاتے، ان کا بسایا ہوا کوئی شہر ہوتا، ان کی تعمیر کردہ کوئی مسجد، کوئی سرائے اور کوئی عمارت ہوتی مثلاً لاہور اس ملک کا قدیم شہر ہے، یہاں چونکہ احناف شروع سے چلے آرہے ہیں اس لئے اس تاریخ شہر میں ان کے آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں۔

یہاں سید الاولیاء حضرت علی ہجویریؒ کا مزار مقدس ہے، یہاں شاہی مسجد ہے، یہاں مسجد وزیر خاں صاحب ہے اور دیگر آثار قدیمہ ہیں۔

لیکن اس کے برعکس سارے ہندستان میں غیر مقلدین کی سب سے پہلی مسجد چینیاں والی مسجد ہے جو انگریزی دور کی یادگار ہے۔

یہ وہی مسجد ہے جس کا خطیب مشہور منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی تھا، جو پہلے غیر مقلد تھا اسلاف کو گالیاں دیا کرتا بالخصوص امام اعظمؒ کی شان میں بہت گستاخی کیا کرتا تھا، جس کی اس پر یہ پھٹکار پڑی کہ قہر الٰہی کی بجلی اس کے خرمن ایمان پر گری اور اس کو جلا کر خاکستر کر دیا اور منکر حدیث ہو کر مرا۔ سچ فرمایا ہے صادق مصدوق ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "من عادیٰ لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب" یعنی جو شخص میرے ولی سے عداوت کرے گا اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے ولی کو برا کہے گا جیسا کہ ان لوگوں کا وطیرہ اور طرہ امتیاز ہے ایسے ہی مرے گا۔ اسی طرح انکے اور علماء جو اکابر کو گالیاں نکالتے تھے وہ بے دین ہو کر مرے ہیں۔ اور سنئے امرتسر میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پہلے بھوپال میں نواب صدیق حسن خان سے قبل دہلی میں مولوی نذیر حسین دہلوی سے پیشتر، بنارس میں عبدالحق بنارسی سے قبل اور سیالکوٹ میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی سے پہلے غیر مقلدیت کا سراغ نہیں ملتا۔

کیا ہے کوئی مائی کا لعل جو ان شہروں میں مذکورہ حضرات سے پیشتر کسی غیر مقلد کا وجود ثابت کر سکے۔ ایک اور طرز سے جس طرح غیر مقلد حضرات ہندستان میں انگریز کی آمد سے قبل اپنے کسی مدرسہ، کسی مسجد، کسی سرائے اور کسی عمارت کی نشاندہی نہیں کر سکتے اسی طرح یہ حضرات انگریز کے دور سے قبل اپنی کسی تصنیف کسی کتاب حتی کہ کسی رسالہ کی نشاندہی بھی نہیں کر سکتے (اگرچہ اب اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے چھ سات سو سال پرانی تاریخ لکھنے کی سازش کر رہے ہیں) ہمارا ان کو کھلا اور انعامی چیلنج ہے کہ یہ لوگ کسی ایک کتاب، کسی ایک تفسیر کسی ایک شرح حدیث کی نشاندہی کر دیں جو کسی ایسے شخص نے لکھی ہو جو مقلدین کو مشرک قرار دیتا ہو اور ائمہ مجتہدین کو اپنے سب و شتم کا ہدف بناتا ہو۔ (ھل من مبارزِ)

حتی کہ یہ لوگ آج تک اپنا نصابی قاعدہ بھی مرتب نہیں کر سکے۔ ان کا نصابی قاعدہ "بلوغ المرام" ہے جو ایک شافعی محدث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصنیف لطیف ہے ان کے مدارس میں جو نصاب زیر تعلیم ہے وہ احناف کا مرتب کردہ ہے غیر مقلدین اپنے مدارس میں مقلدین کا مرتب کردہ نصاب

زیر تعلیم ہے وہ احناف کا مرتب کردہ ہے غیر مقلدین اپنے مدارس میں مقلدین کا مرتب کردہ نصاب تعلیم پڑھتے پڑھاتے ہیں اور مقلدین کی لکھی ہوئی شرح اور حواشی کا مطالعہ کر کے اسباق پڑھانے کی تیاری کرتے ہیں لیکن ان کی طوطا چشمی کا یہ عالم ہے کہ یہ اپنے درسوں میں انہیں مقلد علماء کو اپنی ظالمانہ گالیوں اور گستاخانہ جسارتوں کا ہدف بناتے ہیں۔ فیا للعجب و لضیعۃ الادب۔

غیر مقلدین اور انگریز کی خدمات

بفضلہٖ تعالیٰ دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح الم نشرح اور بے نقاب ہو چکی ہے کہ فرقہ غیر مقلدین کا وجود انگریز کی چشم التفات کا رہین منت ہے، انگریز کے دور حکومت سے قبل اس فرقہ کا ہندستان بھر میں کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔

اب ہم غیر مقلدوں کے اکابر و اسلاف اور بانیوں کی انگریز سرکار کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کریں گے۔ تاکہ ان پر انگریز کی نظر التفات کی وجہ واضح ہو جائے۔

سب سے پہلے ہم غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولوی نذیر حسین کی خدمات پر روشنی ڈالیں گے۔ جناب کے کارنامے بیان کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی موصوف کا اجمالی تعارف پیش کر دیا جائے۔

مولوی نذیر حسین صاحب دھلوی کا اجمالی تعارف

مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم اور پیشوا ہیں، غیر مقلد حضرات ان کو مجدد اعظم، شیخ الکل فی الکل، شمس العلماء اور آیت من آیات اللہ کے عظیم القابات سے یاد کرتے ہیں اور ان کو اپنی جماعت کے بانیوں میں شمار کرتے ہیں، غرضیکہ ان کی بڑی مایہ ناز اور قابل فخر ہستی ہیں۔ غیر مقلدیت کے فروغ اور اشاعت میں ان کی خدمات کو بڑا دخل ہے، ان کی زندگی کے پورے 75 سال سلف صالحین پر تنقید کرنے اور ان کے عظیم فقہی و علمی کارناموں میں کیڑے نکالنے اور ان کو اپنے خود ساختہ الزامات کا ہدف بنانے میں صرف ہوئے، میاں قصبہ سورج گڑھ، ضلع مونگیر صوبہ بہار میں ۱۲۲۰ھ مطابق 1805ء میں متولد ہوئے اور ایک سو سال کی عمر پا کر

1320ھ میں وفات پاگئے، مولوی عبداللہ روپڑی نے ان کو آیت من آیات اللہ، امام زمان، شیخ العرب والعجم کے القاب سے یاد کیا ہے۔(نتائج التقلید ص ۱۱)

جنگ آزادی 1857 میں نہ صرف یہ میاں صاحب نے قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ اس کو غدر اور ہلڑ سے تعبیر کرکے مجاہدین کرام اور غازیان عظام کے جذبات کو پامال اور مجروح کیا، اس دور کے مشاہیر واکابر اور جید علماء کرام نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ تیار کیا، میاں صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ پھر عین حالت جنگ میں مجاہدین سے غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک زخمی میم کو گھر اٹھوا لائے، اس کا علاج معالجہ کرکے اس کو انگریز کے سپرد کرکے اس سے اپنی وفاداری کے سرٹفکیٹ حاصل کئے۔

تفصیلات:

میاں کے ان کارناموں کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل احقر مناسب سمجھتا ہے کہ جنگ آزادی 1857ء کے پس منظر پر اجمالی روشنی ڈال دی جائے۔

جنگ آزادی 1857ء کا پس منظر:

مجاہد کبیر بطل جلیل شیخ الاسلام امام راشد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہ اپنی مشہور محققانہ اور مؤرخانہ تصنیف منیف "نقش حیات" میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

جہاں تک احوال و واقعات خبر دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک تو انگریز اپنی کامیابیوں اور بڑھتی ہوئی قوت کے نشہ میں چور اور بدمست ہوگئے تھے کہ نہ کسی عہدنامہ کا خیال رہا تھا نہ کسی نواب یا بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے۔

تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بات بات پر تحقیر و توہین سے بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے جیسا کہ وارن ہسنگر کا مقالہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں "انگریز ہندوستان میں آکر ایک نیا انسان بن جاتا ہے، جن جرائم کو وہ انگلستان میں

خیال میں بھی نہ لا سکتا تھا ان کے کرنے کے لئے یہاں صرف انگیزیز ہونا سمجھا جاتا ہے۔ الغرض جس قدر بھی زمانہ اگے بڑھتا جاتا تھا انگریزی عہد تسکنیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے۔

دوسرے ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی ہلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی جاتی تھی کہ جس کا لوگوں کو وہم فہم و گمان بھی نہ تھا، گدی نشینوں کو طرح طرح کے میلوں سے بر طرف اور محروم کر دیا جاتا تھا۔ معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پراپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قوم عادی ہیں والیان ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی وغیرہ وغیرہ، حسب قول مشہور تنگ آمد بجنگ آمد" مجبور ہو کر آزادی کے لئے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا نیز وہ لوگ جو سید صاحب کی تحریک رہے تھے اور بالاکوٹ میں سید احمد کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے اوطان کو واپس آئے تھے اور وہ لوگ جو کہ حضرت سید احمد صاحب کے مرید اور ان کی تحریک میں کسی درجہ میں بھی شریک تھے ان لوگوں کے قلوب ہمیشہ آزادی کی تڑپ سے بے چین رہتے تھے۔

اس لئے تمام ہندستان نے عموماً اور مسلمانوں نے خصوصاً اس انقلاب ۱۸۵۷ء کو ضروری سمجھا۔ (نقش حیات صفحہ ٤٤٩ ج ۲)

ان حالات کے پیش نظر اس دور کے دور اندیش، بیدار مغز اور جذبہ جہاد سے سرشار علماء کرام نے دستخط کئے، اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی مسلمانوں کے جذبات میں ایک طوفان برپا ہو گیا اور ان کے ایمانی احساسات کی آگ بھڑک اٹھی۔

مگر افسوس صد افسوس کہ اس دور کے بعض عافیت کوش، وقت شناس اور خود غرض علماء نے اس فتویٰ پر دستخط نہ کئے، ان دنیا دار اور مصلحت پرست علماء سر فہرست غیر مقلدین کے امام مولوی نذیر حسین دہلوی کا نام نامی ہے۔

میاں کی مجاھدین ۱۸۵۷ء سے غداری اور گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری:

میاں صاحب کا سوانح نگار فضل حسین بہاری، میاں صاحب کی سوانح الحیات بعد المماۃ میں "گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری" کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے۔

"یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریز پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے اس پر دستخط کئے نہ مہر لگائی"۔

وہ خود کہتے تھے کہ میاں وہ "ہلڑ" تھا بہادر شاہی نہ تھی، وہ بے چارہ بہادر شاہ کیا کرتا۔ ۔ ۔ بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں مگر وہ باغیوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے، کرتے تو کیا کرتے (الحیات بعد الممات ص۱۲۵)

اپنوں کی غداری سے انگریز کا دھلی پر قابض ھو کر قیامت برپا کرنا:

جب اپنوں (مرزا الٰہی بخش، مرزا مغل شہزادہ، اور فتویٰ فروش و عافیت کوش علماء) کی غداری سے ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریز دہلی پر قابض ہوگئے تو انہوں نے انتہائی سفاکی اور بے دردی سے مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ شروع کیا، مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے، ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے، وحشت و بربریت کے رکارڈ قائم کئے گئے جن کے سامنے چنگیز خان اور ہلاکو خان کے مظالم کی داستانیں اور ہٹلر و مسولینی کے تشدد کی کہانیاں ماند پڑ گئیں۔

انگریزوں کے ظلم و ستم کی ہلکی سی جھلک ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔ اسپنر وال لکھتا ہے "وحشی نادر شاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی جو فتح دہلی کے بعد انگریزی حکومت نے جائز رکھی، شارع عام پھانسی گھر بنائے گئے اور پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی۔

"وال پول کا بیان ہے:

"تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی، جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔"

مؤلف تبصرہ التوریخ لکھتا ہے کہ:۔

"ستائیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا"۔ شاندار ماضی ص٦٩)

امام راشد حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب قدس سرہ العزیز انگریز کے بے پناہ مظالم کی تصویر پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"خصوصیت سے مسلمانوں کے ساتھ جو ذلت آمیز اور جگر خراش برتاؤ کیا گیا وہ بیان سے باہر ہے"۔

زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں ڈلوانا، سکھ رجمنٹ سے علی رؤس الا شہاد اغلام کروانا، فتحپوری کی مسجد سے قلعہ کے دروازہ تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی لاشوں کا لٹکانا، مساجد کی بے حرمتی خصوصاً شاہ جہاں جامع مسجد دہلی کے حجروں میں گھوڑوں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرنا اور حوض میں وضو کے پانی کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا، منصف مزاج انگریز بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکے، تفصیل کے لئے دیکھئے انقلاب ١٨٥٧ء کو تصویر کا دوسرا رُخ ترجمہ شیخ حسام الدین (از کتاب مسٹر ایڈ ورڈ ٹامسن مسمی بہ تصویر کا دوسرا رخ)۔(نقش حیات ص٤٥٧)

اپنوں کی غداری اور ضمیر فروشی سے مسلمانوں کو ان روح فرسا مظالم سے دو چار ہونا پڑا، اگر اپنے غداری نہ کرتے تو مسلمانوں کو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ ان کی عوتوں کی عصمتیں ان کی مساجد کی بے حرمتی نہ ہوتی۔ ان کی لاشوں کو درختوں کی شاخوں پر نہ لٹکایا جاتا، ان کو سور کی کھالوں میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں نہ ڈلوایا جاتا، ان سے سکھ رجمنٹ سے سب کے سامنے اغلام بازی نہ کروائی جاتی۔

جنگ آزادی 1857ء میں غیر مقلدین کا کردار

جب مسلمان انگریز سے آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے، اپنی جان مال اور تن من دھن کی قربانیاں دے رہے تھے، ان حالات میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے یہ تو نہ ہو سکا کہ کسی بیمار داری کرتے، اس کے بجائے میاں صاحب جنگ آزادی کے دوران یہ گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں کہ انگریز کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے اور اپنے ذاتی مفاد کی خاطر رات کی تاریکی میں سناٹے میں ایک زخمی انگریز خاتون کو اٹھوا کر اپنے گھر میں چھپائے رکھتے ہیں، جب وہ انگریز خاتون تندرست اور صحت یاب ہو جاتی ہے تو اس کو انگریزی کیمپ میں پہنچا کر مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ نقد اور وفاداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں۔

اس واقعہ کی تفصیل موصوف کے سوانح نگار غیر مقلد عالم مولوی فضل حسین بہاری کی زبانی سنیئے۔ موصوف لکھتے ہیں:

عین حالت غدر میں (جہاد حریت کو غدر سے تعبیر کیا جا رہا ہے فوااسفا!) جبکہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا (سوائے غیر مقلدوں کے) مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے گئے، پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے، اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذرا بھی خبر ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔ (الحیات بعد الممات ص۱۲۷)

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اس بارے میں رقمطراز ہیں:

"غدر ۱۸۵۷ء میں کسی اہل حدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی (کیوں کرتے اس کے وفادار اور جان نثار جو تھے) بلکہ پیشوایان اہل حدیث نے عین اس طوفان بے تمیزی میں ایک زخمی یورپین لیڈی کی جان بچائی اور عرصہ کئی مہینے تک اس کا علاج معالجہ کر کے تندرست ہونے کے بعد سرکاری کیمپ میں پہنچا دی"۔ (اشاعت السنۃ صفحہ ۲۶ شمارہ ۹ جلد ۸)

"ڈاکٹر حافظ مولوی نذیر احمد (جو کہ میاں صاحب کے قریبی رشتہ دار ہیں) فرماتے تھے:

کہ زمانہ غدر میں مسز لیسنس زخمی میم کو جس وقت میاں (نذیر حسین صاحب) نے نیم جان دیکھا تو (زار وقطار) روئے اور اپنے مکان میں اٹھالائے، اپنی اہلیہ اور عورتوں کو ان کی خدمت کیلئے نہایت تا کید کی۔۔۔ اس وقت اگر باغیوں (مسلمانوں) کو ذرا بھی خبر لگ جاتی تو آپ کی بلکہ سارے خاندان کی جان بھی جاتی اور خانماں بربادی میں بھی کچھ دیر نہ لگتی۔۔۔ امن قائم ہونے کے بعد میم کو انگریزی کیمپ میں پہنچایا، جس کے نتیجہ میں آپ کو اور آپ کے متوسلین کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے امن و امان کی چھٹی ملی چنانچہ انگریزوں کے تسلط کے بعد جب سارا شہر غارت کیا جانے لگا تو صرف آپ کا محلہ آپ کی (انگریزی خدمات) کی بدولت محفوظ رہا"۔

(الحیات بعد الممات ص۲۷۶-۲۷۵ سوانح میاں نذیر حسین دہلوی)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ ایک زخمی نیم جان میم کو دیکھ کر تو میاں صاحب کے دل میں ہمدردی، خیر خواہی اور غم خواری کا دریا موجزن ہوتا ہے، میاں صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگتا ہے اور میاں صاحب اس زخمی میم کو اٹھوا کر گھر لے جاتے ہیں، اس کا علاج معالجہ کرتے ہیں اور اس پر خصوصی نوازشات کی بارش برساتے ہیں، اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے۔ میاں صاحب کے سامنے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں، وحشت و بربریت کے رکارڈ قائم کئے جاتے ہیں، عورتوں کی عصمتیں لوٹی جاتی ہیں، ان کے پستان کاٹے جا رہے ہیں، بوڑھوں اور بچوں کو ٹھوکروں سے پامال کیا جاتا ہے مسلمانوں کی لاشیں درختوں کی شاخوں پر لٹکائی جا رہی ہیں اور میاں صاحب کئی دن تک نیم جان عورتوں، زخمی مردوں اور کٹے پھٹے اعضاء والے بچوں کو دیکھتے ہیں لیکن ان کی آنکھوں سے ایک آنسو تک نہیں ٹپکتا، مسلمان عورتوں کے گھاؤ دیکھ کر ان کا دل ذرہ بھر نہیں پگھلتا اور بوڑوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

ایک انگریز خاتون کے لئے تو میاں صاحب کے دل میں ہمدردی کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں اور خیر خواہی اور غم خواری کے آنسو بہنے لگتے ہیں مسلمانوں کے لئے چشمے خشک اور یہ آنسو بند ہو جاتے ہیں

اور آنکھوں سے ایک آنسو بہانے کی توفیق نہیں ہوتی، آخر کیوں؟ کس لئے؟ کس بناء پر؟

بسخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجیبت

میاں صاحب کو انگریز سرکار نے اپنی وفاداری کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دینے اور مجاہدین ۱۸۵۷ء سے غداری کے صلہ میں اپنی وفاداری اور خوشنودی کے سرٹفیکیٹ عطا کئے اور تیرہ سو روپے نقد انعام دیا اور شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز کیا، اب احقر ذیل میں خوشنودی کے سرٹفیکیٹ کے تراجم پیش کرتا ہے۔ (ترجمہ: سرٹیفکیٹ وفاداری و خوشنودی از جناب جی ڈبلیو جی وائر فیلڈ صاحب بہادر قائم مقام کمشنر سابق دہلی، سر مولوی نذیر حسین اور مولوی شریف حسین صاحب نے مع دیگر مرحوم خاندان کے مسٹر لیسنس کی میم کی غدر میں جان بچائی تھی، اس وقت میں یہ اس کو اپنے گھر لے گئے تھے جس وقت وہ زخمی پڑی تھیں، اپنے مکان میں ساڑھے تین مہینے تک رکھا آخر سرکاری کیمپ میں پہنچایا۔ ۔ ۔ ان کو دو سو روپیہ ایک مرتبہ اور چار صد روپیہ ایک مرتبہ انعام ملا اور سات صد روپیہ بوجہ گرنے مکانات کے ملا پس یہ خاندان قابل لحاظ و مہربانی کے ہے۔)

(دستخط ڈبلیو جی وائر فیلڈ قائم مقام کمشنر رسالہ اشاعت السنہ ص۲۹۳ شمارہ ۱۰ جلد ۸ الحیات بعد الممات ص۱۳۳-۱۳۲)

(ترجمہ) سرٹفکیٹ وفاداری از جے ڈی ٹریملٹ بنگال سروس کمشنر دہلی کا سپرنٹنڈنٹ۔

"مولوی نذیر حسین دہلوی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے مشکل اور نازک وقتوں میں اپنی وفاداری اور نمک حلالی گونمنٹ برطانیہ پر ثابت کی ہے۔ اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو جاتے ہیں۔

امید کرتا ہوں کہ جس کسی افسر برٹش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔ دستخط جی ڈی ٹریملٹ بنگال سروس کمشنر دہلی ۱۰ اگست ۱۸۵۷ء اشاعت السنہ صفحہ ۲۹۴ شمارہ ۱۰، ج۸، الحیات بعد الممات صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ کراچی

میاں صاحب کا انگریز خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہونا

میاں صاحب کے سوانح نگار مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں "چنانچہ جب شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ سے نمک حلالی اور وفاداری اور مسلمانوں سے غداری کے صلہ میں آپ کو ملا اور اس کا تذکرہ کوئی آپ کے سامنے کرتا تو آپ فرماتے کہ:

میاں ! خطاب سے کیا ہوتا ہے۔ ۔ ۔ دنیاوی خطاب سلاطین سے ملا کرتا ہے یہ گویا ان کی خوشنودی کا اظہار ہے۔ مجھے تو کوئی نذیر کہے تو کیا اور شمس العلماء کہے تو کیا میں نہایت خوش ہوں۔ (الحیات بعد المماۃ صفحہ ٤)

اس سے ثابت ہوا کہ انگریز سرکار نے اپنی خوشنودی کے اظہار کی بناء پر میاں صاحب کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا، اور میاں صاحب اس خطاب سے بہت خوش تھے اور اسکو اپنے لئے موجب فخر اور باعث سعادت تصور کرتے تھے۔

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے زمانہ میں عام غیر مقلدین کا گھناؤنا کردار

دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت واضح اور آشکارا ہو چکی ہے کہ غیر مقلدین نے انگریز کے تسلط کے بعد ہند میں جنم لیا۔ انگریزی حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھے، اس کے ظل عاطفت میں نشوونما پائی اور انگریز کے اشارہ سے غیر مقلدین مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں کوشاں ہوئے اور اس سلسلہ میں ہر ممکن مساعی بروئے کار لائے، معمولی فروعی مسائل کو اچھال کر مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنے میں اہم کردار ادا کیا بالخصوص میاں صاحب کے زمانہ میں غیر مقلدین کے خلاف جو اشتہار بازی کرتے اس میں نہایت عامیانہ، سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کی جاتی، انہوں نے فقہی اختلافات کو کفر و اسلام کا معرکہ بنا دیا، غیر مقلدین کا احناف سے بغض و عناد اس درجہ بڑھ گیا کہ اس نے اخلاقی اور انسانی حدود کو بھی پامال اور مجروح کر دیا۔

حضرت مولانا سید عبدالحئیؒ صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء نے آج سے تقریباً ٧٥ سال پیشتر دہلی اور اس کے اطراف کا سفر کیا تھا، اپنے سفر نامہ میں انہوں نے ایک نہایت عبرت

ناک بلکہ شرمناک واقعہ تحریر کیا ہے؛ جس کو پڑھ کر غیر مقلدین کے اخلاقی زوال، ذہنی انتشار، روحانی خلفشار، مذہبی دیوالیہ پن، شعور کے فقدان اور شرم و حیا کے انعدام کی دردناک تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

غیر مقلدین کے دلوں میں احناف کے خلاف تعصب کا جو زہر بھرا ہوا تھا اور بھرا ہوا ہے اس واقعہ سے اس کی بخوبی عکاسی ہوتی ہے، یہ واقعہ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں:۔

"یہ واقعہ مولوی عبدالعلی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے، اس محلہ میں ایک مولوی صاحب آکر رہا کرتے تھے وہ غیر مقلد تھے، میاں صاحب (مولوی نذیر حسین) کے مدرسین رہتے تھے وہاں کرایہ کا ایک مکان تھا، اس میں ایک بیوی صاحبہ بھی تھیں، اس محلہ میں ایک کبیر سن (بوڑھے) میاں جی رہتے تھے وہ پابند اوقات تھے، محلہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اس سے آکر کہا کہ مولوی صاحب کی بیوی نے آپ کو بلایا ہے، ذری کی ذری سن جایئے۔

میاں جی صاحب گئے، پردہ کے پاس بیوی صاحبہ نے آکر کہا کہ آپ با خدا آدمی ہیں ۔ مجھ کو اللہ اس ظالم کے پنجہ سے چھڑا دیجئے۔ انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں، شر ہے۔

"یہ میرا پیر ہے، میں اس کی مرید، میرے خاوند موجود ہے دھوکہ سے مجھ کو نکال لایا ہے، میاں جی صاحب کو سن کر نہایت ہی تعجب ہوا اور واقعی تعجب کی بات ہے میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجیب حیرت ہوئی۔

مولوی صاحب فرمانے لگے میاں جی نے اس کی تسلی و تشفی کی، اس کے بعد چلے آئے لیکن موقعہ کے منتظر رہے۔

ایک دن مولوی صاحب نے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ آپ تک رہے، انہوں نے کہا فرمایئے۔

میاں جی صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا لیجیئے اس محلہ کے لوگ ایسے سخت ہیں، آپ جانتے ہیں کہ لوگ آدمی مار ڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔

اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا خیر یہ بہت مناسب ہے، آپ اپنا مطلب کہیے، انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ الفت ہے لیکن اس کا خاوند موجود ہے، میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ میرے قابو آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو۔

انہوں نے کہا یہ کوئی دشوار امر نہیں۔

یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں (ان کا خون بہانہ جائز ہے) ان کا مال غنیمت ہے۔ ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لا سکتے ہو تو شوق سے لائیے۔

انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیے تھا اور وہاں سے چلے آئے، دوسرے وقت محلہ کے عمائدین سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کرلی کہ ان کو جان سے نہ ماریں۔

ان لوگوں نے اس عورت کے خاوند کو بلا بھیجا۔ جب مولوی صاحب نماز کے وسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت ورشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی اور خاوند اپنی جورہ کو لے کر چلا گیا۔ (دہلی اور اس کے اطراف ص ۵۹-۶۰)

کوئی حد ہے؟ احناف سے بغض و عناد کی، اتنا تعصب و تشدد خدا کی پناہ، احناف کو مستحل الدم اور ان کی بیویوں کو اپنے لئے حلال قرار دینے والے میاں صاحب کے خصوصی شاگرد تھے، اس زمانہ میں غیر مقلدین نے مسجدوں کو تکفیر و تفسیق کا اکھاڑہ بنا دیا۔ مقلدین پر گالیوں کی بوچھاڑ کی جاتی۔ ان کو سب و شتم کا ہدف بنایا جاتا۔ آئمہ مجتہدین کو برے القاب سے یاد کیا جاتا۔

غیر مقلدین رات کے وقت مقلدین کی مسجدوں میں غلاظتیں اور گوشت کے سڑے ہوئے ٹکڑے اور دوسری ناپاک اشیاء پھینک جاتے اور اس کو اسلام کی خدمت ظاہر کرتے جو در حقیقت اسلام کی نہیں انگریز کی خدمت تھی۔

مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم اس سفرنامہ میں دہلی کی جامع مسجد میں ایک غیر مقلد مولوی صاحب کی بد زبانی اور دریدہ ذہنی کا حال بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد جامع مسجد نماز کے واسطے گیا نماز کے بعد جابجا وعظ ہونے لگا"

ممبر پر مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں، یہ بزرگ حنفیوں کا خوب خاکہ اڑاتے ہیں، دل کھول کر تبرا کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھنے سے توبہ کی ہے۔

فرماتے تھے کہ آج کوئی ہے جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کرکے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو۔

سب جہنم میں جائیں گے اور ہر ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں، ہر آیت کو دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں۔

اہل دہلی کو ظالمین و مشرکین سے ملاتے ہیں، (دہلی اور اس کے اطراف ص ٦٨ تا ٦٩)

نواب صدیق حسن خان صاحب کے کارنامے

نواب صدیق حسن خان صاحب فرقہ غیر مقلدین کے بہت بڑے پیشوا اور امام ہیں، غیر مقلدین میں ان کو مرکزی اور بنیادی شخصیت قرار دیا جاتا ہے، غیر مقلدین ان کو امام السنہ خاتم المحدثین اور مجدد ہند کے لقب سے یاد کرتے ہیں بعض لحاظ سے ان کو "شیخ الکل فی الکل" پر بھی فقیت اور برتری حاصل ہے، نواب صاحب ۱۴ اکتوبر بروز یکشنبہ ۱۸۹۰ء کو بانس بریلی میں پیدا ہوئے اور ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۸۹۰ء کو فوت ہوئے۔ (مآثر صدیقی جلد ۳ ص ۲۰۰)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد اور انگریز:

نواب صاحب نے انگریز کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلے، مجاہدین ۱۸۵۷ء کی طرف گالیوں کی توپ کا دھانہ موڑ دیا، ان پر لعن طعن کی بوچھاڑ کی، ان کو ظالم، غاصب، فتنہ پرور، شریر، مفسد، نادان، عہد شکن، جاہل، اتباع اسلام سے منحرف، گناہ کبیرہ کے مرتکب، بلکہ ایمان سے دور اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق قرار دیا۔

مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارہ میں نواب صاحب کے خیالات و افکار تفصیلات نقل کرنے سے پیشتر انگریزی حکومت کے بارے میں نواب صاحب کی رائے عالیہ پیش کی جاتی ہے۔

انگریز کی اطاعت غیر مقلدین کے نزدیک سب واجبوں سے بڑا واجب ہے۔

نواب صاحب لکھتے ہیں :

"اور حاکموں کی اطارت اور رئیسوں کا انقیاد ان کی ملت میں (غیر مقلدوں کی مذہب میں) سب واجبوں سے بڑا واجب ہے"۔ (ترجمان وہابیہ ص۲۹)

قارئین کرام !

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ نواب صاحب کیا لا جواب بات فرماگئے ہیں کہ ظالم، کافر اور دین اسلام کے سب سے بڑے دشمن انگریز کی حکومت کی اطاعت سب فرائض سے بڑھ کر واجب اور ضروری ہے، گویا توحید و رسالت کے معاد وغیرہ کے اقرار اور نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ فرائض سے بھی بڑھ کر یہ فرض ہے کہ انگریزی حکومت کی اطاعت کی جائے تو جو لوگ انگریز کی اطاعت فرض نہیں گر دانتے وہ سب سے بڑے فرض کے منکر اور سب سے بڑے واجب سے انکاری ہونے کی وجہ سے دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ (فوااسفٰی)

انگریز کے خلاف جہاد کرنا سخت نادانی اور حماقت ہے:

نواب صاحب لکھتے ہیں:

"پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی اور بےوقوفی کی بات ہے"۔ (ترجمان وہابیہ ص۷)

سرکار انگریز کی مخالفت قطعا نا جائز ہے

نوابِ صاحب رقمطراز ہیں:

"اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں کرنا چاہیے"۔ (ترجمان وہابیہ ص۴۸)

کوئی فرقہ انگریز کی خیر خواہی اور وفاداری میں غیر مقلدین سے بڑھ کر نہیں کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و امن و آسائش رعایا کا اور قدر شناس اس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ (غیر مقلدین) سے نہیں ہے۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۱۴)

۱۸۵۷ء میں جس وقت مقلدین احناف آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے، اور انگریز مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم، جو روجفا اور تشدد بربریت کا تختۂ مشق بنائے ہوئے تھے۔ ان دنوں نواب صاحب کی فوجین ۴ سال تک انگریز کی چھاؤنی میں انگریزی افواج کے دوش بدوش مسلمانوں کے مقابلہ میں ڈٹی رہیں اور نواب صاحب نے اپنی اس وفاداری کے صلہ میں انگریز سے کافی روپیہ اور جائیداد حاصل کی، چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں۔

"حالانکہ جو خیر خواہی ریاست بھوپال و غیرہ نے اس زمانہ میں کی ہے، وہ گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر ہے۔ ساگر و جھانسی تک سرکار انگریزی کو مددغلہ و فوج وغیرہ سے دی، جس کے عوض میں سرکار نے گنہ "بیرسیہ" جمع ایک لاکھ روپیہ عنایت فرمایا۔

چار برس ہوئے جب اشتہار جنگ کابل اجنٹی سے بھوپال میں آیا۔ اسی دن سے نواب شاہ جہان بیگم صاجبہ والی ریاست نے طرح طرح کے عمدہ بندوبست کئے۔ اشتہار عام جاری کیا کہ کوئی مسافر ترکی، عربی (جس پر انگریز کی مخالفت کا ذرہ بھی شبہ ہو) شہر میں ٹھہرنے نہ پائے چنانچہ اب تک یہی حکم جاری ہے (حد ہو گئی انگریز پرستی کی) اور اس کی تعمیل ہوتی ہے سرکار گورنمنٹ میں خط لکھا کہ فوج کنجنٹ اور فوج بھوپال واسطے مدد (انگریز کے مسلمانوں کے خلاف) حاضر ہے اور ریاست سپاہ و مال سے واسطے مدد ہی (انگریز کے) موجود ہے مدت تک فوج بھوپال اس چار سال میں اندر نوکری گورنمنٹ کی چھاؤنی سیور میں عرض کنجنٹ کے بجالائی اور خاص میں نے اور بیگم صاجبہ نے واسطے جنگ کابل کے چندہ دیا۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۱۴-۱۱۳)

غیر مقلدین اور مجاہدین ۱۸۵۷ء:

ذیل میں احقر نواب صاحب کی مشہور کتاب ترجمان وہابیہ سے مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات پیش کرتا ہے جن سے ناظرین بخوبی جان سکیں گے کہ نواب صاحب مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارہ میں کیا نظریات رکھتے تھے، ان کے دل میں مجاہدین کے خلاف بغض و عنا کی آگ کس قدر شعلہ زن تھی اور یہ مجاہدین کے حریت سے کس درجہ بیزار اور نفور اور انگریز کی محبت کے نشہ میں کس قدر مست اور چور تھے اور یہ سب کچھ انگریز کی خوشنودی اور دنیاوی مفادات و مراعات کے حصول کے لئے تھا مگر شومی قسمت کہ اتنے پاپڑ بیلنے کے باوجود نواب صاحب کی نوابی پھر بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ نواب صاحب کی نظر پر قہر میں مجاہدین ۱۸۵۷ء ایمان سے دور عہد شکن بے وفا اور شیوہ ایمان سے دور تھے غدر کے وقت جب لشکر سرکار انگلشیہ کا باغی ہوا اور ظلم و تعدی جو ان سے بنا سب کچھ کیا اس وقت رؤساء ہند جن کو اپنے عہد و قرار کا خیال تھا وہ اپنے اقرار رہے اور عہد شکن اور بیوفائی سے بر سر کنار رہے اور جس نے ان کے خلاف کیا وہ صرف حاکموں کے نزدیک ہی برا نہیں ٹھہرے بلکہ شیوہ ایمان اور طریقہ ایمان سے دور اور عہد شکن اور بیوفا اپنے دین میں بھی اور مرتکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا۔ غرض دونوں جہاں کے منقصان میں گرفتار ہوا۔ (ترجمان وہابیہ ص ۵۴)

مجاہدین جنگ آزادی نادان ظالم اور غاصب تھے خلوص نیت و پاکی طینت سے عاری تھے، اتباع اسلام سے منحرف اوور انصاف واجبی سے رو گرداں تھے

"چنانچہ غدر میں جو چند لوگ ناداں عوام فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظالم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دراز کیا اور اموال رعایا اور پرایا پر غصباً قابض و متصرف ہوئے انہوں نے خطائے فاحش کی اور قصور ظاہر۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی جماعت اور لشکر میں خلوص نیت اور انصاف واجبی اور تبعیت مذہب اسلام ہو"۔ (ترجمان وہابیہ ص ۲۴)

۱۸۵۷ء کا جہاد شرعی نہ تھا:

جو لڑائیاں غدر میں واقع ہوئیں وہ ہرگز شرعی جہاد نہ تھیں اور کیونکہ وہ شرعی جہاد ہو سکتا ہے کہ جو امن و امان خلائق کا اور راحت و رفاہ مخلوق کا حکومت انگلشیہ سے زمین ہند پر قائم تھا اس میں بڑا خلل

واقع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بوجہ بے اعتباری رعایا نوکری کا ملنا محال ہو گیا اور جان و مال و آبرو کا بچانا محال ہو گیا۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۴)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:۔

"یہ بغاوت جو ہندستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کام ہے جو اصل اصل دین سے آگاہ نہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن و امان اٹھانا چاہتے ہیں"۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۰۷)

مجاہدین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سب کے سب مقلدانِ مذہب حنفی تھے:

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ:

"کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی موحد، متبع سنت، حدیث و قرآن پر چلنے والا بیوفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو۔ یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو اور جتنے لوگوں نے غدر میں شروفساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسرعناد ہوئی وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے نہ متبعان سنت نبوی (غیر مقلد) (ترجمان وہابیہ ص ۲۵)

نواب صاحب کی مذکورہ تحریر سے جہاں مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات و نظریات معلوم ہوئے وہاں یہ حقیقت بھی پوری طرح کھل کر سامنے آگئی کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کسی غیر مقلد نے قطعا کوئی حصہ نہیں لیا، ان میں سے کسی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی، ان میں سے کسی کے پاؤں میں کانٹا تک نہیں چبھا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ احناف کثر اللہ سوادھم ہی تھے جنہوں نے اپنی عظیم سابقہ روایات اور قابل فخر کردار کے پیش نظر انگریز جیسے ظالم و جابر اور مکار و عیار حکمران سے نجات حاصل کرنے کے لئے جرات و بہادری کے حیرت انگیز، تعجب خیز اور محیر العقول کارنامے انجام دیئے، انگریز کے ظالمانہ پنجہ سے رستگاری کے لئے بے خطرہ جنگ کی آگ میں کود پڑے اور پروانہ وار اپنی جانیں نچھار کیں اور تاریخ کے اوراق پر شجاعت تیور کی ایسی درخشندہ تابندہ داستانیں رقم کیں جو تا قیامت جگمگاتی رہیں گی۔

این سعادت بزور باز و نیست تانہ بخشد خدائے بخشذہ

یہ چوری کھانے والے مجنوں ہیں۔ خوں دینے والے نہیں یہ شرف ان کی قسمت میں کہاں

اسرار محبت راہر دل نبود قابل در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

غیر مقلدین اور مجاہدین ہزارہ:

نواب صاحب نے جس طرح انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے، اس کا حق نمک ادا کرنے اور اس سے مراعات کے حصول کی غرض سے مجاہدین ۱۸۵۷ء پر سب و شتم کی بوچھاڑ کی، ان کو ظالم، غاصب فتنہ پرداز، عہد شکن، جاہل اور ایمان سے دور اور خسر الدنیا والاٰخرہ کا مصداق قرار دیا ہے وہاں مجاہدینِ بالاکوٹ کو بھی نہیں بخشا، انگریز کی وفاداری اور نمک حلالیؔ نے نواب صاحب کو مجبور کیا کہ وہ مجاہدین ہزارہ کو بھی اپنے ظلم و ستم کا ہدف بنائیں۔ ان کو فسادی، شریر و غیرہ قرار دیں اور لوگوں کو ان سے متنفر اور بیزار کرنے کے لئے ان پر خود ساختہ الزامات اور جھوٹے بہتانات عائد کریں۔

مجاہدین بالاکوٹ کون تھے:

مجاہدین ہزارہ جو حضرت الامام السید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کی زیر قیادت اعلاء کلمۃ اللہ، قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت سنن، کے احیاء بدعات کے استیصال، جاہلانہ رسوم کے مٹانے اور کمزوروں کی امداد و اعانت کے سلسلہ میں سر بکف میدان میں اترے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں ایسی عظیم الشان اور فقید المثال خدمات انجام دیں جو تاریخ اسلام کے اوراق پر آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں و تاباں ہیں۔

یہ کون لوگ تھے؟ بدعات و محدثات سے دور، شرک سے کنارہ کش اور نفور، جذبہ جہاد سے سرشار، متقی و عبادت گزار، باعمل و باکردار، مخلص و جاں سپار، سرفروش و پاکباز پر جوش، فدا کار سراپا للّٰہیت اور دیانت دار افراد کا ایک ایسا کارواں جو صحابہ کرام سے بچھڑا ہوا قافلہ معلوم ہوتا تھا، حضرت سید احمد شہید کی زیر قیادت اس مخلص و پاکباز اور باعمل اور باکردار جماعت نے اپنے اوطان کو خیرباد کہا، اہل و عیال کو چھوڑا۔ گھر سے بے گھر ہوئے، سفر جہاد کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی

سے برداشت کرتے ہوئے اور میدان جہاد کے روح فرسا مصائب اور جانگداز تکالیف کشادہ جبینی سے سہتے ہوئے اسلام کی آن پر قربان ہو گئے۔

مجاہدین بالاکوٹ کی ان عظیم الشان، گرانقدر اور لافانی ملی، مذہبی و قومی خدمات کی وجہ سے ان کو ہر ذی شعور مسلمان نے خراج عقیدت پیش کیا ہے، ہر ذی فہم اور دردمند مسلمان کے قلب میں ان کے لئے جذبات محبت کا دریا موجزن ہے۔ لیکن اس کے برعکس ان پاکباز و متقی نفوس کے بارے میں غیر مقلدین کے خیالات و جذبات ملاحظہ فرما کر بحر حیرت میں غوطہ زن ہوں۔

مجاہدین بالاکوٹ شریر اور فسادی تھے:

نواب صاحب ترجمان وہابیہ میں لکھتے ہیں:

"گورنمنٹ ہند کے دیگر فریق اسلام نے یہ دل نشین کر دیا ہے کہ فرقہ موحدین ہند (غیر مقلدین) مثل وہابیاں ملک ہزارہ ایک بد خواہ فرقہ ہے اور نیز یہ لوگ ویسے ہی دشمن و فسادی ملک گورنمنٹ برٹش ہند کے ہیں جیسے کہ دیگر شریر اقوام سرحدی بمقابلہ حکومت ہند شرارت سوچا کرتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص ٦١)

مجاہدین بالاکوٹ سے نفرت تقاضائے ایمانی ہے:

سی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"چنانچہ لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند (غیر مقلدین) پر شوبہ بد خواہی گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہوں ایسے موحدین مخاطب یہ وہابی نہ ہوں۔ (ترجمان وہابیہ ص٦٢)

قارئین کرام! نواب صاحب کے کارنامے ملاحظہ فرمانے کے بعد اب آپ غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم اور وکیل اعظم مولانا بٹالوی کی انگریز سرکار کی خدمت کی تفصیلات پڑھ کر محو حیرت ہوں۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بٹالوی صاحب قبیلہ غیر مقلدین کی ایک نہایت نمایاں، اہم اور عظیم شخصیت ہیں، انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ کے ذریعہ غیر مقلدین اور انگریز کی بے حد خدمت کی، انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی میں نواب صاحب اور میاں صاحب سے بھی ایک گونا سبقت لے گئے بلکہ بٹالوی صاحب انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی بڑھ گئے جو انگریز کا خود کا شتہ پودا تھا، درج ذیل سطور سے یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو گی۔

غیر مقلدین اور منسوخی جہاد:

مشہور محقق و مؤرخ جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری اپنی محققانہ تاریخی کتاب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے ص ۶۴ پر رقمطراز ہیں۔

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ "الا قتصادفی مسائل الجہاد" لکھا۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، یہ رسالہ، سرچار لس ایچی سن اور سر جمیس لائل گورنران پنجاب کے نام معنون کیا گیا، مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعت السنہ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا۔ پھر مزید مشورہ و تحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔

جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنے کی تفصیل بٹالوی صاحب کی زبانی:

جناب بٹالوی صاحب نے اس داستان کی بڑی تفصیل سے مزے لے لے کر بیان کیا ہے، بٹالوی صاحب اپنے اس کارنامہ پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس قوم (غیر مقلدین) کا وکیل سرکار رسالہ اشاعۃ عرصہ ساتھ سال سے اپنے متعدد پرچوں میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کر رہا ہے جن میں اصول مذہب اسلام سے وہ ثابت کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور اس کے مخالفوں کو مدد دینا جائز نہیں۔ ان مضامین ہفت سالہ کی فہرست جرنل انجمن پنجاب کا اعزاز نامہ متضمن شکریہ بھی ایڈیٹر کے نام صادر ہو چکا ہے۔ اس قوم کے خادم (محمد حسین بٹالوی) نے اس مضمون میں کہ " برٹش گورنمنٹ سے کسی

مسلمان ہند کو جہاد جائز نہیں" (چہ جائے کہ فساد) ایک خاص " رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد" تالیف کیا ہے جس کو ایک یورپ کے جینٹل مین فاضل جی۔ ڈبلیو ڈاکٹر لیز ربہادر بانی مبانی یونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ (اشاعت السنہ ص ۲۶۱ شمارہ ۹ جلد ۸)

بٹالوی صاحب کا اپنے اس رسالہ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے رسالہ (دربارہ منسوخی جہاد) پر ترجیح دینا

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

"اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خوہوں (مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ) نے بھی لکھے ہیں۔ لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں نہیں پائی جاتی۔

تنسیخ جہاد اور نواب صاحب کی تائید:

مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان، بٹالوی صاحب کے اس رسالہ کی پرزور تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"چنانچہ ۱۸۵۷ء میں مولوی محمد حسین سرگودھا موحدین لاہور (غیر مقلدین کے لیڈر اور سردار) نے بجواب سوال مسئلہ اور اس فتویٰ کے آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمانان ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہیئے یا نہیں، یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جہاد جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہندیا بمقابلہ اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے ازروئے شریعت اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے۔

اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہندیا کسی ایک بادشاہ کے جس نے آزادی مذہب دی ہے ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۲۰)

"الاقتصاد فی مسائل الجہاد" تمام غیر مقلدین کی متفقہ اور مصدقہ کتاب ہے

چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

"اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں (مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ) نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کی کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے اس کو پسند کیا اور اس سے آراء کا توفیق ظاہر کیا۔ اس توفیق رائے کو حاصل کرنے کے لئے مؤلف (محمد حسین بٹالوی) نے عظیم آباد سے پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا، جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا وہاں اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توفیق حاصل کیا اور ۱۸۵۷ء میں بذریعہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ اس رسالہ کے اصل مسائل کو مشتہر کر کے لوگوں کو اس پر متفق کیا۔ (اشاعۃ السنہ ص ۲۶۱،۶۲ شمارہ ۹ جلد ۸)

نواب صاحب اس کی تائید و تشریح میں رقمطراز ہیں

"پھر مولوی محمد حسین نے اپنے اس دعویٰ اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب و اطراف ہند کے پاس اپنے فتویٰ جوابی کو بھیج دیا اور اچھی طرح سے مشتہر کیا اور کل علماء ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق میں اقرار مہری اور دستخط کرا لیا کہ عموماً مسلمانان ہند کو ہتھیار اٹھانا اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف مسئلہ سنت و ایمان موحدین ہے۔

اور نیز کل علماء ملک پنجاب و ہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کو اس فتویٰ میں سچا اور پکا کہا ہے اور سب نے اپنی اپنی رضائے اسلامی و یمانی سے اس فتویٰ کو قبول کیا ہے اور جانا اور مانا ہے کہ: "بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین (غیر مقلدین) کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام ہے"
(ترجمان وہابیہ ص ۱۲۱)

چند قابل غور نکات:

(۱)۔۔۔بٹالوی صاحب، نواب صاحب اور ان کے ہم عصر تمام اکابرو اصاغر علماء غیر مقلدین نے اسلام کے ایک اہم ترین بنیادی اور اساسی فریضہ (جس کی فرضیت قرآن کریم کے قطعی نصوص اور صحیح صریح مرفوع اور غیر مجروح احادیث سے ثابت ہے) کو محض انگریز کی خوشنودی اور رضاء کے لئے اور اپنے دنیاوی اغراض و مقاصد اور سیاسی مفاد ومراعات حاصل کرنے کے لئے اور انگریز سرکار سے اپنی وفاداری کے سرٹفکیٹ کے حصول کی غرض سے منسوخ قرار دیا حلانکہ قرآن کریم کے صریح اور شریعت مقدسہ کے کسی واضح حکم کو منسوخ کرنے بکہ اس میں ادنی ترمیم کا حق بھی کسی شخص کو حاصل نہیں خواہ وہ کتنے بڑے منصب اور مرتبہ پر فائز ہو۔

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ غیر مقلدین کے اکابر نے محض انگریز کو خوش کرنے اور اپنے دنیاوی مقاصد کی تحصیل کی غرض سے شریعت مقدسہ کے ایک اہم فریضہ کو منسوخ قرار دینے کی ناپاک جسارت کی۔

(۲)۔۔۔بٹالوی صاحب نے اپنے اس فتویٰ کو خوب مشتہر کیا اور پنجاب اور اطراف ہند کے غیر مقلد علماء کے پاس تائید و تصویب اور تصدیق کے لئے بھیجا، اس فرقہ کے سب علماء بجائے اس کے کہ بٹالوی صاحب کو لعن طعن کرتے اور ان کے اس فعل شنیع پر ان کو ملامت کرتے اور ان کی اس بیجا جسارت اور مذموم حرکت پر تین حرف بھیجتے اس کے برعکس انہوں نے نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے اس ناپاک فتویٰ کی تائید میں اس پر دستخط کئے، اس پر اپنی مہریں چسپا کیں اور ان کو اس فتویٰ میں سچا اور پکا اور صادق و صائب قرار دیا اور انگریز کے خلاف جہاد میں حصہ لینے والوں کو ایمان و اسلام سے خارج بتایا۔

(۳)۔۔۔گویا یہ فتویٰ بٹالوی صاحب کی انفرادی رائے نہیں بلکہ اس دور کے ہندستان کے تمام غیر مقلد علماء کی اجتماعی سوچ کا نتیجہ ہے اور اس یہ رسالہ من حیث الجماعت اس فرقہ کے نظریات و افکار اور عقائد و خیالات کا آئینہ دار ہے۔

اب قارئین کرام غیر مقلدین کے ایک اور بڑے عالم کردار کی ہلکی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عبدالوہاب ملتانی کا انگریز کے اشارہ پر امامت کا دعویٰ کرنا:

مولوی عبدالوہاب ملتانی امام جماعت غرباء اہلحدیث غیر مقلدین کے ممتاز عالم دین ہیں، سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں انہوں نے ۱۹۱۱ء میں امامت کا دعوی کیا، اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے اس ادعاء میں کونسا بھید مضمر تھا، غیر مقلدین کے مشہور عالم موی محمد مبارک استاد اسلامیات بنی باغ ضیاء الدین میموریل گورنمنٹ کالج کراچی (شاگرد رشید مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانی) اس راز سے نقاب سرکاتے ہیں، مولانا موصوف مولانا عبدالوہاب صاحب ملتانی کی امامت کے دعویٰ کے اغراض و مقاصدبیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

امامت کے دعویٰ کے مقاصد مندجہ ذیل تھے۔

۱۔۔۔ تحریک مجاہدین کو نقصان پہنچاؤ جس سے انگریز خوش ہو۔

۲۔۔۔جماعت میں انتشار۔

۳۔۔۔ خودکو نمایاں حیثیت سے پیش کرنا۔

کیونکہ شیخ الکل کے دوسرے تلامذہ کے مقابلہ میں بالکل صفر تھے اور دوسرے تلامذہ میں جو صلاحتیں پائی جاتی تھیں ان سے یہ عاری تھے۔ لہذا امامت کا دعویٰ کیا

(علماء احناف اور تحریک مجاہدین ملخصاص ۵۱،۵۲)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

مسلمانوں میں انتشارو خلفشار، افتراق و اختلاف اور تشتت ولا مرکزیت پیدا کرکے ان کی قوتوں کو مضمحل کرنا، ان کو آپس میں لڑا کر انگریز کی حکومت کو مستحکم و مضبوط کرنا چونکہ فرقہ غیر مقلدین کا بنیادی مقصد تھا اس لئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے ان کے اکابر نے ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کی، عبدالوہاب ملتانی کا ادعائے امامت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

غیر مقلدین کی انگریز سے وفاداری و خیر خواہی

اور اسلامی حکومت پر ترجیح کی ایک قوی اور روشن دلیل

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

"اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ و فادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں اور اس امر کو اپنے قومی وکیل اشاعت السنہ کے ذریعہ سے (جس کے نمبر ۱۰ جلد ٦ میں اس کا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ چکا ہے) گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔" (اشاعت اسنہ ۲٦۲ شمارہ ۹ جلد ۸)

قارئین کرام ! ملاحظہ فرمایا آپ نے غیر مقلدانہ ذہنیت کہ ایک کافر و مشرک و ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حکومت کو اسلامی حکومتوں پر ترجیح دی جارہی ہے، وہ شخص جس کے دل میں ایمانی احساسات کا معمولی سا حصہ بھی ہو وہ قطعا غیر مسلم اور کافر و ظالم حکومت کو مسلمان حکومتوں پر ترجیح دینے کی سوچ بھی نہیں سکتا لیکن غیر مقلدین کی جسارت ملاحظہ فرمایئے کہ انگریز کی چاپلوسی اور خوشامد کرتے ہوئے کن پستیوں میں جا گرے ہیں، ذہن کی کجی اور ایمان کی کمزوری کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟

مسلمانوں کی تاریخ کے تمام ادوار شاہد عدل ہیں کہ مسلمانوں نے کافر و مشرک اور ظالم و جابرر حکومتوں سے گلو خلاصی کے لئے اور ان کے پنجہ استبداد سے رہائی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ عظیم قربانیاں دی ہیں، ان سے جہاد کئے ہیں، ان کی حکومتوں کے زیر سایہ رہنے کو کبھی بھی اسلامی حکومتوں پر ترجیح نہیں دی سوائے منافقوں اور غداروں کے کہ ان کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی کہ مسلمان حکومتیں مٹ جائیں اور ان کی بجائے غیر مسلم ظالم حکومتوں کا مسلمانوں پر تسلط ہو۔

قارئین کرام !آپ خود ہی فرمائیں کہ غیر مقلدین آپکو کس صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

غیر مقلدین کے لئے اہل حدیث کے نام کی

الاٹمنٹ کی تفصیل بٹالوی صاحب کی زبانی

مولوی محمد حسین صاحب نے جو غیر مقلدین کے وکیل اعظم تھے، لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کے لئے انگریز بہادر کے حضور ایک درخواست پیش کی، جس میں انگریز سرکار کے لئے غیر مقلدین کی من حیث الجماعت وفاداری، خیر خواہی اور نمک حلالی کے سلسلہ میں اپنی جماعت کی نمایاں خدمات کا ذکر کیا اور متعدد نازک موقع میں اپنی بہیمانہ خواہی کی نشاندہی کی اور اس درخواست کے آخر میں التجا کی کہ لفظ وہابی (جو باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے) کو منسوخ کر کے ہمارے فرقہ کے لئے اہلحدیث کا نام الاٹ کیا جاوے۔ ذیل میں اس درخوست کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام ! اس کے مضرات کا بغور مطالعہ ملاحظہ فرماویں۔

ترجمہ درخواست برائے الاٹمنٹ نام اہلحدیث و منسوخی لفظ وہابی

اشاعۃ السنہ انس لاہور

ازجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری، ایڈیٹر اشاعۃ السنہ و وکیل اہل حدیث ہند

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں بطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواست گار ہوں، ۱۸۵۶ء میں میں نے ایک مضمون اپنے ماہواعی رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی و نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہذا اس لفظ کا استعمال مسلماناں ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریز کے نمک حلال و خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات (سرکار کی وفاداری و نمک حلالی) بار ہا ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے، مناسب نہیں (خط کشیدہ جملے خاص طور پر قابل غور ہیں۔)

بناء بریں اس فرقہ کے لوگ اپنے حق میں اس لفظ کے استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہیں اور کمال ادب و انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ (ہماری وفاداری، جانثاری اور نمک حلالی کے پیش نظر) سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کرکے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے، اور ان کا اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے، اس مضمون کی ایک کاپی بذریعہ عرض داشت میں (محمد حسین بٹالوی) نے پنجاب گورنمنٹ میں پیش کی اور اس میں یہ درخواست کی کہ گورنمنٹ اس مضمون کی طرف توجہ فرما دے، اور گورنمنٹ ہند کو بھی اس پر متوجہ فرما دے اور اس فرقہ کے حق میں استعمال لفظ وہابی سرکاری خط و کتابت میں موقوف کیا جاوے اور اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے۔ اس درخواست کی تائید کے لئے اور اس امر کی
درخواست کیسے مسترد کر سکتا تھا تو اس نے نہایت خوشی اور مسرت سے اپنی چہیتوں کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا، چنانچہ اس بارے میں غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں:

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا، (سیرت ثنائی ص۳۷۲)

غیر مقلدین کی انگریزی خدمات کے عوض اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ:

مزدور جب نہایت محنت و مشقت کوشش و کاوش اور لگن و دل جمعی سے اپنے کارِ مفوضہ کو انجام دے چکتا ہے اور اس بارے میں وہ کسی قسم کی سستی و غفلت اور تکاسل کا روادار نہیں ہوتا تو شام کے وقت اس کا مالک اس جہاں اپنے حسن انتخاب پر مسرور ہوتا ہے وہاں وہ مزدور کی درخواست پر مزدوری کے علاوہ اسے مزید انعام و اکرام سے بھی نوازتا ہے، علی ہذا القیاس جب غیر مقلدین نے اپنے آقا اور سرپرست انگریز بہادر کی طرف سے تجویز کئے گئے فرائض کو نہایت محنت و جانفشانی اور عرق ریزی سے انجام دیا اور مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کا بیج بونے اور انتشار و خلفشار کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں انگریز سرکار کی توقعات سے بڑھ کر حسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور انگریز

کی وفاداری، جانثاری، خیر خواہی اور نمک حلالی اور ان سے متعد نازک موقع میں ظاہر ہوئی تو انہوں نے انگریز سرکار سے اپنے لئے اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی درخواست کی۔

انگریز بہادر اپنے وفاداروں جانثاروں اور بہی خواہوں کی تصدیق کے لئے یہ درخواست کل ممبران اہل حدیث پنجاب و ہندستان کی طرف سے ہے (پنجاب و ہندستان کے تمام غیر مقلد علماء یہ درخواست پیش کرنے میں برابر کے شریک ہیں) اور ایڈیٹر اشاعت السنہ ان سب کی طرف سے وکیل ہے، میں (محمد حسین بٹالوی) نے چند قطعات محضر نامہ گورنمنٹ پنجاب میں پیش کئے جن پر فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں اور ان میں اس درخواست کی بڑے زور سے تائید پائی جاتی ہے۔

چنانچہ آنریبل سرچارلس ایچی سن صاحب بہادر جو اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے، گورنمنٹ ہند کو اس درخواست کی طرف توجہ دلا کر اس درخواست کو باجازت گورنمنٹ ہند منظور فرپایا جائے اور اس استعمال لفظ وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہل حدیث کا حکم پنجاب میں نافذ فرمایا جائے۔

میں آپکا نہایت فرمانبردار خادم

ابو سعید محمد حسین

ایڈیٹر "اشاعت السنہ" (اشاعۃالسنہ ص۲۴تا ۲۶، شمارہ ۲ جلد نمبر ۱۱)

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بٹالوی صاحب کو اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی اطلاع

مولوی بٹالوی صاحب نے جماعت اہلحدیث کے وکیل اعظم کی حیثیت سے حکومت ہند اور مختلف صوبہ جات کے گورنروں کو لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی جو درخواست دی تھی کہ ان کی جماعت کو آئندہ وہابی کے بجائے اہل حدیث کے نام سے پکارا جائے اور سرکاری کاغذات اور خطوط و مراسلات میں وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھا جائے، انگریز سرکار کی طرف سے ان کی

سابقہ عظیم الشان خدمات اور جلیل القدر کارناموں کے پیش نظر اس درخواست کو گورنمنٹ برطانیہ نے باقاعدہ منظور کر کے لفظ وہابی کی منسوخی اور اہل حدیث نام کی الاٹمنٹ کی باضابطہ تحریر اطلاع بٹالوی صاحب کو دی، سب سے پہلے حکومت پنجاب نے اس درخواست کو منظور کیا۔

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری حکومت پنجاب مسٹر ڈبلیو، ایم، ینگ صاحب بہادر نے بذریعہ چھٹی نمبری ۱۷۵۸ مجریہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء اس کی منظوری کی اطلاع بٹالوی صاحب کو دی، اسی طرح گورنمنٹ سی پی کی طرف سے ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۴۰۷، گورنمنٹ یوپی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۳۸۶ گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۷۳۲، گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۱۲۷، گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء بذریعہ خط نمبری ۱۵۶۔ اس درخواست کی منظوری کی اطلاعات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو فراہم کی گئیں (اشاعت السنہ شمارہ ۲ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲ تا صحہ ۳۹، جنگ آزادی از جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری صفحہ ٦٦)

غیر مقلدین کے اکابر اور بانیوں کا ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر سپاسنامہ کرنا

ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر، ملکہ کے حضور، غیر مقلدین کے اکابر نے ایک سپاسنامہ پیش کیا، اس میں غیر مقلدین کے سربراہوں اور بزرگوں نے جس گھٹیا انداز میں اپنے جذباتِ عقیدت کا اظہار کیا، خوشامد اور چاپلوسی کے لئے جو گھناؤنا طریق اپنایا، کاسہ لیسی اور رملق کا جو ریکارڈ قائم کیا اس میں ہر با ضمیر شخص کی آنکھیں فرطِ ندامت سے جھک جاتی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ غیر مقلد حضرات اپنے اکابر کے اس گھٹیا کردار پر نادم و شرمسار ہونے کے بجائے فخر کرتے اور اتراتے ہیں، اس کی تفصیل آپ بٹالوی صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ

اس دعوت کے مقام (مولوی الہی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازے کے سامنے رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لئے نواب لیفٹننٹ گورنر بہادر کا گزر کرنا مقرر تھا، اس جگہ اہلحدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا، جس پر سنہرے حروف میں ایک انگریزی میں کلمات دعائیہ مرقوم تھے۔ دوسری طرف لاجوردی رنگ سے یہ بیت اردو تحریر تھا: دل سے یہ دعائے اہلحدیث ۔ ۔ ۔ جشن جوبلی مبارک ہو۔(رسالہ اشاعۃ السنہ صفحہ ۲۰۴ شمارہ ۷ جلد ۹)

اس موقعہ پر بذریعہ ڈیپوٹیشن اہل حدیث کا مندرجہ ذیل ایڈریس ملکہ وکٹوریہ کو پیش ہوا۔

ملکہ وکٹوریہ کے حضور نذرانہ عقیدت بصورت سپاسنامہ

ایڈریس منجانب گروہ مسلمانان اہلحدیث برمقعہ جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ

بحضور فیض گنجور کوئن وکٹوریہ گریٹ و قیصرہ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا

(۱)۔۔۔ہم ممبران گروہ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارک بادعرض کرتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ برٹش رعایائے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں مبارک تقریب کی مسرک جوش زن نہ ہوگی اور اس کے بال بال سے صدائے مبارک باد نہ اٹھتی ہوگی مگر خاص کر فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمان روائے وقت کی عقیدت اس کا مقدس مذہب سکھاتا اور اس کو ایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے، اس اظہار مسرت اور ادائے مبارک باد میں دیگر مذہب کی رعایا سے پیش قدم ہے، علی الخصوص گروہ اہلحدیث من جملہ اہل اسلام اس اظہار مسرت و عقیدت اور دعاء برکت میں چند قدم اور بھی رکھتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاج برطانیہ کا حلقہ بگوش ہورہا ہے ازاں جملہ ایک بے بہا نعمت مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا نصیبہ اٹھا رہا ہے۔

(۳)۔۔۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے، بخلاد دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس

خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

ہم بڑے جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خدا وند تعالیٰ حضور والا کی حکومت کو اور بڑھائے اور تادیر حضور والا کا نگہبان رہے تاکہ حضور والا کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن اور تہذیب کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔(رسالہ اشاعت السنہ صفحہ ۲۰۶۔۲۰۵ (حاشیہ) شمارہ ۷ جلد ۹ مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور)

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سرچارلس ایچیسن کو وطن روانگی کے وقت جماعت اہلحدیث کی طرف سے جو ایڈریس پیش کیا گیا

ایڈریس

منجانب فرقہ اہل حدیث وممران وغیرہ

بحضور سرچالس ایچی بہادر کے سی، ایس، آئی، سی، آئی، ای، ایل، ایل،ڈی

گورنر پنجاب

(۱)۔۔۔ ہم ممبران فرقہ اہل حدیث وغیرہ حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقعہ پر (جبکہ جناب والا اس صوبہ سے رخصت ہو رہے) کمال ادب و اخلاص کے ساتھ حضوٗر والہ کے خسروانہ احسانات و مربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت (جدائی) پر (تہہ) دل سے افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

(۲)۔۔۔ حضور والا کے شاہانہ عنایات و مربیانہ توجہات ابتداء رونق افروزی ہندستان سے عہد گورنری تک اس ملک ہندستان پر اس کثرت و تواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران رحمت یا موجزن دریائے موہبت کہا جائے تو بیجانہ ہوگا۔

(۳)۔۔۔ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یاد رہے گا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی پودہ جو مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا۔ ایسا سرسبز و شاداب کیا کہ آج اس کے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہنچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں۔

(۴)۔۔۔ حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشنل عہدوں پر دیسیوں (مقامی لوگوں) کو مامور فرمایا، جن کے حصول کی سہولت اس سے پہلے اس صوبہ میں کبھی دیسیوں کو حاصل نہ ہوتی تھی۔

(۵)۔۔۔پنجاب میں لوکل سیف گورنمنٹ کا اجراء بھی حضور کی معانت و مشاورت سے ہوا ہے۔

(٦)۔۔۔پنجاب میں چیفز کالج کے قیام و استحکام کا قرعہ بھی حضور ہی کے نام نامی پر روز ازل میں ڈالا گیا تھا۔

(۷)۔۔۔پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا، جس کے فیض سے غریب نادار بھی (جو مال نہیں خرچ کر سکتے) ویسے ہی کامیاب ہوئے ہیں جیسے کہ امیر مالدار۔

(۸)۔۔۔ حضور نے دیسیوں کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے دخل دیا کہ وضیع و شریف سب کو فیض یاب ہونے اور اپنی عرض حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا۔

(۹)۔۔۔یہ وہ برکات خسروانہ و عنایت شاہانہ حضور ہیں جن سے اس ملک کے تمام باشندے فیض یاب ہو رہے ہیں اور خاص کر اہل اسلام پر حضور نے یہ شاہانہ احسان کیا کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو ترقی کے دور میں اپنی ہمعصر اقوام سے بہت پیچھے رہی ہوئی دیکھ کر ہمسری اقران کا سامان بہم پہنچایا یعنی غریب مسلمان طالب علموں کے لئے اٹھاون و ظائف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے، یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے جو حضور کے کارناموں میں ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی پر ہمیشہ یاد رہے گا۔

(۱۰)۔۔۔یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائق ذکر و قابل فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ اہلحدیث پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزار "لفظ وہابی" کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جانثاری میں (جو

نازک وقتوں میں ظاہر ہو چکی اور گورنمنٹ ہند مسرود فرمایا اور سرکاری کاغذات میں اس کے استعمال سے مخالفت کا (اور اہل حدیث نام کے اجراء کا) حکم فرمایا۔

(۱۱)۔۔۔ ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ اہل حدیث خصوصاً حضور کے ان احسانات مربیانہ و عنایات خسر وانہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے اپنی پر حسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ ہم بہت جلد حضور کے آئندہ مربیانہ عنایات سے محروم ہونے والے ہیں۔

(۱۲)۔۔۔ ہم باشندگان پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص اہل حدیث کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے، اس کے پورے اور سچے طور پر اظہار کے لئے ہم نے کافی لفظ نہیں پائے۔ لہذا بجائے افسوس کے کہ ہم اس ایڈریس کے خاتمہ میں ان کلمات دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجو کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن مالوف پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدہ گورنر جنرل پر مومور معزز فرما کر ہندستان میں لاوے اور ہماری آنکھوں کو حضور کے دیدار فیض آثار سے منور کرے۔ آمین ثم آمین۔

بوطن رفتنت مبارک باد۔ بسلامت روی باز آئی

(اشاعۃ السنہ ص۲۵۳ تا ۲۵۶ شمارہ نمبر ۸ جلد نمبر ۹)

لارڈڈفرن کو اہلحدیث نے جو ایڈریس پیش کیا

نقل ایڈریس

سپاسنامہ اہلحدیث پنجاب و ہندستان و دیگر ارکان و غیرہ بحضور ہنر اہکسیلنسی دی رائٹ آنریبل سر فریڈک ٹمپل ہملٹن و ڈمارکوئیس آف ڈفرن ارل آف آوہ کے ۔بی۔جی۔ایم۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔ بی۔جی۔سی۔ایم۔جی۔پی۔سی ڈی۔او۔ایل وائسرئے اینڈ گورنر جنرل آف انڈیا۔

حضور والا! ہم فرقہ اہلحدیث اور پنجاب و ہندستان کے دوسرے اسلامی فرقوں کے ارکان میں سے چند افراد اپنی طرف سے اصالتا اور اپنے تمام ہم مسلک و ہم مشرب افراد کی طرف سے وکالتہ جناب

والا کی ذات ستودہ صفامت کی مفارقت افسوس کی نیت سے حاضر ہوئے ہیں اور کمال عجزہ انکسار کے ساتھ جو جانثار خیز اندیشوں کا شیوہ ہے عرض مدعا کی اجازت کے خواستگار ہیں۔

(۱)۔۔۔آنجناب کی کرم گستر اور عدل پرور شخصیت کے عہد سعادت مہد کے احسانات و برکات جو کہ عظیم البرکت باران رحمت کی طرح سب لوگوں اور ان دیار کی اطاعت شعار اقوام پر برسے ہیں (جیسے مملک میں امن و امان کا قیام اور سلطنت میں وسعت و استحکام اورپبلک سروس کمیشن کا تقرر او رلیڈی ڈفرن کی تجویز اور ان جیسے دیگر امور) ہندستان کے مسلمانوں نے دوسری اقوام کی طرح ان سے حظ و افر اور حصہ کامل حاصل کیا ہے اور حضور پر نور کی خصوصی نوازشیں اس طرح ظہور میں آئی ہیں کہ ان سے نفع اٹھانے میں اہل اسلام عموماً اور اہلحدیث خصوصاً دوسروں سے گوئے سبقت لے گئے ہیں اور اس بارہ میں قسم کی خصوصیت پیدا کی ہے۔

(۳)۔۔۔ایک بڑا انعام اور عظیم احسان جس کے ساتھ آنجناب نے تمام اہل اسلام کو مخصوص کیا ہے، یہ ہے کہ جناب والا خطاب نے انجمن اسلامیہ عمومی کلکتہ کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے یہ فرمان نافذ فرمایا ہے کہ مملکت ہندستان کے تمام صوبوں میں سے ہر صوبہ کی سالانہ رپورٹ کے سلسلہ میں ایک کالم اہل اسلام کے حالات اور تعلیمی کوائف کے لئے مخصوص کیا جائے۔

(۴)۔۔۔ایک بڑا کرم اور عظیم احسان جو خاص طورپر فرقہ اہلحدیث پر مبذول ہوا ہے یہ ہے کہ ان کے حق میں لفظ وہابی کا استعمال (جو ان کی دل آزاری کا باعث تھا، جس سے ان کی جانثاری اور وفاداری جو نازک اوقات میں ظاہر ہو چکی تھی اور جو گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہے ناواقفوں کے لئے مشکوک ہوتی تھی) سرکاری دفاتر سے منسوخ و مسدود فرمایا گیا، جس سے بے خبروں کی بدگمانی مٹ گئی ہیں، جناب والا کے اس فرمان واجب الاذہان کو ہندستان کے مختلف صوبہ جات کے گورنروں نے واجب العمل قرار دیتے ہوئے اس گروہ (غیر مقلدین) کے حق میں اس دلخراش لفظ کا استعمال موقوف فرمادیا ہے اور ان کو اہلحدیث کے خطاب سے مخاطب اور معزز فرمایا ہے اور اس کے مطابق احکام نافذ کئے ہیں۔

(۵)۔۔۔آنجناب کے ان احسانات عامہ و خاصہ کے پیش نظر جو اہل اسلام پر عموماً اور اہلحدیث پر خصوصاً مبذول ہوئے ہیں ہم ہزار زبان کے ساتھ ان احسانات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور آن جناب کی ذات والا صفات جو کہ مظہر جو دو احسان ہے کی مفارقت پر جو کہ قبل از وقت (مقررہ میعاد سے پیشتر) وقوع پذیر ہو رہی ہے حسرت کے آنسو بہاتے ہوئے اپنے اندرونی غم و اندوہ اور قلبی رنج و ملال کو اس تمنا کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ کاش آپ کا سایہ جو ہما پایہ ہے مقررہ میعار تک ہم (غیر مقلدوں) کے سروں پر سایہ افگن رہتا اور کاش کہ آپ کی حکومت کی مدت دو گنی ہو جاتی تاکہ آپ سے مزید فوائد و منافع اور احسانات و انعامات ہمارے حصہ میں آتے اور ہم آپ کے مزید فوائد و منافع اور احسانات و انعامات ہمارے حصہ میں آتے اور ہم آپ کے مزید احسان منداور ممنون ہوتے۔

(٦)۔۔۔حضور پر نور کی ناگزیر مفارقت (جدائی) پر یہ ہجر کے ستائے ہوئے غم کے مارے ہوئے (غیر مقلدین) صبر و شکیبائی کے دامن پر ہاتھ مارتے ہیں اور اس دعائے خیر کے ساتھ اپنے آپ کو تسلی و تسکین دیتے ہیں کہ خدا وند عالم جناب کی ذات بابرکت کو بخیر و عافیت وطن مالوف پہچائے۔

(٧)۔۔۔نیز اس جگہ راز افزوں ترقی و اقبال پر فائز ہو کر اہل اسلام کے لئے بہود اور نفع کا سرچشمہ بنیں اور برطانیہ کے تاج و تخت کو (جس کی نیابت سے جناب والا بہرہ مند ہیں) ترقی و استحکام عطا ر فرما کر ملک کے لئے امن و برکت اور اہل اسلام کے لئے حمایت و حفاظت کا ذریعہ ثابت ہوں۔

ہم ہیں حضور کے وفادار جانثار حضور کی رعایا۔

مولوی سید نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل فی الکل شمس العلماء وآیۃ من آیات اللہ)

ابو سعید محمد حسین بٹالوی وکیل اہلحدیث ہند۔

مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر۔

مولوی قطب الدین پیشوائے اہلحدیث روپڑ۔

مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری۔ مولوی محمد سعید بنارس۔

مولوی محمد ابرہیم آرہ۔ مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدارس۔

(اشاعت السنہ صفحہ ۴۰۔۴۲ شمارہ نمبر ۲ جلد ۱۱)

غیر مقلدین کے اکابرو اسلاف اور اس فرقہ کے ممتاز اور جید علماء کرام، بلکہ ان کے مجددین کی طرف سے ملکہ وکٹوریہ، سرچارلس ایچیسن اور لارڈ فرن کے حضور جو سپا سنامے اور ایڈریس پیش کئے گئے وہ قارئین کرام کی نظروں سے گزر چکے ہیں، ان سپاسناموں میں غیر مقلدین کے مجدد اور اس طائفہ کے اسلاف و اعظم نے شرم و حیا کی جس طرح مٹی پلید کی ہے، غیرت دینی کا جس طرح قتل عام کیا ہے، اسلامی جمیت کو جس طرح کند چھری سے ذبح کیا ہے، دنیاوی اغراض و مقاصد اور جماعتی فوائد و منافع اور مراعات کے حصول کے لئے اپنے علم و فضل اور وقار کو جس طرح مجروح کیا ہے اسلامی تقاضوں کی پامالی کا ایک جانگداز منظر ہے، دیکھئے کس عیاری اور کس فنکاری سے انگریز کی خوشامد اور چاپلوسی کی گئی ہے، واقعی غیر مقلدین کے اکابرواسلاف اس فن میں کمال رکھتے تھے۔ اس بارے میں ان کی ذہانت وفطانت اور حذاقت و مہارت کی داد دینا یقیناً ظلم کے قبیل سے ہے۔ کسی شاعث نے کیا خوب کہا ہے۔

ہرکسے رابہر کارے ساختند دیں میل اواندردلش انداختند

ظالم و کافر اور فاسق و فاجر حکومت کی مدح وثناء اور تعریف و توصیف میں حد سے بڑھ جانا اور غلو کرنا، اس کی ترقی و استحکام اور بقاء کے لئے دل کی گہرائیوں میں ڈوب ڈوب کر دعائیں کرنا، اس کی مفارقت پر اندرونی دردو کرب، باطنی غم و اندوہ اور قلبی رنج وملال کے ہاتھوں مجبور ہو کر اشک حسرت کی ندیاں بہانا ایمانی جذبوں کی جانکنی کا ایک روح فرسا نظارہ ہے، انگریز کے فراق کے صدمہ سے نڈھال ہو کر اشک حسرت بہانے والے انگریز کی سلطنت کی ترقی و استحکام اور اس کی بلند اقبالی کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں کرنے والے اور اس کے ظل عاطفت اور سایہ شفقت کو اسلامی حکومت پر ترجیح دینے والے یہ حضرات کون تھے؟ یہ تھے غیر مقلدین کے ائمہ کرام اور ان کے عظیم و جلیل اکابراسلاف جن کی شخصیتوں پر غیر مقلدین بڑا فخر کرتے اور اتراتے ہیں اور جن کو غیر مقلدین علم و فضل کا کوہ ہمالیہ، تقویٰ وتدوین اور خلوص و للّٰہیت کاپیکر مجسم قرار دیتے ہیں اور جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین میں ان حضرات کے بعد ان کے علم و فضل اور مرتبہ و مقام

کے حامل افراد اشخاص پھر نہیں پیدا ہوئے، جب غیر مقلدین کے مجددین کرام اور ائمہ عظام کے علم اور کردار اخلاق کا یہ عالم ہے تو ان کے اصاغر کے کردار و اخلاق کا کیا حال ہو گا۔

قیاس کن زگستان من بہار مرا

غیر مقلدین کے مجموعی کردار و عمل کی جھلکیاں پیش کرنے کے بعد احقر بٹالوی صاحب کے کردار و عمل کی مزید ایک دو خصوصیات قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

بٹالوی کا انگریز سرکار کی خدمت کے صلہ میں جاگیر سے سرفراز ہونا :

میاں نذیر حسین دہلوی انگریز سرکار کی خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کے خطاب سے نوازے گئے اور نواب صدیق حسن خان کو انگریز نے انکی وفاداری کے عوض پر گنہ "بیر سیہ" عطا کیا اور جماعت اہلحدیث ہند کے وکیل اعظم بٹالوی صاحب کو ان کی جانثار اور نمک حلالی کی بناء پر جاگیر عطا کی گئی۔

چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں۔

"معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضہ میں (جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنے کے عوض) سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر ملی تھی اور رسالہ کا پہلا حصہ پیش نظر ہے پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔(پہلی اسلامی تحریک ص۲۹)

ایک دوسرے غیر مقلد عالم مولوی عبدالمجید سوہدری لکھتے ہیں" مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی اور لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا، آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی" (سیرت ثنائی ص۳۷۲ از مولوی عبدالمجید سوہدری)

بٹالوی صاحب اور مرزا غلام احمد قادیانی:

بٹالوی صاحب کو مرزا صاحب کے ساتھ بہت سی وجوہ سے مماثلت و مشابہت حاصل ہے، مرزا صاحب بھی گورداس پور کے رہنے والے تھے۔بٹالوی صاحب بھی اسی ضلع کے باسی تھے، پھر یہ

دونوں ہم ضلع ہونے کے ساتھ ساتھ ہم تحصیل بھی تھے، دونوں ہم مکتب اور ہم استاد بھی تھے۔ مدت تک ہم مکتب رہے اور مدتوں ان کے درمیان خط وکتابت اور ملاقات و مراسلات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

"موصوف برائے احمدیہ" کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے کم واقف نکلیں گے۔ مؤلف ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملاجامی پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب تھے۔ اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلات برابر جاری و ساری ہے۔ (اشاعت السنہ جلد ۷ بحوالہ مجدد اعظم ص ۲۱ تا ۲۲ ج ۱)

دونوں کے حالات و خیالات اور افکار و نظریات میں کافی حد تک اشتراک تھا، دونوں کے مضامین و مقالات پڑھنے سے یوں لگتا ہے جیسے دونوں کی ذہنی ساخت اور دماغی بناوٹ ایک جیسی ہو اسی لئے یہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد مداح اور معتقد تھے بالخصوص بٹالوی صاحب، مرزا صاحب کے ابتداء میں بہت ہی زیادہ معتقد تھے۔

چنانچہ بٹالوی صاحب براہین احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس کا مؤلف (مرزا غلام احمد قادیانی) اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے"۔ (مجدد اعظم ص۲۲ ج ۱)

دیکھئے بٹالوی صاحب نے کس قدر مرزا صاحب کو بانس پر چڑھایا اور سلف صالحین سے بڑھایا ہے اور بٹالوی صاحب مرزا صاحب کے اس قدر معتقد تھے کہ ان کے جوتے سیدھے کرنا اور ان کو اپنے ہاتھ سے وضو کرانا عین سعادت تصوّر کرتے تھے۔

"خود مولوی محمد حسین بٹالوی باوجود اس قدر بڑا عالم اور محدث ہونے کے اس قدر آپ (مرزا قادیانی) کی عزت و احترام کرتا تھا کہ آپ کا جوتا اٹھا کر آپ کے سامنے سیدھا کرکے رکھ دیتا اور اپنے ہاتھ سے آپ کو وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتا تھا"۔

(مجدد اعظم ص ۲۲)

دو بچھڑے ہوئے دوستوں کا ملاپ:

مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب ہم ضلع ہم تحصیل ہم مکتب اور ہم استاد تھے، ذہناً و دماغاً ایک دوسرے سے قریب تھے، دور طالب علمی میں ایک دوسرے کے جانثار اور فدا کار تھے، طبائع میں کافی مناسبت تھی، خصوصیت میں کافی حدتک اشتراک تھا، متوسطات کی تعلیم کے بعد مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم ہوگئے اور بٹالوی صاحب علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولوی نذیر حسین دہلوی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد لاہور چلے آئے اور چینیاں والی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دینے لگےاسی دوران ایک مرتبہ بٹالہ گئے تو مرزا صاحب نے بٹالہ آکر اپنے رفیق قدیم اور حبیب صمیم سے ملاقات کی، مدت کے بچھڑے ہوئے اور فراق کے صدمات کے ستائے ہوئے دو دوست ہم آغوش ہوئے۔ گلے شکوے ہوئے اور آپس میں ان عاشقانہ فقرات کا تبادلہ ہوا۔

مرزا صاحب: مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق تھا، جب سنا کہ آپ بٹالہ آتے ہیں تو جی چاہتا تھا کہ پر لگا کر آجاؤں اور آپ سے ملوں۔

بٹالوی صاحب: میری آنکھیں بھی ہر وقت آپ کو ڈھونڈ رہی تھیں اور دل ملاقات کے لئے بے قرار تھا۔

اس کے بعد مشورے ہوتے ہیں اور آئندہ کے لئے پروگرام سوچے جا رہے ہیں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ قادیاں چھوڑ کر کسی شہر میں قیام کروں،

بٹالوی صاحب جواب میں کہتے ہیں کہ میرے رائے میں بھی یہی قرین مصلحت ہے، جب اور جہاں کا قصد ہو مجھے اطلاح دینا۔

مرزا صاحب کا چینیاں نوالی مسجد میں قیام:

کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب لاہور کا قصد کرتے ہیں، مرزا صاحب کے پرانے دوست ساتھی اور ہم سبق بٹالوی صاحب چینیاں والی مسجد کے خطیب ہیں، مرزا صاحب ان سے ملتے ہیں اور انہی کے پاس مسجد چینیاں والی اور اقامت اختیار کرتے ہیں، دونوں مل کر ایک پروگرام بناتے ہیں جس سے مقصد مرزا صاحب کی تشہیر ہے۔ چنانچہ بٹالوی صاحب کی صلاح اور صوابدید کے بموجب مرزا نے اپنے مشاغل سے دست بردار ہو کر اپنے مستقبل کے متعلق جو سلسلہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں سے الجھ کر شہرت و نمود کی دنیا میں قدم رکھنا تھا۔

بٹالوی صاحب کا مرزا صاحب کو بام عروج پر پہنچانا:

اب مرزا صاحب کا لاہور میں قیام ہے اور مولانا بٹالوی ان کے مشیر خاص بلکہ مرید بالاختصاص ہیں (نورالدین بھیری والا کردار ادا کر رہے ہیں)۔

شب و روز مرزا صاحب کی لیاقت و قابلیت اور بزرگی کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ، بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ، حافظ محمد یوسف اور لاہور کے تمام دوسرے اہلحدیث (غیر مقلد) اکابرو معززین، معاونین کے زمرہ میں ہیں، مشورے ہوتے ہیں طرح طرح کی تدبیریں جن سے مرزا صاحب آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمکیں زیر غور ہیں، چند روز بعد آریوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی گئی ہے اور کبھی عیسائیوں کے مقابلہ میں "اہل من مبارز" کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔

لاہور میں ہر طرف مرزا غلام احمد کا چرچا ہے، کہیں مناظرہ کا تذکرہ، کہیں حمایت اسلام کا اظہار، کہیں زہد و تقویٰ کا افسانہ، غرض ہر جگہ مرزا صاحب ہی کا ذکر خیر ہے، بٹالوی صاحب اور دوسرے غیر مقلد معززین جہاں جاتے ہیں ان کی مدح و توصیف کے پھول برساتے ہیں۔(رئیس قادیان ص۳۹)

بٹالوی صاحب نے مرزا صاحب میں نہ جانے کیا اوصاف و کمالات دیکھے کہ ان کے اس قدر شفتہ و فریفتہ، مجنون و مفتون اور دیوانے و پروانے بنے کہ ان کی جوتیاں سیدھی کرنا اپنے لئے باعث سعادت اور موجب افتخار تصور کرتے اور دن رات، شب و روز ان کے فضائل و مناقب کے گیت گاتے، ان کی قابلیت و لیاقت کے نغمے الاپتے، ان کی ذہانت و فطانت کی قصیدہ خوانی کرتے، ان کی

عبادت و ریاضت کے افسانے گھڑتے اور پھیلاتے، ان کے زاہد و تقویٰ کی خود ساختہ کہانیاں نشر کرتے اور ان پر اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے، ان کی مدح وثنا میں زمزمہ سرا رہتے۔

حلانکہ مرزا کی تعلیم ادھوری رہ گئی تھی، انہیں کسی بھی فن میں کامل دستگاہ حاصل نہ تھی خصوصاً علم تفسیر و حدیث اور علم فقہ و کلام میں بہت تھوڑا ادرک تھا، دوسرے انہوں نے جتنا کچھ پڑھا وہ بھی بالاہتمام کی مستند اسلامی درسگاہ میں نہ پڑھا تھا، اس لئے مرزا صحیح اسلامی تعلیمات سے محروم اور مذہبی معلومات سے بے بہرہ تھا۔

نیم ملا ہونے کے ساتھ ساتھ مرزا مخبوط الحواس اور مجذوب صفت بھی تھا جیسا کہ ان کی زندگی کے بعض واقعات (کھانڈ کے بجائے نمک کا پھانکنا، جیبوں میں گڑ کی بجائے استنجے کے ڈھیلے بھر لینا، راکھ کے ساتھ روٹی کھانا وغیرہ وغیرہ) اس پر شاہد عدل ہیں۔ اس پر مستزادیہ کہ مرزا بحث و مباحثہ کے مرد میدان نہیں تاے، خیالی گھوڑے تو وہ بہت دوڑا لیتا تھا، لیکن تقریری مناظرہ میں بہت جلد دم توڑ دیتے تھے وہ کسی مناظرہ سے فاتحانہ باہر نہیں نکلے، پھر بحث و مباحثہ سے مرزا کی حقیقی غرض نام و نمود اور شہرطلبی تھی، اس لئے آریوں کی ہر شرط و مطالبہ کو بطائف الحیل ٹال جاتے اور اپنی طرف سے ایسی ناقابل قبول شرطیں پیش کر دیتے تھے کہ مناظرہ کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔

بٹالوی صاحب، مرزا کے بچپن کے ساتھی اور ہم درس تھے، اس لئے وہ مرزا کے حالات و خیلات، افکارو نظریات، سیرت و کردار، ذہانت و فطانت، لیاقت و قابلیت اور مناظرانہ استعداد اور علم و عقل کی خامیوں سے بخوبی واقف تھے، مرزا کی لیاقت و قابلیت، حالات و خیلات اور ان کی علمی و عقلی خامیوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود اور خود کامل الاستعداد وسیع النظر عالم اور غیر مقلدین کے وکیل اعظم ہونے کے باوجود، بٹالوی صاحب کو مرزا صاحب کی جوتیوں میں نہ جانے کیا ملتا تھا، ان کی مدح وثنا سے نہ معلوم ان کو کیا حاصل ہوتا تھا کہ رات دن ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے۔

جس طرح ان لوگوں کی پست فطرتی اور بیمار ذہنیت قابل صد تعجب ہے جنہوں نے ایسے ماؤف الدماغ اور مضبوط الحواس شخص کو اپنا مجدد اور نبی مانا اسی طرح بٹالوی صاحب کی ذہانیت و فطانت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے، جنہوں نے ایسے فاتر العقل اور مجذوب صفت شخص کو مسلمانوں کی طرف

سے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے اور مباحثے کے لئے چنا اور منتخب کیا اور مسلمانوں کے مناظر اعظم کی حیثیت سے اس کی تشہیر میں کوئی دقیقہ فرو گذشت نہ کیا، زبان و دہان اور قلم وبیان کو ان کی تعریف کے لئے وقف کر دیا، ان کی علمیت و لیاقت اور ریاضت و عبادت کا ڈھول اس قدر پیٹا کہ بہت سے مسلمان مرزا صاحب کے دام تزویز میں پھنس گئے، مرزا صاحب کی عقیدت کے دریا میں غوطہ زن ہو کر ان کو نبی مانتے گئے اور ساری عمر ارتداد کے خارزاروں میں بھٹکتے رہے اور اسی حالت میں جہنم واصل ہوئے، بٹالوی صاحب نے ایک دفعہ اپنے احباب کے سامنے عالم برافرد ختگی میں کہا کہ میں نے ہی اس شخص کو بلند کیا تھا اور اب میں ہی گراؤں گا۔ (تحفہ گولڑویہ ص۹)

اس میں شک نہیں کہ بٹالوی صاحب کے پروپیگنڈہ نے ہی مرزا صاحب کو آسمان شہرت پر بٹھایا تھا لیکن (بقول مولانا دلاوری) مولانا بٹالوی کی یہ توقع بے جا تھی کہ وہ اس کو سرنگوں بھی کر سکیں گے کیونکہ جن لوگوں کے مرزائی ہوجانے سے مرزا کو دنیاوی وجاہت حاصل ہوئی وہ مولوی صاحب ہی کی زبانِ قلم سے مرزا صاحب کی تعریف سن کر مرزا صاحب کے حلقہ بگوش ہوئے تھے اور قاعدہ کی بات ہے کہ مرید پیر سے انتہا درجہ کی شفیتگی اور حسن اعتقاد رکھتا ہے پس یہ موہوم امر تھا کہ مرزائی ہو جانے کے بعد یہ لوگ قادیانی کے دام تزویز سے نکل جاتے۔(رئیس قادیان ص ۳۱)

ایک اہم خصوصیت میں اشتراک:

مرزا اور بٹالوی صاحب میں دوسرے بہت سے مشترکہ اوصاف و خصوصیات کے علاوہ ایک بڑی اور اہم مشترکہ خصوصیت یہ تھی کہ دونوں نے انگریز کی وفاداری، نمک حلالی اور جانثاری کے سلسلہ میں فقید المثال اور عدیم النظیر خدمات انجام دیں اور اس بارے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی بھرپور کوشش کی، اس سلسلہ میں بٹالوی صاحب اپنے اعتراض و اقرار کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی سے گوئے سبقت لے گئے۔

مرزا نے سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت، اس کی اطاعت و وفاداری اور ممانعت جہاد پر جو لٹریچر لکھا، اس کی تفصیل مرزا کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

مرزا ملعون لکھتا ہے:

(۱)۔۔۔ بعض احمق اور ناداں سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال کرنا ان کی نہایت حماقت ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین واجب اور فرض ہے اس سے جہاد کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔(شہادت القرآن ص۳)

(۲)۔۔۔ ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے، میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص۷/۱۴)

(۳)۔۔۔ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند ہر اطاعت گورنمنٹ فرض اور جہاد حرام ہے۔(تبلیغی رسالت ۱۹۷ ج۳)

(۴)۔۔۔ آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا، اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔(تبلیغی رسالت ۳۶ ج۹)

(۵)۔۔۔ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔(تریاقی القلوب ص۳۳۲)

(۶)۔۔۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مہدی اور مسیح مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (تبلیغی رسالت ص۱۷ ج۹)

(۷)۔۔۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے، میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکی ہیں۔(تریاق القلوب ص۲۵)

مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ

(۱) مرزا کی عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا۔

(۲) مرزا صاحب کے نزدیک انگریز سے جہاد کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔

(۳) انگریز سے جہاد کرنے والا خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔

(۴) مرزا صاحب نے ممانعت جہا اور انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری کے سلسلہ میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں پھر سکتی ہیں۔

لیکن قارئین کرام ! آپ محو حیرت اور غرق استعجاب ہوں گے جب (ملاحظہ فرمائیں گے) کہ مرزا پچاس الماریاں لکھنے کے باوجود بٹالوی صاحب سے سبقت نہیں لے جا سکے، بٹالوی صاحب نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی منسوخی پر جو رسالہ سپرد قلم کیا ہے وہ ان کے اپنے اعتراف و اقرار کے بموجب اس قدر زوردار اور وزنی ہے اور ایسی امتیازی خصوصیات کا حامل ہے کہ اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے اس کو مرزا کی پچاس الماریوں پر تفوق و برتری حاصل ہے۔

چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

"اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ کے اور بہی خواہوں (مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ) نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی اور تالیف میں نہیں پائی گئی"۔(اشاعت السنہ ۲۶۲۔ ۲۶۱ شمارہ ۹ جلد۸)

یعنی انگریز سے وفاداری و جانثاری کے اظہار اور اس کی خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ میں مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب میں مسابقت جاری تھی، یہ دونوں اس بارے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے، ان میں ہر ایک کی قلبی تمنا اور دلی خواہش تھی کہ وہ اس سلسلہ میں انگریز کی زیادہ سے زیادہ خدمات سرانجام دے کر اس کی زیادہ سے زیادہ عنایات و نوازشات اور مراحم خسروانہ کا مستحق قرار پائے۔

بٹالوی صاحب چونکہ اس فن میں زیادہ ماہر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت شاطر اور گھاگھ بھی تھے اور اس بارے میں خاص قسم کی ذہانت و فطانت کے مالک تھے، بناء برس انہوں نے انگریز کی خوشامد و چاپلوسی، تملق و کاسہ لیسی اور اظہار و فاداری و نمک حلالی کے سلسلہ میں ایسی فقید المثال

خدمات سرانجام دیں جہاد کی منسوخی پر ایسے دلکش براہین اور دلربا دلائل تراشے اور اپنے دور کے اکابر غیر مقلد علماء سے توفیق آراء حاصل کرنے کے لئے ایسی کوششیں اور کاوشیں بروئے کار لائے اور ایسی سرگرمی عرق ریزی اور جانکاہی سے کام لیا کہ مرزا ان کی بلند پروازی اور برق رفتاری میں ان کا ساتھ نہ دے سکا۔

اور مرزا اپنی کتابوں کی کثرت، رسائل کی فراوانی اور اشتہارات کی بہتات کے باوجود ان سے نہ بڑھ سکا، بلکہ اس میدان میں ان کی گرپا کو بھی نہ پہنچ سکے ان سے شکست فاش کھا گیا۔

غیر مقلدین کے وکیل اعظم کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام تو نہ تھا، بٹالوی صاحب اس میدان کے شاہ سوار تھے اور ایسے داؤ پیچ جانتے تھے کہ وہ مرزا کے تصور سے بھی بالاتر تھے۔ لنگڑا ابیل، برق رفتار گھوڑے کا کیسے اور کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے۔

قارئین کرام! آپ اس کتاب میں غیر مقلدین کے نو مولود نو خیز ہونے کے دلائل و براہین پڑھ چلے، نیز حقائق و واقعات کی تفاصیل و جزئیات معلوم کر چکے ہیں۔

آپ سابقہ اوراق میں ان تفصیلات و جزئیات کو ایک بار پھر پڑھ کر ذہن میں مستحضر کیجئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کیا وہ جماعت، جس کے بانی اور مؤسس ایسے گھناؤنے کردار اور گھٹیا ذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گزری ہو، جن کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہی انگریز کی وفاداری اور جانثاری ہو جو انگریز سرکار کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں، محبّ وطن اور ملک و ملت کی غم خوار وار بہی خواہ ہو سکتی ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہو سکتی ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔ غیر مقلدوں کے بانیوں، مؤسسوں، مجددوں اور اکابر و اسلاف کے کردار کے آئنہ میں ان کے اخلاف کے کردار کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی ہیں، جب ان کے اکابر کے کردار کا یہ حال ہے تو ان کے اصاغر کے کردار کا اندازہ ناظرین کرام بخوبی لگا سکتے ہیں۔

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

......*......*......*......*......*

قرآن مجید بمقابلہ غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس عنوان کے تحت ہم وہ آیات آپکی خدمت میں پیش کریں گے جن آیات سے نام نہاد اہل حدیث حضرات کھلم کھلا اختلاف کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا ہے۔

(آیت نمبر1)

یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء59)

اے ایمان والو ! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور اولی الامر کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو لوٹاؤ اللہ کی طرح اور اس کے رسول کی طرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور یوم قیامت پر یہ اچھی بات ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔

ہم شروع سے اس آیت کو دیکھتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین اطاعتوں کو ماننے کا حکم دیا ہے۔

(۱) اللہ کی اطاعت

(۲) اس کے رسول کی اطاعت

(۳) اولی الامر کی اطاعت

اولی الامر کا لفظی ترجمہ ہوتا ہے حاکم

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ حاکم کون ہیں؟

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: {أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ} [النساء: 59] قَالَ: «أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ». «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ لَهُ شَاهِدٌ، وَتَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ عِنْدَهُمَا مُسْنَدٌ»

[التعليق - من تلخيص الذهبي] 422 - هذا صحيح وله شاهد

حضرت جابر بن عبد اللہ{أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ} کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد: «أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ» فقہ والے یعنی فقہاء کرام ہیں۔ (محدث امام حاکم فرماتے ہیں) یہ حدیث صحیح ہے اور تفسیر صحابی مسند (یعنی نبی کا فرمان) ہوتی ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں روایت صحیح ہے۔

(الکتاب: المستدرک علی الصحیحین ج 1 ص 211)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہو گیا کہ حاکم فقہاء کرام ہیں۔

اور یہ بھی کہ صحابی کی تفسیر نبی کا فرمان ہوتی ہے یہ محدثین کا قاعدہ ہے۔

اب یہ ہماری بات نہیں نہ کسی اور کی بلکہ اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس سے مراد فقہاء ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحیح بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟

لہذا اس آیت کریمہ میں اللہ نے ہمیں تین اطاعتوں کا حکم دیا ہے۔

1. اللہ کی اطاعت
2. اللہ کے رسول کی اطاعت
3. فقہاء کرام کی اطاعت

الحمدللہ ہم اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ ہمارے مقابل اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے کیا اس آیت کو مانتے ہیں ؟ نہیں بلکہ اللہ کی قسم اس آیت سے سرے سے منکر ہیں وہ بلکل ماننے کو تیار نہیں کہ اللہ نے کہیں اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے ، اولی الامر سے مراد فقہا ہیں ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ صرف حیلے اور بہانے ہیں ان کے پاس اس کا انکار کرنے کے۔

اور وہ اس آیت کا اگلی آیت پڑھ کر انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب جھگڑا ہو تو اللہ رسول کی طرف رجوع کرو لہذا ہم ڈائریکٹ اللہ رسول کی طرف رجوع کرتے ہیں فقہاء کی اطاعت کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ یہ بات ان کی اللہ کے فرمان کے ساتھ انتہائی درجے کی بدیانتی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے ان اطاعتوں کو ماننا ہے اور "اگر" جھگڑا ہو تب رجوع کیا جائے گا۔

مثال کے طور یوں کہا جائے کہ "اگر" وضو کیلئے پانی نہ ملے تب تیمم کرنا ہے پانی کی موجودگی میں تیمم نہیں ہوگا۔

اب ہم آتے ہیں دوسری بات پر کہ فقہاء کرام میں اختلاف ہو گیا اب ہم یعنی عوام کیا ڈائریکٹ اللہ رسول کی طرف رجوع کریں یعنی فقہاء میں اب اختلاف ہو گیا تو ہم خود قرآن حدیث کی طرف جا کر خود اس مسئلے کا حل نکال لیں۔

اول تو یہ بات زہن میں رکھی جائے کہ فقہاء کرام میں اختلاف کوئی اپنے ذاتی جگڑوں کی بنا پر نہیں ہوتے نہ زمین جائیداد کی بنا پر ہوتے ہیں بلکہ فہم پر ہوتے ہیں ان کا اجتہادی اختلاف ہوتا ہے ۔ اور اگر عام بندے کو بھی یہ حکم ہو کہ فقہاء کے اجتادی اختلافات کی بنا پر تمہیں قرآن حدیث کی طرف رجوع کر کے خود مسئلہ اخذ کرنا ہے تو عام آدمی تو فقیہ ہے ہی نہیں وہ تو یقیناً غلط ہی مسئلہ اخذ کرے گا اور جب خود فقہاء جو کہ دین کے ماہر ہیں ان میں اختلاف ہو گیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عام آدمی اٹھ کر صحیح مسئلہ اخذ کر لے گا جو فقہاء نہ کر سکے تھے۔

اب ہم ان غیر مقلدوں کی بات پر ایک نظر ڈالتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ فقہاء کرام میں اختلاف ہوا ہم نے اللہ رسول کی طرف رجوع کر لیا۔

اور رجوع کیسے کیا یہ ہم نے اپنی کتاب ("کیا فرقہ اہل حدیث نے ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے") میں درجنوں مسائل اور عقائد نقل کیئے ہیں جن میں فرقہ اہل حدیث کے بڑے بڑے علماء کا آپس میں ائمہ اربعہ فقہاء کرام سے بھی زیادہ اختلاف ہے فقہاء میں تو صرف اجتہادی تھا لیکن ان کا آپس میں عقائد میں بھی اختلاف ہے اور وہ سب کے سب یہی کہا کرتے تھے کہ ہم نے اللہ رسول کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور ہر ایک ان میں یہی کہتا تھا کہ میری بات قرآن حدیث کے عین مطابق ہے۔

اب ان کے متعلق تو ہمیں معلوم ہو چکا کہ یہ علماء اس دعوی میں نہیں چل پائے اور عقائد میں اختلاف کرکے گمراہ ہوئے ہیں۔ کیا اب ہم بھی اسی طرح کریں کہ جو علماء فرقہ اہل حدیث نے کیا کہ فقہاء کو اجتہادی اختلاف کی بنا پر چھوڑ کر خود ذاتی تحقیق کرکے اسے قرآن حدیث کے عین مطابق قرار دے دیں یا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کوئی اور راستہ بھی رکھا ہے۔

اب اگر یہ (رجوع والی) بات یوں بھی نہیں تو پھر کیسے اللہ کے اس فرمان کا آخر کچھ تو مطلب ہے۔

ہمیں اللہ کے اس فرمان کو سمجھنے کیلئے قرآن پاک کی دوسری آیات پر بھی نظر ڈالنی پڑے گی

چنانچہ اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتے ہیں

(آیت نمبر 2)

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء 83)

ترجمہ:

اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یوں کر لیتے کہ اسکو (وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ) رجوع کرتے رسول تک اور اپنے فقہاء تک تو استنباط

کرتے ان میں جو استنباط کرنے والے ہیں۔

اللہ اکبر ! اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں راستہ بتایا ہے کہ فقہاء کرام کی طرف رجوع کرنے کا چارہ بھی موجود ہے۔ پھر جو اہل علم ہوں گے وہ خود صحیح مطلب اور صحیح حکم سمجھ لیں گے۔

اور اللہ کے قران کی یہ دوسری آیت ہے جس کا یہ فرقہ سرے سے ہی انکار کرتا ہے۔ بلکل اس کو ماننے کو تیار ہی نہیں۔ کیونکہ وہ دین میں دین کے ماہرین کی پابندی نہیں بلکہ آزادی چاہتے ہیں جو کہ غیر اجتہادی مسائل میں اختلافات کی سب سے بڑی وجہ ہے ، اور گمراہی کا ذریعہ ہے۔

اور ہم یہاں پر یہ بھی بتاتے چلیں کہ خود اجتہادی کی ہوا آخر کہاں سے چلی ۔

برصغیر میں انگریز کا مقصد کیا تھا؟

چنانچے لارڈ میکالے جو انگریزوں کا اس وقت بڑا تھا اس نے کہا تھا کہ

"میں نے پورے بریصغیر کا سفر کیا ہے اور میں اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ ہم تب تک بریصغیر پاک و ہند کو فتح نہیں کر پائیں گے جب تک ہم یہاں کے لوگوں کو انکے کلچر، انکے اجداد کے کارناموں اور انکی تاریخ سے دور نہ کر دیں اور اس سب کے لئے ہمیں انکا تعلیمی نظام بدلنا ہو گا اور ان سب کو یہ باور کروانا ہو گا کہ یہ لوگ کمتر ہیں اور ہم برتر"۔

(لارڈ میکالے ۔ 2 فروری 1825) مزید آپ انکے تعارف میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کیا یہ فرقہ اہلحدیث وہی کام نہیں کر رہا جو انگریزوں کا نکالا فلسفہ تھا؟

اب ہم ان کے گھر کی وزنی شہادت ان کے اپنے عالم جسے یہ لوگ وکیل اہلحدیث کہتے ہیں اس کا اعتراف حق نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں

"اے حضرت یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندستان کے شہر و بستی کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے"۔ (محمد حسین بٹالوی اشاعت السنہ ص 255)

اس موضوع کے متعلق تفصیل چاہیئے ہو تو تجلیات صفدر جلد 5 ص 533 پر موجود تفصلی مضمون ملاحظہ کیجئے۔

بہرحال اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

ہمارے سوال وہیں پر ہے کہ آخر پہلے آیت میں بھی رجوع کی بات کی گئی ہے

اور اگر اہل علم کا اختلاف ہوتو اس صورت میں کیا کرنا ۔ (یہ آگے بتائیں گے ان شاء اللہ)

ہم نے تحقیقی جواب دلائل کی روشنی میں تو اوپر لکھ دیا لیکن اس فرقہ اہلحدیث جو اپنے آپ کو سلفی بھی کہتے ہیں ان کی تسلی کیلیئے ہم علماء سلف سے بھی نقل کردیتے ہیں اگر ان کو ماننا ہے مانیں نہیں ماننا نہ مانیں ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں نہ ہمارے پاس ضد کا کوئی علاج ہے یہاں تو نہیں لیکن آخرت میں اس کا ضرور علاج ہو گا۔

ہم اللہ کے اس حکم کو مانتے ہیں اگر اللہ کے قرآن میں اس کا حکم نہ ملتا اور دلائل شرعیہ میں بھی ہمیں اس بات کا حکم نہ ملتا تو ہم نہ مانتے نہ ماننے کا کہتے لیکن اللہ نے جب حکم دے دیا تو ماننا پڑے گا۔

ابو بکر جصاصؒ (المتوفی 370ھ) فرماتے ہیں:

وقوله تعالى عَقِيبَ ذَلِكَ: {فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ} يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أُولِي الْأَمْرِ هُمُ الْفُقَهَاءُ; لِأَنَّهُ أَمَرَ سَائِرَ النَّاسِ بِطَاعَتِهِمْ ثُمَّ قَالَ: {فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ} , فَأَمَرَ أُولِي الْأَمْرِ بِرَدِّ الْمُتَنَازَعِ فِيهِ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دینے کے فوراً بعد اللہ تعالٰی کا یہ فرمانا کہ اگر کسی معاملے میں اختلاف ہو تو اسے اللہ رسول کی طرف لوٹاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء ہیں کیونکہ اللہ تعالٰی نے تمام لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے پھر فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فرما کر " اولی الامر" کو حکم دیا ہے کہ جس معاملے میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اسے اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف لوٹا دیں"۔

(الكتاب: أحكام القرآن ج 2 ص 264 الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان)

مزید یہی بات فَإِن تنازعتم کا خطاب ہر عام بندے کو نہیں بلکہ دین کے ماہرین کو ہے درجہ ذیل مفسرین نے فرمایا ہے۔

1. حضرت ابو العالیہؒ (المتوفیٰ 90) (جو کہ حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ (تہذیب الکمال)

حدثني المثنى قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع، عن أبي العالية في قوله: "وأولي الأمر منكم"، قال: هم أهل العلم، ألا ترى أنه يقول: (وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ) [سورة النساء: 83]

(تفسیر طبری ج 8 ص 501)

2. امام مجاہدؒ (المتوفیٰ 104ھ)

وَأخرج سعيد بن مَنْصُور وَعبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن الْمُنْذر وَابْن أبي حَاتِم عَن مُجَاهِد فيقوله {فَإِن تنازعتم فِي شَيْء} قَالَ: فَإِن تنَازع الْعلمَاء {فَرُدُّوهُ إِلَى الله وَالرَّسُول} قَالَ: يَقُول: فَرُدُّوهُ إِلَى كتاب الله وَسنة رَسُوله

(الدر المنثور ج 2 ص 579)

3. امام ابو الحسن ماتریدیؒ (المتوفیٰ 333ھ)

هذه الآية والتي تليها تدل على أن أولى الأمر هم الفقهاء، وهو قوله - تعالى -: (فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ)، (تفسير ماتريدي ج 3 ص 228)

4. امام قرطبیؒ (المتوفٰی 671ھ)

قَوْلُہٗ تَعَالَی: (فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُول) . فَأَمَرَ تَعَالَی بِرَدِّ الْمُتَنَازَعِ فِيهِ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ لِغَيْرِ الْعُلَمَاءِ مَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الرَّدِّ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَيَدُلُّ هَذَا عَلَى صِحَّةِ كَوْنِ الْعُلَمَاءِ وَاجِبًا، وَامْتِثَالِ فَتْوَاهُمْ لَازِمًا.

(تفسیر القرطبي ج 5 ص 260)

ان سب سے یہ معلوم ہو گیا کہ جو تنازع اہل علم میں ہو گا جو کہ فقہاء ہوں عام علماء میں بھی نہیں کیونکہ ہر عالم اجتہاد کا اہل نہیں ہوتا ہر عالم فقیہ بھی نہیں ہوتا۔

یاد رہے آج کل کے اہلسنت علماء، مفتیان کرام، اور فقہاء خود ائمہ اربعہ کی طرح مسائل میں استنباط نہیں کرتے بلکہ وہ ان کو اپنے سے زیادہ ماہر جانتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں اپنا امام جانتے ہیں انہی کے مسائل اگے نقل کرتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ نہ ملے تو انہی کے قواعد اور اصولوں کی روشنی میں مسئلہ نکال لیتے ہیں۔

معلوم ہوا اجتہادی اختلاف میں غیر مجتہد کو جس کی طرف رجوع کرنا ہے وہ فقہاء ہیں۔ ان کے بیچ اگر اختلاف ہوگا تو وہ کتاب و سنت کی تہہ سے صحیح مسئلہ نکالنے کی حتی الامکان کوشش کریں گے۔
ہمارا کام ہے ان کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرنا ان کے بغیر صرف گمراہی ہی ہے اور آج ہمارے پاس درجنوں مثالیں موجود ہیں جس میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ فرقہ اہل حدیث کے علماء نے نا اہل ہونے کے باجود فقہاء کو چھوڑ کر کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی تو ان کے عقیدے بھی جدا جدا نکلے۔ اس لئے ان کا طریقہ بلکل غلط ہے اور گمراہی پر مبنی ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے اگر عوام الناس میں کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو وہ فقہاء ہی کے پاس جائیں گے اور فقہاء کتاب و سنت کی طرف رجوع کرکے اس کا حل نکالیں گے اور جن میں اختلاف ہوا ان کا کام ہے کہ وہ اس کو بغیر چوں چراں کے مان لیں۔

اب غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب غیر اولی الامر کا اولی الامر کے ساتھ اختلاف ہو تو غیر اولی الامر، اولی الامر کو چھوڑ دے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر اولی الامر غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اولی الامر سے اختلاف رکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اولی الامر (جو کہ اجتہاد کا اہل ہے) کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔
وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ

(مسلم ج3 حدیث :274)

ایک اشکال کا جواب کہ اگر فقہاء میں اجتہادی اختلاف ہو جاتا ہے تو کیا ان میں سے کوئی نہ کوئی گنہگار ہو گا یا نہیں؟

الجواب

ان میں سے کوئی بھی گنہگار نہیں بلکہ اللہ کے نبی کی حدیث ہے کہ اگر مسئلہ خطا پر بھی ہوا تب بھی اجر ہے۔

عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

:"جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر حکم دے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملے گا"۔

(صحیح بخاری ج۳ح؛ ۲۲۵۲)

ہاں پہلے حاکم مجتہد سے اختلاف رکھنے والا اگر اس جیسا مجتہد ہو تو اس کو تو اس سے اجتہادی اختلاف رکھنے سے کسی نے نہیں روکا اور اس صورت میں پہلے مجتہد کی بھی پیروی کی جا سکتی ہے جبکہ دوسرے مجتہد نے صرف اس جیسا اجتہاد سے ہی کام لیا ہے اور پہلے والے کو باطل نہیں قرار دیا۔

جب کہ اس کے مقابلے میں غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اجتہاد کرتا پھرے اور اپنے سے بڑے مجتہدین کے مسائل کو غلط اور اپنے کو برحق قرار دیتا رہے یہ صرف احمقانہ حرکت ہے جو کہ سب جانتے ہیں کون کرتے ہیں۔

ایک ڈھکوسلہ جو کہ عام طور پر یا جاتا ہے کہ کیا یہی چار ائمہ ہی اولی الامر ہیں یا اور بھی ہیں کیا صحابہ اولی الامر نہیں تھے ۔ کن کا علم زیادہ تھا صحابہ کا یا ان کا وغیرہ وغیرہ۔

الجواب

حقیقت میں فرقہ اہل حدیث کی بنیاد ہی ڈھکوسلوں پر کھڑی ہے۔

اس ڈھکوسلے کا جواب ہم خود دینے کی بجائے آج سے 800 سال پہلے کے اپنے محدث سے دے دیتے ہیں۔

محدث کبیر شارح صحیح مسلم علامہ نوویؒ (المتوفی: 676ھ) فرماتے ہیں:

ولیس له التذهب بِمَذْهَبِ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَإِنْ كَانُوا أَعْلَمَ وأعلا دَرَجَةٍ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتَفَرَّغُوا لِتَدْوِينِ الْعِلْمِ وَضَبْطِ أُصُولِهِ وَفُرُوعِهِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَذْهَبٌ مُهَذَّبٌ مُحَرَّرٌ مُقَرَّرٌ وَإِنَّمَا قَامَ بِذَلِكَ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ النَّاحِلِينَ لِمَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ الْقَائِمِينَ بِتَمْهِيدِ أَحْكَامِ الْوَقَائِعِ قَبْلَ وُقُوعِهَا النَّاهِضِينَ بِإِيضَاحِ أُصُولِهَا وَفُرُوعِهَا كَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمَا.

[المجموع شرح المهذب (ص/55)]

"اکابرین صحابہ وغیرہ اگرچہ بعد والوں سے علم و عمل میں بہت آگے ہیں لیکن پھر بھی کسی کیلئے جائز نہیں کہ صحابہ کے مذہب کو اپنائے ، کیونکہ صحابہ کرام کو اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ اپنے مذہب کو مدون

کرتے اور اس کے اصول و فروع کو محفوظ کرتے، اسی وجہ سے صحابہ میں سے کسی بھی صحابی کا مذہب مدون و منقح نہیں، ہاں بعد میں آنے والے آئمہ امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ وغیرہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور باقاعدہ مذاہب مدون کرکے ان کے اصول و فروع کو محفوظ کیا اور مسائل کے وقوع سے پہلے ان کا حل تلاش کیا"۔

یہ اس اشکال کا جواب کہ ایک ہی امام کی پیروی کیوں ضروری ہے سب کی کیوں نہیں؟

الجواب

یہ ممکن ہی نہیں ایک وقت میں دو اختلافی مسائل پر ایک ساتھ عمل کیا جائے

یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز کیوں ضروری ہے ایک رکعات ایک امام کے پیچھے دوسری دوسرے کے پیچھے تیسری تیسرے کے پیچھے اور چوتھی چوتھے کے پیچھے کیوں نہ پڑھی جائے۔ کیا اس طرح نماز ہو جائے گی؟

اس کا جواب بھی ہم امام نوویؒ سے ہی نقل کر دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

لوجاز اتباع ای مذہب شاء لافضی الی ان یلتقط رخص المذاہب متبعا ہواہ۔۔۔۔۔ فعلی ہذا یلزمہ ان یجتہد فی اختیار مذہب یقلدہ علی التعین۔

ترجمہ:

اگر یہ جائز ہو کہ انسان جس فقہ کی چاہے پیروی کرے تو بات یہاں تک پہنچے گی کہ وہ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق تمام مذاہب کی آسانیاں چنے گا۔ اس لیے ہر شخص پر لازم ہے کہ ایک معین مذہب چن لے اور اس کی تقلید کرے۔

(المجموع شرح المہذب ج 1 ص 91)

(آیت نمبر 3)

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل 43)

ترجمہ

اور اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل ذکر سے پوچھو۔

اب دیکھتے ہیں فرقہ اہل حدیث قرآن پاک کی اس آیت کو کیسے جھٹلاتا ہے۔

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

اس آیت میں اہل الذکر سے ائمہ مراد نہیں بلکہ اہل ذکر سے مراد اہل کتاب ہیں اور اس آیت کے مخاطب کفار مکہ ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 163)

گویا کہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں صرف کفار کیلئے یہ حکم خاص ہے کہ اگر ان کو معلوم نہیں تو وہ اہل ذکر سے پوچھا کریں مسلمان اس حکم سے بری ہیں ان کو اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو انہیں اہل علم سے اہل ذکر سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ایسی بات ان کی انتہائی درجے کی حماقت ہے اور اصول سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔

جمہور اہل اسلام اس پر متفق ہیں کہ عموماتِ قرآن کو اسبابِ نزول پر پابند کر دینا باطل ہے کیونکہ کوئی آیت بظاہر ایسی نہیں جس کا شان نزول خاص نہ ہو۔

مگر اس کا کوئی بھی قائل نہیں اس آیت کا حکم اسی خاص سبب کے ساتھ خاص ہے بلکہ تا قیامت اس کا حکم باقی رہے گا۔

چنانچہ غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص کا اعتبار نہیں ہوتا چنانچہ یہ بات اصول میں طے ہو چکی ہے یعنی عام الفاظ کا اعتبار خاص واقعے کا نہیں۔

(بدور الاہلہ ص 209)

اور یہی بات درجہ ذیل فقہاء و محدثین نے کہی ہے۔

1۔ امام شافعیؒ (وفات 204ھ)

(کتاب الام ج 5 ص 241)

2۔ امام ابن کثیرؒ (وفات 776ھ)

(تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 9)

3۔ امام ابن تیمیہؒ (جن کی دن رات غیر مقلد تسبیح پڑھتے ہیں) (وفات 728ھ)

(الصارم المسلول ص 50)

4۔ ابن قیمؒ (وفات 751ھ)

(بدائع الفوائد ج 3 ص 161)

5۔ امام سیوطیؒ (وفات 911ھ)

(تفسیر الاتقان ج 1 ص 74)

6۔ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات 852ھ)

(فتح الباری ج 8 ص 143)

7۔ غیر مقلدین کے قاضی شوکانیؒ صاحب بھی یہی بات لکھتے ہیں۔

(نیل الاوطار ج 2 ص 149)

لہذا ثابت ہوا کہ فرقہ اہل حدیث قرآن پاک کی اس آیت کو کفار کیلئے مخصوص کر کے اس آیت کا انکاری ہے۔ انہیں بھی دیانتداری سے یہ بات قبول کر لینی چاہیئے کہ وہ اس آیت کے منکر ہیں۔ اور ان کے علماء بھی منکر تھے اور آئندہ کیلئے توبہ کر لینی چاہیئے۔

لطیفہ:

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کا اپنے اوپر جاہل اور بیوقوف ہونے کا فتویٰ

چنانچہ اپنے (فتاویٰ نذیریہ میں ج 2 ص 195) پر اسی طرح کی ایک آیت پر اسی قسم کا اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اب جو کوئی کہے کہ یہ آیات کفار کے حق میں وارد ہیں تو بڑا جاہل اور بے وقوف ہے۔ کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص محال"۔

ممکن ہے کہ فرقہ اہل حدیث کے یہ شیخ الکل صاحب پہلے اس بات سے جاہل ہوں اور بعد میں ان کو معلوم ہوئی ہو، لیکن پھر انہوں نے اپنی بات سے رجوع بھی نہیں کیا؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عوام کو جان بوجھ کر گمراہ کیا ہو؟ یا تو دونوں باتیں ہوئی ہیں یا پھر دونوں میں سے ایک بات ضروری ہوئی ہے۔

اور اس سے آپ یہ اندازہ لگا لیں یہ ان کے بڑے بڑے شیخ الکل کتنے بڑے قرآن حدیث سمجھنے والے ہیں اور عوام کا ماشاء اللہ پوچھنا ہی کیا جسے اُن کے علماء نے بھیڑ بکریاں بنا کر رکھا ہوا ہے اور انہیں پتا بھی نہیں۔

اس آیت سے "تقلید محمود" کا اثبات کرنے والے ڈھیروں علماء محدثین ہیں۔

جس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے ہاں بھی یہ آیت کفار کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں ہے۔

1۔ امام احمد بن علی الرازیؒ (وفات 370ھ)

(اصول الفقہ ج 4 ص 281)

2 ۔ امام قاضی ابی یعلیؒ (وفات 458ھ)

(العدۃ ص 1225)

3۔ امام ابی بکر محمد بن علی الخطیب بغدادیؒ (وفات 463ھ)

(کتاب الفقیہ والمتفقہ ج 2 ص 133)

4۔ امام ابو عمر ابن عبد البرؒ (وفات 463ھ)

(جامع البیان العلم ص 299)

5۔ امام ابی اسحاق ابراہیم بن علیؒ (وفات 476ھ)

(التبصرۃ ص 406)

(اللماع فی اصول الفقہ ص 125)

6۔ امام منصور بن محمدؒ (وفات 489ھ)

(قواطع الادلۃ ج 2 ص 343)

7۔ امام غزالی (وفات 505ھ)

(المستصفیٰ ج 4 ص 133)

8۔ امام ابن قدامہؒ (وفات 620ھ)

(روضۃ الناظر ص 436-437)

9۔ امام علی بن محمد الآمدی (وفات 631ھ)

(الاحکام ج 4 ص 250)

10۔ امام القاضی ناصر الدین البیضاویؒ (وفات 675ھ)

(نہایۃ السول ص 404)

11۔ امام احمد بن حمدان الحیرانیؒ (وفات 695ھ)

(صفۃ الفتوی ص 53)

12۔ امام نجم الدین ابی الربیع سلیمان بن عبد القویؒ (وفات 716ھ)

(شرح مختصر الروضۃ ج الثالث ص 343)

13۔ امام جلال الدین ابی محمد الاسنویؒ (وفات 774ھ)

(التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول ص 526)

14۔ امام ابی اسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبیؒ (وفات 790ھ)

(الموافقات ج 5 ص 337)

15۔ امام زرکشی (وفات 794ھ)

(البحر المحیط ج 6 ص 282)

16۔ امام ابن ہمامؒ (وفات 861ھ)

(فتح القدیر ج 7 ص 239)

17۔ امام ابن امیر الحاج (وفات 879ھ)

(التقریر والتحبیر ج 3 ص 438)

18۔ امام سیوطیؒ (وفات 911ھ)

(الاکلیل فی استنباط التنزیل ص 163)

ان سب کے باوجود یہ کہنا کہ یہ کفار کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں کیلئے نہیں تو پھر اللہ کے قرآن کی اس آیت کا انکار کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ان سب دلائل کو دیکھ کر ان لوگوں کو سلفی کہنے کا دل نہیں چاہتا ان لوگوں کو سلفی کہنا ایسا ہی ہے جیسے مرزا قادیانی ملعون کو مسیح یا عیسیٰؑ کہنا۔

(آیت نمبر 4)

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

(التوبہ122)

ترجمہ

اور ایسے تو ممکن نہیں کہ سارے مسلمان نکل جائیں، سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں ان کا ایک حصہ تاکہ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ فقیہ بنے دین میں اور خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب وہ رجوع کریں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں۔

آپ ﷺ کے ان صحابہ کی مادری زبان عربی تھی وہ قرآن و حدیث سن کر ہم سے بہت اچھا مطلب سمجھ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان عربی دان صحابہ سے فرما رہے ہیں کہ ہر قوم میں سے کم از کم ایک آدمی فقیہ بنے، معلوم ہوا کہ فقہ صرف ترجمہ جاننے کا نام نہیں، وہ ایک خاص گہرائی کا نام ہے، ہر عربی دان بھی فقیہ نہیں۔

جب تفقہ فی الدین کا حکم اللہ کا ہے اور اللہ نا اہل کو اہل علم کے پاس بھیج رہے ہیں تو صاف ظاہر ہے اللہ کو اہل علم پر اور فقیہ پر بھروسہ ہے۔

- کیا فرقہ اہل حدیث کو بھی اِن پر بھروسہ ہے؟
- یقیناً نہیں ! کیونکہ ان کے ہاں یہ ایک گمراہی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

- کیا فرقہ اہلحدیث اس بات کو مانتا ہے کہ فقیہ بننا چاہیئے؟

- کیا فرقہ اہلحدیث اس بات کو مانتا ہے کہ فقیہ کی طرف رجوع کیا جائے ؟ یا فقیہ جب فقہ حاصل کر کے قوم کی طرف رجوع کرے اور قوم اس کی بات کو سنے؟

- کیا فرقہ اہل حدیث اس بات کو مانتا ہے کہ فقہ خاص گہرئی ہے صرف ترجمہ قرآن اور ترجمہ حدیث دیکھ لینا کافی نہیں؟

- اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہم کیسے کہیں کہ یہ لوگ قرآن حدیث ماننے والے ہیں؟

(آیت نمبر 5)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

"اور اگر (والدین) تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تُو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ اور

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

چل اس شخص کے رستے پر جو میری طرف رجوع رکھنے والا ہے"۔

(لقمان 15)

اللہ تعالیٰ نے والدین کی بات کرکے فوراً یہ فرمایا کہ اس شخص کے راستے پر چلو جو میری طرف رجوع ہوا اس میں صرف والدین ہی منحصر نہیں بلکہ اللہ نے ایک اصول ایک قاعدہ دیا ہے کہ گمراہوں کے راستے پر نہیں بلکہ اس شخص کے راستے پر چلا جائے گا جو اُس کی طرف رجوع ہوا ہے۔

اور ایسا بھی نہیں کہ والدین اگر اللہ کی طرف رجوع نہیں ہوئے تو ہم ان کے پیچھے نہ چلیں اور کوئی دوسرا اللہ کی طرف رجوع ہوا ہے تو ہم یہ کہہ دیں کہ وہ ہمارے والدین میں شامل نہیں اسلئے اس کی راہ پر بھی نہیں چلیں گے ہاں اگر والدین میں شامل ہوتا تو ہم اس کی راہ پر چل پڑتے۔

فرقہ اہلحدیث کی جاہلانہ تاویل

کہتے ہیں چونکہ یہاں "سبیل" (راہ) کی بات ہو رہی "کہ اس شخص کے راہ پر چلنا اور جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے" اور اس کی راہ قرآن ہے لہذا ہم برائے راست قرآن پر چلتے ہیں بیچ میں اس

بندے کی ضرورت نہیں وہ اپنا رجوع کرے ہم اپنا رجوع کرتے ہیں۔

اگر یہ بات یوں ہی ہوتی تو پھر اللہ کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کے اس شخص کے راستے پر چلنا جو میری طرف رجوع ہوا ڈائریکٹ یہی کہہ دیتے کہ قرآن پر چلنا بیچ میں "منیب" کی بات کرکے یہ کیوں کہا کہ اس کے راستے پر چلنا؟

اسلئے کہ منیب ہی ہے جو کہ اللہ کی طرف صحیح سے رجوع کر سکتا ہے۔ ایک طرف منیب ہو اور دوسری طرف کوئی عام نا اہل شخص اب نا اہل کہتا ہے کہ میں نے قرآن کی طرف رجوع کیا تو مسئلہ یوں نکلا دوسری طرف منیب ہے باشعور اور با علم شخص وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن کی طرف رجوع کیا تو یہ مسئلہ یوں نکلا۔

اب اللہ نے یہ فیصلہ کردیا کہ ہمیں اس شخص کے راستے پر چلنا ہے جو منیب ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نہیں جو کہ نا اہل ہے۔

ائمہ اربعہؒ منیب ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) یہ نا اہل ہیں۔ اور آج تک یہ لوگ خود اس بات کا تعین نہیں کرپائے کہ ان میں سے کوئی ایسا بھی تھا جس کے متعلق یہ لوگ کہہ سکیں کہ وہ سیدھے راستے پر تھا بلکہ یہ لوگ فخر سے کہتے ہیں کہ ان کے چوٹی کے علماء گمراہ تھے۔
ہمیں ان گمراہوں کا راستے نہیں اختیار کرنا جسے یہ اختیار کرکے خود گمراہ ہوئے ہیں بلکہ ائمہ اربعہؒ کا راستہ اختیار کرنا ہے تب ہم کہہ سکیں گے کہ ہم نے قرآن پر عمل کیا ہے۔

اور اتباع کا اصول بھی یہی ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنا۔

(آیت نمبر 6)

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(النساء115)

ترجمہ

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت برُا ٹھکانہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے اجماع کے خلاف چلنے والے کو جہنمی قرار دیا ہے نہ کہ اہل حدیث یا محمدی

فرقہ اہل حدیث کے ہاں اس آیت کی ضرورت نہیں وہ کہتے ہیں کہ خود تحقیق کی جائے جو مسئلہ جیسے نکلے اسی پر عمل کیا جائے اِس کی پروا نہ کی جائے کہ وہ سب مسلمانوں کے خلاف ہے یا نہیں۔
حالانکہ علماء نے اصول لکھا ہے کہ دین میں وہی راستہ معتبر ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور فقہاء و مجتھدین کا ہے۔
بعض غیر مقلد (لایجتہد ولایقلد) زبانی طور پر تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اجماع کو مانتے ہیں لیکن عملی طور پر بہت سے ثابت شدہ اجماعی مسائل کے منکر ہیں۔

مثال کے طور پر کتاب الاجماع جو کہ تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی اس میں امت کے اجماعی مسائل ذکر ہیں ان میں اکھٹی تین طلاق کے واقع ہونے پر اجماع کا ذکر ہے دیکھئے

(ترجمہ کتاب الاجماع ص 91۔ 92 ۔ 93)

یاد رہے اس کا ترجمہ بھی کسی غیر مقلد عالم نے کیا ہے۔

اور یہ کوئی چھوٹا موٹا مسئلہ نہیں اسلئے کہ اگر اکھٹی طلاق نہ مانی گئیں تو ایک فریق کے ہاں بیوی کا اس آدمی کے ساتھ رہنا زنا کہلائے گا اور اگر طلاق مان لی گئی تو دوسرے فریق ہے ہاں وہ عورت کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی ہے اگر کرے گی تو وہ زنا ہو گا کیونکہ پہلے شوہر کے ساتھ اس کا نکاح باقی ہے۔

اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ یہ کس قدر سنجیدہ مسئلہ ہے۔

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:۔

ونحن نؤمن ونصدق بأنہ - صلى الله علیہ وسلم - حي یرزق في قبرہ وأن جسدہ الشریف لا تأکلہ الأرض، والإجماع علی ھذا

ہم یقین رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسد شریف کو زمین نے نہیں کھایا اور اس پر اجماع ہے۔

(القول البدیع ص 172: دار الریان للتراث)

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف اجماع ہے یا میں قرآن حدیث کے خلاف اجماع نہیں مانو گا تو وہ اللہ کے نبیؐ کے فرمان کا منکر ہے۔

کیونکہ نبی نے اپنی زبان سے فرما دیا کہ

«لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا»

اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

(مستدرک للحاکم ج1 ص 199 سندہ صحیح الناشر: دار الکتب العلمیۃ-بیروت)

اب وہ شخص اس حدیث کے خلاف کہتا ہے کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف جمع ہیں۔ اللہ نے انہیں قرآن حدیث کے خلاف جمع کر دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بات نبی کی بات سے زیادہ معتبر ہے۔ نعوذباللہ

اب اگر کوئی غیر مقلد کہتا ہے کہ میں اجماع کو تو مانتا ہوں تو وہ یہ بتائے کہ کیسے پتا چلتا ہے کہ کسی مسئلہ پر اجماع ہے؟

کیونکہ یہ بہت سے اجماعی مسائل کا انکار اور ان سے جان چھڑانے کیلئے اللہ کے نبیؐ کی حدیث (کہ اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ سند صحیح) کے خلاف کہہ دے گا یہ اجماع قرآن حدیث کے خلاف ہے یعنی کہ یہ گمراہی پر جمع ہیں اللہ نے انہیں گمراہی پر جمع کر دیا ہے۔

فرقہ اہل حدیث زبان سے بے شک وقتی طور پر دعوی کرے کہ وہ اجماع مانتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اجماع کے منکر ہیں۔ اجماع کا انکار وہ حیلے اور بہانوں سے اور فرمائشی دلائل کا مطالبہ کرکے بھی کرتے ہیں۔

بہرحال انکے کے بعض علماء اس کی صراحت کر گئے ہیں کہ ان کے بارے اجماع حجت نہیں۔
بلکہ حقیقت میں یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اجماع کے بھی منکر ہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے عالم عبد المنان نورپوری جنہوں نے خود اپنے آپ کو شیخ الحدیث کا لقب نہیں دیا بلکہ انہی کی اپنی عوام نے انہیں شیخ الحدیث قرار دیا ہے فرماتے ہیں:

اجماع صحابہؓ اور اجماع ائمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نورپوری ص 85)

نعوذ باللہ من ذالک

فرقہ اہلحدیث کے ایک اور

مفتی نور الحسن صاحب لکھتے ہیں

اجماع چیزی نیست

یعنی اجماع کی کوئی حیثیت نہیں۔

(عرف الجادی ص 3)

اب خود انصاف کے ساتھ فیصلہ کر لیجئے کیا فرقہ اہل حدیث قرآن کی اس آیت کو مانتا ہے؟ اور ہم نے ان کی چوری پکڑ کر کچھ غلط کیا ؟

فرقہ اہل حدیث کو چاہئے کہ آئندہ کیلئے توبہ کریں اور اس آیت پر دل سے ایمان لے آنے کا عہد کر لیں اور اگر مانتے ہیں تو یہ بتائیں کہ اجماع کیسے ثابت ہو گا اس کے متعلق کوئی اصول متعین کریں (اپنا ذاتی نہیں) بلکہ شرعی

اور اگر اُس اصول سے یہ اجماعی مسائل بھی ثابت ہوتے ہوں تو اِنہیں بھی مان لیں ، ایسا نہ ہو کہ ایک طرف تو کوئی ایسا مسئلہ جس پر ہمارے بیچ اختلاف نہیں اسے لے لیں کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے اور دوسری طرف اسی اصول سے جو اجماعی مسئلہ ثابت ہو رہا ہو اور اس میں ہمارا اور آپ کا اختلاف ہو تو اس سے جان چھڑانے کیلئے آپ کڑی شرطیں لگائیں جس سے باقی اجماعی مسائل بھی ثابت نہ ہو سکتے ہوں۔

(آیت نمبر 7)

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (البقرة 115)

ترجمہ

مشرق اور مغرب اللہ کا ہے تم جس طرح رخ کرو وہاں "وجہ اللہ" اللہ کا منہ ہے۔

فرقہ اہل حدیث کیلئے یہ آیت بھی سر درد سے کم نہیں نعوذباللہ

اگر وہ اس آیت میں "وجہ اللہ" کا ترجمہ ذات باری تعالیٰ کریں تب تو یقینی طور پر ان کا مسلک باطل ہو جاتا ہے اس میں کوئی شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

اسلئے انہوں نے یہ ترجمہ بھی نہیں کرنا کیونکہ یہ ان کے مسلک کے خلاف ہے۔

اب یہاں پر فرقہ اہل حدیث کا دوغلہ پن بھی دیکھ لیں

اسی قرآن کریم میں ایک اور آیت بھی موجود ہے جس میں ہے کہ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

(القصص 88)

ترجمہ

اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔

اسی آیت کا ترجمہ مولوی محمد جونا گڑھی صاحب جنہیں ان کا فرقہ امام العصر کہتا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ہر چیز فنا ہے مگر اس کا منہ۔ اگر یہاں "وجہ" منہ کی تاویل ذات سے نہ کی جائے تو پھر آیت کریمہ کا صاف صاف مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے ید، قدم پنڈلی (صفات) فنا اور زوال پذیر ہو جائیں گے، صرف باری تعالیٰ کا چہرہ ہی قائم و دائم رہے گا"۔

(تفسیر جونا گڑھی، القصص تحت آیت 88)

پروفیسر بہاؤ الدین صاحب نے بھی اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے

" اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے"۔

(تاریخ اہل حدیث 232)

اگر یہی بات پہلی آیت کے ساتھ کہیں تو ان کیلئے موت سے کم نہیں ہوگی اس سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ قرآن کی بعض آیات کو تو مانتے ہیں جو ان کے مسلک کے موافق ہوں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان کے مسلک کے مخالف آئیں۔

یا جو ان کو پسند ہوں انکو لے لیتے ہیں جو پسند نا آئیں اسکو چھوڑ دیتے ہیں ۔

اب اگر یہ لوگ وجہ **اللہ** سے **اللہ** کا منہ ہی مراد لیں تو پھر کیا کہیں گے کہ **اللہ** کی باقی ذات تو اوپر ہے لیکن اس کا منہ ہر طرف ہے؟

کیونکہ ان کے ہاں ان صفات کا حقیقی لغوی اور عرفی معنی کا ہی اثبات کیا جائے گا۔

(ماہانہ محدث مارچ 2011 ص 11)

(آیت نمبر 8)

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

(آل عمران 7)

ترجمہ

وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم (یعنی انکے معنیٰ واضح ہیں) وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ (یعنی جنکے معنیٰ معین نہیں) سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ بعض آیات متشابہات میں سے ہیں اور ان کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جبکہ فرقہ اہل حدیث نے اس مسئلے کا حل بھی نکال لیا وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کا مطلب لغت سے معلوم کریں گے۔

مثال کے طور پر

اللہ کی صفت ید جو کہ متشابہات میں سے ہے

خود فرقہ اہل حدیث کے امام العصر محب اللہ شاہ راشدی نے بھی اللہ کی ان صفات کو متشابہات میں سے کہا ہے۔ (فتاویٰ راشدیہ ص 128)

اب اس صفت کے متعلق فرقہ اہل حدیث کے ایک اور عالم کہتے ہیں کہ اس کا لغوی حقیقی اور عرفی معنی اثبات کیا جائے گا۔

(ماہانہ محدث شمارہ 345 مارچ 2011 صفحہ 11)

گویا کہ فرقہ اہل حدیث صفات متشابہات کا معنی عرف اور لغت نکال لے گا۔

امام سیوطیؒ نے جب اللہ کی مراد کو اللہ کے سپرد کرنے کی بات کی تو ایک وکٹورین عالم نے انہیں گالیاں دینا شروع کر دیں۔

محدث امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

وَجُمْهُورُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْهُمُ السَّلَفُ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ عَلَى الْإِيمَانِ بِهَا وَتَفْوِيضِ مَعْنَاهَا الْمُرَادِ مِنْهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلَا نُفَسِّرُهَا مَعَ تَنْزِيهِنَا لَهُ عَنْ حَقِيقَتِهَا.

ترجمہ:

جمہور اہل سنت جن میں سلف اور اہلحدیث (محدثین) شامل ہیں ان کا مذہب (نصوص صفات پر) ایمان رکھنا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے معنی مراد کو اللہ کی طرف سپرد کر دیا جائے اور ہم ان کی تفسیر نہیں کرتے جبکہ ان کے ظاہری معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں۔

(الإتقان في علوم القرآن ج 3 ص 14)

جبکہ فرقہ اہلحدیث کا دعوی ہے کہ نصوص صفات پر ایمان لانے کیلئے صفات متشابہات کے معنی مراد کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

امام سیوطیؒ کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مقلد عالم جو اپنے آپ کو سلفی کہتا ہے اور کوئی مدرسہ بھی چلاتا ہے لکھتا ہے:

هذا النص اولا صريح في التفويض المبدع المتقول علي السلف من جانب اهل الجهل والتجهيل والتعطيل وهم المبتدعة الخلف

وثانياً قوله: مع تنزيهنا لهو عن حقيقتها، صارخ بالتعطيل صراخ ثكالي الجهمية

ترجمہ:

میں کہتا ہوں یہ عبارے پہلے تو اس تفویض (یعنی معنی کو اللہ کے سپرد کرنا) میں صریح ہے جو کہ جھوٹے طور پر سلف کی طرف منسوب کیا گیا ہے (نعوذ باللہ) کہ اہل جہل تجہیل اور اہل تعطیل کی طرف سے جو کہ متاخرین بدعتی ہیں دوسرا یہ کہ امام سیوطی کی یہ عبارت کہ ہم ان کے ظاہری حقیقی معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں واضح طور پر تعطیل فریاد کر رہی ہے ان جہمی عورتوں کی فریاد کی طرح جو بچوں سے محروم ہو گئی ہوں۔ (والعیاذ باللہ)

(عداء الماتريدية للقعيدة السلفية قوله 28)

اللہ نے فرمایا

وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اس میں متشابہات ہیں

پھر فرمایا

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ

اس کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

ہم اللہ کی اس آیت پر ایمان لے آئے الحمدللہ اور اللہ کی مراد کو اس کے سپرد کر دیا اور اس کے معنی متعین نہیں کیئے کہ کہیں کہ بس اللہ کی اس سے یہی مراد ہے اور کچھ نہیں۔

جبکہ فرقہ اہل حدیث نے کہا نہیں ہم اللہ کی مراد کو اللہ کے سپرد نہیں کریں گے بلکہ اس کا معنی لغت سے متعین کریں گے۔

نعوذ باللہ من ذالک

(آیت نمبر 9)

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

(الحدید 3)

ترجمہ

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

"اللهم أنت الأول، فليس قبلك شيء، وأنت الآخر، فليس بعدك شيء، وأنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن، فليس دونك شيء".

اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو "آخر" ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو "ظاہر" ہے تیرے اوپر کچھ نہیں، تو "باطن" ہے تیرے نیچے کچھ نہیں۔

(صحیح مسلم ج4 ص 2084 الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت)

دون کا مطلب "علاوہ" بھی ہوتا ہے اور "دون" کا مطلب "نیچے بھی ہوتا ہے۔

(المورد ص 557)

خاص طور پر یہاں تو یہ "اوپر" کے مقابلے میں آیا ہے۔ یعنی نہ اللہ سے "پہلے" کوئی نہ "بعد" نہ "اوپر" کوئی نہ "نیچے" کوئی۔ اور ویسے "علاوہ" کی بات تو پہلے ہو چکی کہ اللہ سے نہ "پہلے" کوئی نہ "بعد" کوئی۔

بہرحال ہم دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہیں خود حدیث میں بھی لفظ "دون" نیچے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ

"اور اگر تمہارے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں کے نیچے تک موزے پہن لیا کرو"۔

(سنن نسائی ج 2 ح 587 : صحیح)

سلف سے تصریح

امام بيهقي رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نَفْيِ الْمَكَانِ عَنْهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ». وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ". وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ.

ہمارے بعض اصحاب اللہ کو مکان سے پاک ثابت کرنے کیلئے نبی ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ تو (اللہ) الظاہر مطلب کوئی چیز اسکے اوپر نہیں الباطن یعنی کوئی چیز اس کے نیچے نہیں اسلئے اللہ کے اوپر کچھ نہیں اور اسکے نیچے کچھ نہیں تو اللہ مکان سے پاک ہے۔"

(الأسماء والصفات للبيهقي ج ۲ ص ۲۸۷)

اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کی ذات موجود بلا مکان، لامحدود اور نہ ختم ہونے والی ہے جس سے نہ اس کے اوپر کسی اور شے کا تصور کیا جاسکتا ہے نہ اس کے نیچے کسی شے کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ کہا جائے کہ یہاں سے اللہ کی ذات ختم ہو کر یہ چیز شروع ہوتی ہے۔اِس سے ان لوگوں کے عقیدے کی بھی نفی ہو گئی جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ صرف عرش پر ہے کیونکہ اگر کہا جائے کہ اللہ صرف عرش پر ہے تو پھر کہنا پڑے گا کہ اللہ کے اوپر تو کچھ نہیں لیکن نیچے عرش ہے۔

اگر یہ مان لیں تو نعوذباللہ جب عرش نہیں تب اللہ تعالیٰ کدھر تھے اور جب عرش فنا ہوگا تب اللہ تعالیٰ کدھر جائیں گے۔

فرقہ اہلحدیث کا دعوی کہ اللہ کے اوپر تو کچھ نہیں مگر نیچے ہے۔

جیسا ان کے عقیدہ سے صریح طور پر واضح ہے کہ اللہ کی ذات کے نیچے عرش وغیرہ مخلوقات کے قائل ہیں اور اس کے بھی قائل ہیں نیچے کی طرف سے نعوذ باللہ اللہ کی ذات ختم ہوتی ہے پھر عرش وغیرہ مخلوقات شروع ہوتی ہیں۔ اوپر ہونا ایک جہت ہے اور جہت مخلوقات کی صفت ہے۔

اور یہ عقیدہ صریح طور پر قرآن حدیث کے خلاف ہے۔ اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔

(آیت نمبر 10)

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ كَرِيۡمٌ ۙ فِىۡ كِتٰبٍ مَّكۡنُوۡنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ‏

بیشک یہ قرآن بڑی شان والا ہے لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں جسے اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ بغیر پاکوں کے اور کوئی نہیں چھوتا اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے۔

(الواقعہ 77-78-79)

اس بات پر ہم متفق ہیں کہ قرآن بغیر وضو کے پڑھا جاسکتا ہے اختلاف ہمارا غیر مقلدین کے ساتھ اس میں ہے کہ آخر بغیر وضو کے قرآن کو چھوا بھی جاسکتا ہے یا نہیں۔

بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ پاک سے مراد فرشتے ہیں اور یہ قرآن لوح محفوظ میں لکھا ہے۔

بہرحال جب فرشتے پاک ہی اسے چھو سکتے ہیں تو انسان کیا بغیر طہارت کے اسے چھوتا پھرے؟، غیر مقلدین نے طہارت کی ذمہ داری فرشتوں کے سپرد کردی ہے اور خود بغیر طہارت کے قرآن چھوتے اور چھونے کے فتوے دیتے پھرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہم قَرآن حدیث مانتے ہیں قَران حدیث حالانکہ حدیث میں آیا ہے(لا لمس القرآن الا طاہر) قرآن کو بے وضو بندہ نہیں چھو سکتا۔

طہارت کیسے حاصل کی جاتی ہے؟

امام محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (المتوفى : 319ھ) فرماتے ہیں:

أجمع أهل العلم على أن الصلاة لا تجزئ بطهارة

ترجمہ:

"اجماع ہے کہ نماز بغیر طہارت کے درست نہیں"۔

(الکتاب : الإجماع ص 33 الناشر : دار المسلم للنشر والتوزیع)

ظاہر سی بات ہے طہارت صرف ہاتھ دھو لینے کا نام تو نہیں جسے دھو کر بندہ نماز پڑھ لے اور نماز ہو جائے۔ طہارت وضوء یا غسل کے ذریعے ہی حاصل کی جائے گی۔

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی کی کتاب "ہم طہارت کیسے حاصل کریں" جس کا اردو ترجمہ بھی غالبا کسی غیر مقلد عالم نے ہی کیا ہے اور کتاب کو غیر مقلدین نے اپنے معتبر ویب سائٹ پر بھی لگایا ہوا ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ:

"طہارت پانی کے ذریعہ وضوء اور غسل کرکے حاصل کی جاتی ہے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم سے حاصل کی جاتی ہے"۔

(ہم طھارت کیسے حاصل کریں ص 19)

اس کے برعکس غیر مقلدین کا موقف جو ان کی فقہ کی کتاب جسے انہوں نے نبی کی طرف منسوب کیا ہوا ہے اور جس کے متعلق یہ کہتے ہیں فی جملہ نہایت مفید کتاب ہے ۔

(دیکھئے فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج 1 ص 493)

اس میں لکھا ہے کہ

- قرآن کو چھونے کیلئے طہارت شرط نہیں۔

(نزل الابرار فی فقہ نبی المختار ج 1 ص 9)

اسکے علاوہ

- نواب نور الحسن غیر مقلد فرماتے ہیں

بے وضو شخص کیلئے قران کو چھونا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص 15)

اسی فتوے پر آج کے تمام غیر مقلدین عمل کرتے ہیں اوریہی فتوی لوگوں کو دیتے پھرتے ہیں اور ان کی جاہل عوام اپنے علماء سے یہ فتوی لے کر اسے قرآن حدیث سمجھ کر آگے جا کر تحقیق تحقیق کے نعرے لگاتی پھرتی ہے۔ حالانکہ یہ فتویٰ قرآن وحدیث کے بلکل خلاف ہے ۔
دعوی قرآن وحدیث کا مگر خود اس کے منکر ہیں۔

(آیت نمبر 11)

وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرآنُ فَاسْتَمِعُوا لَہٗ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الآعراف 204)

ترجمہ

اور جب قرآن پڑھا جاتا جائے تو اسے غور سے سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فرقہ اہل حدیث اس آیت کا مطلقاً منکر ہے وہ یہ کہتا ہے کہ یہ حکم کفار کیلئے ہے ہمارے لئے نہیں یعنی کفار کو اللہ یہ حکم دے رہے ہیں کہ اے کافرو جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنا کرو اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم ہو اور اگلی آیت

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (الآعراف 205)

اور اپنے رب کا صبح و شام ذکر کیا کرو، اپنے دل میں بھی، عاجزی اور خوف کے (جذبات کے) ساتھ اور زبان سے بھی، آواز بہت بلند کیے بغیر ! اور ان لوگوں میں شامل نہ ہوجانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یعنی کہ ان کے نزدیک یہ حکم کفار کیلئے ہے کہ قرآن جب پڑھا جائے تو خاموش رہیں اور اللہ یہ کافروں کو کہہ رہا ہے کہ ان پر رحم ہو گا اور اللہ یہ کافروں کو کہہ رہا ہے کہ وہ اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کریں ۔ العیاذ باللہ

فرقہ اہل حدیث نہ صرف عوام بلکہ ان کے سارے علماء بھی معذرت کے ساتھ لیکن کہنا پڑھ رہا ہے کہ اس قدر احمق ہیں کہ آج تک وہ یہی سمجھتے آرہے ہیں کہ یہ حکم کفار کیلئے ہے کفار کے لئے ہیں مسلمانوں کیلئے نہیں۔ جب قرآن کی قرات ہو رہی ہو تو مسلمانوں کو کان لگا کر سننے کی ضرورت نہیں نہ چپ رہنے کی ضرورت ہے۔

ذرا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے کیا اللہ کافروں کو یہ کہہ رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنا کرو اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم ہو؟ کیا اللہ کافروں کو کہہ رہا ہے کہ صبح شام اللہ کا ذکر کیا کرو؟

دعویٰ قرآن وحدیث کا ہے تو کسی حدیث میں دیکھا دیں کہ آپ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اس آیت میں خطاب کافروں کو ہے۔

اگر کوئی غیر مقلد اب تک یہی مانتا آیا تھا کہ اللہ نے یہ حکم کفار کو دیا ہے تو اُسے چاہئے کہ فوراً توبہ کرے اور اپنے بقیہ غیر مقلد دوستوں کو بھی توبہ کروائے جنہوں نے اپنے جاہل مولویوں کو اللہ رسول سمجھ کر ان کی اندھی پیروی شروع کر رکھی ہے اور زبان پر تحقیق تحقیق کے نعرے لگا رہے ہیں۔

آیت کا معنی

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، أنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَنْمَاطِيُّ، بَغْدَادِيٌّ، نا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، نا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، نا أَيُّوبُ، عَنْ مَنْصُورٍ، ثُمَّ لَقِيتُ مَنْصُورًا، فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ: " أَنْصِتْ لِلْقُرْآنِ كَمَا أُمِرْتَ ؛ فَإِنَّ فِي الْقِرَاءَةِ لَشُغْلًا وَسَيَكْفِيكَ ذَلِكَ الْإِمَامُ

(اسناد صحیح)

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرو جیسا کہ تمہیں حکم دیا ہے کیونکہ خود پڑھنے کی وجہ سے امام کی قرات سننے سے آدمی رہ جاتا ہے اور امام کا پڑھنا ہی تمہیں کافی ہے۔

(الکتاب: کتاب القراءۃ ص 109 الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت)

(الکتاب: المصنف عبد الرزاق ج2 ص 137 الناشر: المکتب الإسلامي - بیروت)

ایک راوی عبد الوہابؒ جو الحافظ الامام اور ثقہ ہیں ۔ (تذکرہ ج 1 ص 295) آخری عمر میں ان کے دماغ میں کچھ فتور آگیا تھا (تقریب ص249) لیکن اس فتور کے زمانے میں انہوں نے کوئی روایت بیان نہیں کی۔(میزان الاعتدال ج2 ص 161)

لہذا اس کی سند بلکل صحیح ہے۔

عبداللہ ابن مسعودؓ، کون؟

اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلمین قرآن میں سب سے پہلا نمبر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا بیان کیا ہے۔ (بخاری مسلم) اور فرمایا ہے کہ جس چیز کو تمہارے لئے عبد اللہ بن مسعود پسند کریں میں اسی پر راضی ہوں ۔ (مستدرک ج3 ص319 صحیح)

ابن مسعودؓ کے فرمان سے دو ضروری باتیں معلوم ہوئیں ۔

1. امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرنی ہے
2. قرات کو سننا ہے۔

اور قرآن پاک نے بھی یہی حکم دیا ہے

فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصِتُوا

غور سے سنو اور خاموش رہو

ثابت ہوا کہ یہ میرا اور آپ کا حکم نہیں بلکہ قرآن کا یہ حکم ہے کہ امام کے پیچھے خاموش رہنا ہے۔ جبکہ غیر مقلدین نہ تو خاموش رہتے ہیں اور نہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ خاموش رہنے کا حکم اللہ نے دیا ہے، نہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے۔

اور الٹا یہ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے واجب ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ اس کے ان کے پاس نہ تو قرآن کی کوئی ایک آیت ہے نہ ہی کوئی ایک صحیح صریح مرفوع حدیث

جس کے مطلق یہ لوگ کہہ سکیں کہ ہم نے یہ حکم یہاں سے لیا ہے۔ ایک اکلوتی حدیث عبادہ بن صامتؓ والی جس کو خود ان کے اب تک کے سب سے بڑے محدث ناصر الدین البانی صاحب نے سنن ابی داؤد کی اپنی تحقیق میں ضعیف قرار دیا ہے۔

دیکھئے (سنن ابی داؤد تحقیق ناصر الدین البانی ص 144 حدیث 823)

دوسری حدیث بخاری سے پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں جبکہ مکمل حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے جس کا انہیں علم ہی نہیں۔ اس میں ہے کہ جس نے فاتحہ اور ساتھ قرآن نہ پڑھا اس کی نماز نہیں۔ یعنی یہ حدیث اکیلے نماز کیلئے ہے۔

جب یہاں بھی ان کی دال نہیں گلتی تو شافعیوں اور حنبلیوں سے بھیک مانگنے پہنچ جاتے ہیں۔ کہ وہ قرات کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے امام کے مذہب کے پابند ہیں اگر ان سے خطا بھی ہو گئی تو انہیں ایک اجر ملے گا۔

نیز آج شافعی اور حنبلیوں میں سے کوئی بھی امام کے پیچھے قرآت کے فرض یا واجب ہونے کا قائل نہیں وہ صرف ظہر عصر میں پڑھتے ہیں وہ بھی واجب یا فرض سمجھ کر نہیں اور بقیہ نمازوں میں نہیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔

اور احناف کا استدلال ہے کہ اس میں سب نمازیں ہیں کیونکہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اس میں جہری نمازیں شامل ہو گئیں اور اگے فرمایا کہ اور چپ رہو اب ظہر اور عصر میں امام کی قرات کی آواز تو نہیں آتی لیکن ہم خاموش رہتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ امام کی قرآت مقتدی کی قرآت کیلئے کافی ہے

اس کے مقابلے میں یہ لامذہب فرقہ امام کے پیچھے قرات کو فرض کہتا ہے (جس کی دنیا میں کوئی صحیح صریح دلیل ہی نہیں) اور جو نہیں پڑھتا اس کی نماز کو باطل قرار دیتا ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج 1 ص 54)، (فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 398)، (مقالات راشدیہ ص 67)

اس فرقے کے اِن اکابر علماء نے اپنی ناقص تحقیق سے اسے فرض واجب قرار دیا ہے اور آج کل ان پر مصیبت پڑی ہے کہ اس کی کوئی قوی دلیل کہاں سے لائیں۔ اور باوجود اس کے اِس فرقے کی عوام اپنے علماء کی ناقص تحقیق کو چھوڑنے کو تیار نہیں جنہیں اس بات کا دل سے یقین ہے وہ جماعت کی بدنامی کے ڈر سے کچھ بولتے نہیں البتہ جماعت المسلمین جو انہی سے ایک نیا فرقہ نکلا ہے ان میں سے بعض نے ہمت کر کے اس مسئلے سے رجوع کیا ہے۔

غیر مقلدین کو جب بھی یہ آیت پیش کی جاتی ہے تو بڑی بیغیرتی اور ڈھٹائی کے ساتھ پہلے کہتے یہ آیت کافروں کیلئے ہے پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو کہتے ہیں یہ آیت نماز کیلئے ہے لیکن مقتدیوں کیلئے نہیں (پھر اللہ جانے کن کیلئے ہے) پھر کہیں گے قرآن کی باقی تمام صورتیں شامل ہیں فاتحہ اس میں شامل نہیں اور اس سے بڑھ کر اگر بیغیرت ہوں تو کہہ دیتے ہیں کہ فاتحہ قرأت یعنی قرآن میں ہی نہیں۔ نعوذ باللہ

اور اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملفوظات حکیم الامت میں کہیں حضرت تھانوی کا قول ہے کہ یہ نماز کیلئے نہیں یا مقتدیوں کیلئے نہیں۔ پہلے تو ملفوظات حضرت تھانویؒ کی اپنی لکھی کتاب نہیں۔

حضرت تھانویؒ نے (امداد الفتاویٰ ج 1 ص 204) پر لکھا ہے کہ اس سے استدلال ممکن ہے اور علماء نے کیا ہے۔

(آیت نمبر 12)

حضرت یوسفؑ کا مشہور واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب زلیخا نے انہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا

مَعَاذَ اللّٰہِ إِنَّہٗ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّہٗ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (سورت یوسف 23)

ترجمہ: معاذ اللہ (تیرا شوہر عزیز) مالک ہے میرا، اور اچھی طرح رکھا ہے مجھے اس نے، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔

جبکہ فرقہ اہلحدیث نے اپنی کتاب میں لوگوں کو یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ

"جس کو زنا پر مجبور کیا جائے اس کو زنا کرنا جائز ہے اور کوئی حد واجب نہیں، عورت کی مجبوری تو ظاہر ہے مرد بھی اگر کہے کہ میرا ارادہ نہ تھا مگر مجھے قوت شہوت نے مجبور کیا تو مان لیا جائے گا اگرچہ ارادہ زنا کا نہ ہو"۔

(عرف الجادی ص 215 : از نورالحسن خان غیر مقلد)

نعوذباللہ اس فتوے کو پڑھنے کے بعد کتنے لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے۔ حالانکہ زنا قطعی طور پر حرام ہے۔

اللہ کا شکر ہے حضرت یوسفؑ کے زمانے میں اس فرقے کا وجود نہیں تھا ورنہ حضرت یوسفؑ کو بھی یہی فتویٰ دے دیتے کہ نعوذباللہ

اب ذرہ ملاحظہ کیجئے فرقہ اہل حدیث کی جڑہیں کاٹنے والا ان کا اپنا اصول

"کسی گروہ کے عقائد اس کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں"۔

(کیا علماء دیوبند اہلسنت ہیں ص 8)

یہ ایک حقیقت ہے کہ فرقہ اہلحدیث کے علماء اور اکابرین نے جو ان کے عقائد و نظریات طے کئے ہیں آج وہ اس فرقے کے منہ پر کالخ ہیں۔

فرقہ اہل حدیث کو چاہیئے کہ وہ فوراً اس مسئلے سے اعلانیہ توبہ کریں اور اگر اس مسئلے کو غلط کہتے ہیں تو اقرار کریں کہ آپ کے علماء قرآن حدیث سمجھنے سے نا اہل ہیں اور گمراہ ہوئے ہیں۔

اس فتوے کو پڑھنے کے بعد اکثر غیر مقلد جان چھڑانے کیلئے کہیں گے کہ ہم اس کے مقلد نہیں وغیرہ وغیرہ لیکن اگر اس کے مقلد نہیں تو وہ کس کا مقلد تھا وہ بھی تو آپ کی طرح غیر مقلد (لایجتہد ولایقلد) ہو کر گمراہ ہوا ہے اور یہی کہا کرتا ہو گا میں قرآن حدیث کا ماہر ہوں قرآن حدیث کا ماہر ہوں میں کسی کا مقلد نہیں اور جب آپ کے اتنے بڑے علماء اس طرح گمراہ ہوئے ہیں تو آپ کی کیا گارنٹی کے آپ ان کے راستے پر چلتے ہوئے گمراہ نہیں ہوں گے؟

کسی بھی غیر مقلد اہلحدیث کے سامنے جب ان کے بڑے بڑے علماء کی عبارات پیش کی جاتی ہیں تو یہ لوگ اپنے ان غیر مقلد علماء کا انکار کرکے خود ہی اس بات کا اقرار کرلیتے ہیں کہ ان کے وہ تمام علماء تقلید کے تارک ہو کر حق پر نہیں بلکہ گمراہ ہی تھے۔ اب اس کے بعد خود ہی فیصلہ کرلیجئے کہ کیا یہ جماعت حق پر ہے؟

(آیت نمبر 13)

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ 100)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعد والوں کے لیے صحابہ کرام کی اتباع کو رضائے الہی کا سبب قرار دیا اور بعد والوں کی فضیلت صحابہ کرام کی اتباع کے ساتھ مشروط ہے۔

چونکہ فرقہ اہل حدیث کے ہاں کسی غیر نبی امتی کی اتباع مطلقاً ناجائز اور حرام ہے جیسا یہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں اسلئے یہ آیت بھی ان کے موقف کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں میں ان سے راضی ہو گیا لیکن ہمارے یہ غیر مقلد دوست اب تک ان سے ناراض بیٹھے ہیں کہ انہوں نے کیسے کسی غیر نبی امتیوں کی اتباع کرلی۔

اللہ کا شکر ہے کہ یہ اُس دور میں نہیں تھے ورنہ صحابہ اور تابعین کو لازمی یہ کہتے کہ آپ نے ایک ناجائز کام کیا ہے جیسے آج کل کہتے پھرتے ہیں۔

(آیت نمبر 14)

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (البقرۃ 238)

ترجمہ: خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز (عصر) سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے۔

یہ آیت بھی ان کے عمل کے خلاف ہے یہ لوگ نماز میں اللہ کے سامنے ٹانگیں چوڑی کرکے ہاتھ گلے کے نیچے باندھ کر کہنیاں اٹھا کر ایسے کھڑے ہوتے ہیں کہ ایسے اگر اپنے باپ کے سامنے بھی کھڑے ہوں تو وہ بھی کہے کہ کیسے بدتمیز اکڑ کر کھڑا ہے جس طریقے سے یہ اپنے باپ کے سامنے نہیں کھڑے ہو سکتے کہ خلاف ادب لگتا ہے اُس طریقے سے یہ تمام جہاں کے بادشاہ رب کریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ کتنی بڑی بے ادبی ہے۔

اور یہ طریقہ بھی ان کا ایسے ہے کہ اس طرح سے ادب کے ساتھ کھڑے ہوا ہی نہیں جا سکتا، سینے پر یا اس سے تھوڑا اوپر ہاتھ باندھنا ہے اور بازو کو سختی سے پکڑنا ہے اور ڈانگیں ایسی چوڑھی کرنی ہیں کہ جیسے کانٹے لگے ہوں۔ کیا یہ خشوع کا تقاضا ہے کہ آدمی اپنی توجہ اللہ کی طرف رکھنے کی بجائے اپنے اور ساتھ والے کے پاؤں کی طرف رکھے؟

اور اس طریقے سے پہلے کھڑے رہتے ہیں پھر جب رکوع کی باری آتی ہے یا تو اسی طریقے پر رکوع کرتے ہیں ٹانگ پھیلا کر یا پھر رکوع سے پہلے ٹانگیں بند کر دیتے ہیں پھر سجدہ کرکے اٹھتے ہیں تو اتنی ٹانگیں دوبارہ کھول کے کھڑے ہو جاتے ہیں لگتا ہے جیسے نماز نہیں بلکہ کشتی لڑنے آئے ہوں۔

احادیث میں صف سیدھی کرنے کا حکم ہے نہ کہ پاؤں چپکانے کا۔

اللہ پاک ہمیں اپنے سامنے ادب کے ساتھ اور خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے ہونے کی توفیق دے آمین۔

(آیت نمبر 15)

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (البقرة 229)

ترجمہ: "طلاق دو مرتبہ ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے"۔

غیر مقلدین کا اللہ کے کلام کے ساتھ فراڈ دیکھیں

کہتے ہیں یہاں جو لفظ "مَرَّتٰنِ" استعمال ہوا ہے اس طرح سورۃ نور میں لفظ "مَرّٰتٍ" استعمال ہوا ہے جو کہ "مَرَّتٰنِ" سے نکلا ہے وہاں اس کیلئے تین الگ الگ وقت آئے ہیں،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (النور ۵۸)

"اے ایمان والو اجازت لیکر آئیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز سے پیچھے"۔

لہذا ثابت ہوا کہ "اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ" (طلاق دو مرتبہ ہے) میں بھی صرف وقفے کے ساتھ ہی دو طلاقیں دینا شامل ہے اور ایک ہی مجلس میں یا اکھٹی دو طلاقیں اس میں شامل نہیں۔

الجواب:۔

غیر مقلدین کی اللہ کی کتاب کے ساتھ کی گئی یہ تحریف کبھی ان کی دلیل نہیں بن سکتی ۔

اسلئے کہ غیر مقلدین کا اللہ پاک پر پہلے تو یہی بہتان ہے کہ "اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ" صرف وقفے کے ساتھ ہی دو طلاق دینا اس میں شامل ہے اور اکھٹی ایک ہی مجلس میں دو طلاق دے دینا اس آیت میں شامل نہیں۔ معاذ اللہ

صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ (صحیح بخاری ج ۱ حدیث:۱۶۲)

ترجمہ :۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھویا۔

یہاں پر بھی لفظ "مَرَّتَیْنِ" ہی استعمال ہوا ہے جو کہ "مرت" سے نکلا ہے جو کہ ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ ہر عضو کو دھونے کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اگر غیر مقلدین والا معنی یہاں لیا جائے جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ "مَرَّتٍ" میں ایک مجلس یا اکھٹی کوئی چیز شامل نہیں ہوتی تو "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھویا"۔ کا معنی یہ ہو گا کہ پہلے ایک ایک مرتبہ ہر عضو کو دھویا پھر دوسری مجلس میں آکر پھر ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔ جو کہ قطعاً درست نہیں ہو سکتا۔

معلوم ہوا کہ لفظ "مَرَّتٍ"، "مَرَّتٰنِ"، "مَرَّتَیْنِ" ان میں ایک مجلس بھی شامل ہے اور الگ الگ مجالس بھی شامل ہیں لہذا یہ دلیل تو ہماری بنی کہ "اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ" طلاق دو مرتبہ ہے۔(چاہے جیسے بھی دو) خواہ کوئی ایک ہی مجلس میں اکھٹی دو طلاقیں دے دے جیسا بخاری کی حدیث میں ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ ہر عضو کو دھونے کیلئے یہ استعمال ہوا ہے یا کوئی وقفے کے ساتھ الگ الگ وقت یا مختلف مجلسوں میں دو طلاق دے جیسا کہ سورۃ نور کی آیت ۵۸ میں الگ الگ وقتوں میں سلام کرنے کیلئے استعمال ہوا ہے ہر صورت "اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ" "طلاق دو مرتبہ ہے" میں دونوں باتیں شامل ہیں نہ کہ کسی ایک ہی کی قید ہے، اور کسی ایک ہی کی قید لگانا (جیسا غیر مقلدین کا مسئلہ ہے کہ اکھٹی دو یا ایک مجلس میں دو طلاقیں دو نہیں ہیں) قرآن پاک کے معنوں میں کھلی تحریف ہے، جس کا انجام جہنم ہے۔

اکھٹی تین طلاق واقع نہیں ہوگی اس مسئلہ میں فرقہ اہل حدیث کو چھانٹ چھانٹ کر دیکھا گیا لیکن ان کے پاس نہ تو قرآن پاک کی کوئی آیت ہے نہ ہی کوئی ایک صحیح صریح دلیل جو صریح ہے وہ صحیح نہیں جو صحیح ہے وہ صریح نہیں۔ اُصول ہے کہ دلیل کا دعویٰ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

اس مسئلے میں ان کے پاس ایک محمد بن اسحاق والی کوئی روایت ہے جو ایسی ضعیف روایت ہے کہ اگر اسے ضعیف نہ مانا جائے تو پھر دنیا کی کوئی حدیث ضعیف ثابت نہ ہو سکے تفصیل "حرام کاری سے بچئے" کتاب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اور دوسری صحیح مسلم کی حدیث ہے جس سے انہیں دھوکہ لگا ہے جسے انہوں نے سمجھا نہیں اور انکھیں بند کر لیں مگر اس میں بھی اکھٹی طلاق کا ذکر نہیں اور اگر اس کا معنی اپنی مرضی سے کرنا ہو تو اس حدیث کے مطابق تو الگ الگ مجالس کی طلاق بھی ایک قرار دی جا سکتی ہے۔

لیکن حقیقت میں وہ حدیث غیر مدخولہ کیلئے ثابت ہے جیسا کہ خود محدث امام نسائیؒ نے بھی اس پر غیر مدخولہ کا باب باندھا ہے۔

بَابُ: طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ

(سنن النسائي ج6 ص145 مكتب المطبوعات الإسلامية- حلب)

اور یہ ثابت بھی غیر مدخولہ کیلئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ مشہور غیر مقلد زبیر علی زئی صاحب اور ان کے کئی شاگردوں نے بھی اس مسئلے میں فرقہ اہل حدیث کو چھوڑ رکھا ہے۔

(معلوم ہوا امام نسائیؒ بھی اہلحدیث نہیں تھے اگر تھے تو آج کے یہ غیر مقلدین اہل حدیث نہیں)

یاد رہے یہ مسئلہ غیر اجتہادی ہے۔

مسئلے کی وضاحت

ہم سب کا اس پر اتفاق ہے بیوی کو ہمبستری سے پہلے تین طلاق دینے کی ضرورت نہیں ایک مرتبہ اگر کہا جائے کہ تجھے طلاق تو وہ نکاح سے نکل جاتی ہے۔ مگر مرد پر ہمیشہ کیلئے حرام نہیں ہوتی دوبارہ اسی وقت اس مرد سے نکاح کر سکتی ہے اس لئے کہ حرام تین طلاق واقع ہونے کی صورت میں ہوتی ہے ایک میں نہیں۔

اور اگر ہمبستری سے پہلے بیوی کو یوں کہا جائے کہ "تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق" تو چونکہ پہلے مرتبہ کہہ دینے نے ہی نکاح سے عورت کو نکال دیا ہے اسلئے باقی دو مرتبہ کہنا فضول جاتا ہے۔ اِسے کہا گیا کہ اس زمانے میں اگر کوئی یوں طلاق دیتا تو ایک طلاق واقع ہو جاتی۔ یہ مسئلہ کبھی نہیں بدلہ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسا ہی رہا اب بھی ایسا ہی ہے۔

اب ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو ایک ساتھ ہی کہہ دے کہ "تجھے تین طلاق" تو پھر کتنی طلاق واقع ہوں گی تو اس صورت میں اسے ایک طلاق نہیں ہو سکتی پوری تین طلاق

واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت نکاح سے نکلنے کے ساتھ ساتھ اس مرد پر حرام بھی ہو جائے گی اور دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتی۔

اب یہ جو تیسرے نمبر کی صورت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے دور میں نہ ہونے کے برابر تھی اور غیر مدخولہ کو پہلے یا دوسرے طریقے پر طلاق دی جاتی تھی لیکن جب حضرت عمرؓ کے دور میں جیسے جیسے اسلام دور دور تک پھیلتا گیا نئے نئے مسئلے پیدا ہوتے گئے لوگوں کی کثرت صحیح مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو بھی ایک لفظ سے اکھٹی تین طلاق دے کر جدا کرنے لگی تو اب طلاقیں تو تین ہی واقع ہو رہی تھیں تو حضرت عمرؓ نے بھی اسی کو نافذ کر دیا اور لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ غیر مدخولہ بھی اکھٹی تین طلاق کے بعد حرام ہو جاتی ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ غیر مدخولہ کو جس طرح الگ الگ کر کے تین طلاق دینا ایک شمار ہوتا ہے ایسے ہی اکھٹی تین دینا بھی ایک شمار ہو گا۔

مثال کے طور پر

متعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی پابندی لگ گئی تھی مگر بعض کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہیں بھی حضرت عمرؓ نے ایسے ہی آگاہ کیا

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُا كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنْ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ الْأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ حَتَّى نَهَى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ (رض) سے روایت ہے کہ ہم ایک مٹھی کھجور یا ایک مٹھی آٹے کے عوض مقررہ دنوں کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابوبکر (رض) کے زمانہ میں متعہ کر لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر (رض) نے عمرو بن حریث کے واقعہ کی وجہ سے متعہ سے منع فرما دیا۔

(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 923)

غیر مقلدین صحیح مسلم سے جو حدیث پیش کرتے ہیں

و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ أَلَمْ يَكُنْ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً فَقَالَ قَدْ كَانَ ذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ تَتَايَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ

اسحاق بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب سختیانی، ابراہیم بن یسرہ، حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ ابوالصہباء نے ابن عباس (رض) سے کہا اپنے دل سے یاد کر کے بتاؤ کیا تین طلاق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ اور ابوبکر (رض) کے دور میں ایک نہ ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا ایسے ہی تھا جب زمانہ عمر میں لوگوں نے پے در پے طلاقیں دینا شروع کردیں تو آپ نے ان پر تین طلاق نافذ ہونے کا حکم دے دیا۔

(صحیح مسلم:جلد دوم:حدیث نمبر 1182)

دیکھئے اس حدیث میں ایک مجلس یا اکھٹی کی کوئی قید نہیں اگر مرضی کا مطلب لینا ہے تو پھر یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ الگ الگ مجالس کی دین طلاق بھی ایک ہوتی تھیں اس زمانے میں۔

یہی حدیث مکمل سنن ابی داؤد میں موجود ہے جس میں تصریح ہے کہ یہ حدیث غیر مدخولہ کیلئے ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلَى كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فِيهَا قَالَ أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: محمد بن عبدالملک بن مروان، ابونعمان، حماد بن زید، ایوب، حضرت طاؤس (رض) سے روایت ہے کہ ابوالصہباء نامی ایک شخص حضرت عباس (رض) سے کثرت سے مسائل پوچھا کرتا تھا ایک دن اس نے پوچھا کہ کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر (رض) کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر (رض) کے ابتدائی عہد خلافت میں جب کوئی شخص دخول سے قبل عورت کو تین طلاقیں دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار ہوتی تھی حضرت ابن عباس (رض) نے جواب دیا ہاں مجھے معلوم ہے جب کوئی شخص دخول (جماع) سے قبل عورت کو طلاق دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار کی جاتی تھی عہد رسالت میں عہد صدیقی میں اور عہد فاروقی کے ابتدائی دور میں لیکن جب عمر فاروق نے یہ دیکھا کہ لوگ کثرت سے تین طلاقیں دینے لگے ہیں تو انہوں نے فرمایا میں ان تینوں کو ان پر نافذ کروں گا

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: حدیث نمبر 435 اسنادہ: صحیح)

یہ حدیث بلکل صحیح ہے لیکن غیر مقلدین کا اس پر احمقانہ اعتراض ملاحظہ کیجئے

کہتے ہیں ابو داؤدؒ کی اس حدیث کی سند میں "عن ایوب" کے بعد "غیر واحد" ہے جو کہ مجھول ہے۔ لہذا حدیث ضعیف ہے۔

الجواب:

غیر واحد کا مطلب ہے ایک سے زائد لوگ اسے بیان کرتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔

غیر واحد سے یہاں ابراہیم بن یسرةؒ اور ان کے ساتھی مراد ہیں۔

أَخْرَجَهَا أَبُو دَاوُدَ لَكِنْ لَمْ يُسَمِّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ يَسَرَةَ وَقَالَ بَدَلَهُ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ وَلَفْظُ الْمَتْنِ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً الْحَدِيثَ

(الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري ج9 ص 363 دار المعرفة - بيروت)

اور ابراہیم بن یسرۃؒ بالاتفاق ثقہ راوی ہیں۔

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں ثقہ ہیں، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ثقہ امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ ہیں، امام احمد بن صالح فرماتے ہیں ثقہ ، امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں ثبت حافظ ، محمد بن سعدؒ فرماتے ہیں ثقہ ، یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں ثقہ۔

(تہذیب التہذیب ج1 ص 171 الناشر: مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ)

ایسا نہیں کہ امام ابراہیم بن یسرۃؒ کسی اور مجھول سے روایت کرتے ہیں بلکہ امام ابراہیم بن یسرۃؒ بیان کرتے ہیں اسی طرح ان کی جگہ ان کے ساتھی بھی یہی کہتے ہیں جو امام ابراہیمؒ نے کہا اس لئے امام ابو داؤدؒ نے غیر واحد کہا صرف امام ابراہیم روایت کرتے تب بھی کافی تھا جیسا صحیح مسلم کی روایت میں عن ایوب عن ابراہیم کے بعد طاؤس ہے جبکہ غیر مقلدین نے ضعیف ضعیف کے نعرے لگا کر انصاف کو ذبح کرتے ہوئے حدیث کا ہی انکار کر دیا۔

غیر مقلدین اگر سنن ابی داؤد کی یہ روایت نہ بھی مانیں تب بھی وہ صحیح مسلم کی روایت سے اپنا موقف قیامت تک نہیں ثابت کر سکتے ان شاء اللہ کیونکہ مسلم کی روایت میں اکھٹی طلاق یا ایک مجلس کی طلاق کی طلاق کا کوئی ذکر نہیں اس سے تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اِس سے الگ الگ مجالس کی طلاق مراد ہے، اکھٹی (مدخولہ اور غیر مدخولہ) کی طلاق مراد ہے یا صرف غیر مدخولہ کی مراد ہے اور انصاف کی روشنی میں دلائل سب اسی طرح اشارہ کرتے ہیں کہ اس سے غیر مدخولہ مراد ہے۔ لہذا انہیں اپنا موقف ثابت کرنے کیلئے یہ دکھانا بہت ضروری ہے کہ کون سی طلاق مراد ہے ورنہ اس روایت کے مطابق تو کوئی غیر مقلد جو اپنی بیوی کو ایک دن میں تین الگ الگ مجلسوں میں طلاق دے دے اور بیوی چھوڑنے کا دل نہ کرے تو صحیح مسلم کی حدیث پیش کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں تین طلاق ایک ہوتی تھیں لہذا تین نہیں ایک طلاق واقع ہوئی۔

غیر مقلدین کے ہاں مدخولہ کسی بھی طریقے پر حرام نہیں ہو سکتی۔ لیکن غیر مدخولہ حرام ہو سکتی ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ اسے یوں طلاق دی جائے "تجھے تین طلاق" اس طریقے پر اس پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ اگر "طلاق، طلاق، طلاق" کہہ کر طلاق دی جائے تو ظاہر سی بات ہے پہلی مرتبہ "طلاق" کہنے پر ہی وہ نکاح سے نکل جائے گی اور باقی دو مرتبہ طلاق کہنا فضول جائے گا اسلئے اس طرح اس پر تین طلاق واقع نہیں ہوں گی۔

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي، نا أَبُو الْعَبَّاسِ، أنا الرَّبِيعُ، أنا الشَّافِعِيُّ، أنا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: "إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ, فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ "الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ

ترجمہ:۔ حضرت معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمرؓ کی مجلس یں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت محمد بن ایاس بن بکیرؒ تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ایک دیہاتی گنوار نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی (جس سے ابھی تک ہمبستری نہیں کی گئی) کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے فرمایا جا کر عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھو میں ابھی ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ کے آیا ہوں مگر جب ان سے سوال کر چکو تو واپسی پر ہمیں بھی مسئلہ سے آگاہ کرنا جب سائل ان کے پاس حاضر ہوا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ فتویٰ دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق اس سے علیحدگی کیلئے کافی تھی اور تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے، "حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" (الایۃ) "حتی کہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کر لے"۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔ کہ تین طلاق اس پر واقع ہو گی ہیں۔

(السنن الکبری للبیھقی جلد 7 ص 549 ؛ صحیح)

غور کیجئے یہاں ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن عباسؓ وہی صحابی ہیں جن سے غیر مقلدین مسلم کی حدیث لیتے ہیں اگر واقعی مسلم کی حدیث کا وہ مطلب ہوتا جو غیر مقلدین کرتے ہیں تو ابن عباسؓ یہاں کیوں نہ بیان کرتے؟ اور یہ بھی غور کیجئے حضرت ابو ہریرہؓ نے جو اس پر شرط لگائی ہے وہ قرآن پاک سے نکال کر لگائی ہے کہ وہ تب تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے۔ اگر اکھٹی تین طلاق کا یہ فتویٰ حضرت عمرؓ کو ہوتا تو پھر قرآن کی آیت کس لئے پیش کرتے؟ معلوم ہوا یہ حکم اللہ کا ہے کسی کی ذاتی رائے نہیں۔

اور ایک بات بھی معلوم ہو گئی یہ صحابہ بھی اہل حدیث نہیں تھے اگر تھے تو پھر آج کہ یہ غیر مقلدین اہل حدیث نہ ہوئے۔

نا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ , نا أَبُو الْأَزْهَرِ , نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ , أنا ابْنُ جُرَيْجٍ , أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ , عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفًا , فَقَالَ: «يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثٌ وَتَدَعُ تِسْعَمِائَةٍ وَسَبْعًا وَتِسْعِينَ»

ترجمہ: سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دے دیں تو ابن عباسؓ نے فرمایا تین اس کیلئے کافی ہیں باقی نو سو ستانوے چھوڑ دے۔

(سنن الدارقطني ج 5 ص 24 : صحیح)

یہ روایت بلکل صحیح ہے۔ شمس الحق عظیم آبادی صاحب جنہیں فرقہ اہلحدیث اپنا بہت بڑا محدث سمجھتی ہے انہوں نے بھی اس کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے۔ دیکھئے

(سنن الدارقطنی ج 5 ص 24 تعلیق شمس الحق)

اب ہمیں کس طرف جانا ہے صحابہ کرامؓ کے واضح مسئلے کی طرف جو ان شاء اللہ انہیں اور ان کے ماننے والوں کو ضرور جنت میں لے جائے گا یا پھر غیر مقلدین کے مضطرب مسئلے کی طرف؟

مسئلہ بس اتنا سا تھا لیکن فرقہ اہل حدیث کے احمق علماء کو سمجھ نہیں آیا تو انہوں نے کیا کیا گل کھلائے دیکھئے۔

فرقہ اہلحدیث کے مولوی عبد المتین میمن طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں لکھتا ہیں:

"سنت محمدی کو چھوڑ کر سنت عمرؓ کی طرف لوٹیں گے تو کفر ہے"۔(حدیث خیر و شر ص 110) العیاذ باللہ

پہلے عمرؓ کو نبی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا پھر ان کی طرف رجوع کرنے والے کو کافر قرار دیا اس میں وہ تمام صحابہ کرامؓ آگے جنہوں نے بقول ان کے حضرت عمرؓ کی پیروی کی لہذا اس احمق مولوی کے مطابق حضرت عمرؓ اور ان کے پیروا

سب کافر ہوئے۔ نعوذ باللہ

(آیت نمبر 16)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(البقرۃ 230)

ترجمہ: پھر اگر وہ اسے طلاق دیدے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے۔

اس آیت سے پہلے "اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ " کا ذکر آیا تھا یعنی طلاق دو مرتبہ ہے اسکے بعدیہ آیت ہے کہ "پھر اگر اسے طلاق دیدے (یعنی تیسری طلاق) تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے"۔

فرقہ اہلحدیث اس آیت کو مسلکی مجبوری کے تحت مخصوص کرتا ہے جب کہ اس کو مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں لہذا اس آیت کو مخصوص کرنا بلکل جائز نہیں اس آیت سے واضح معلوم ہوگیا کہ اگر

کوئی شخص دوسری طلاق کے فوراً بعد تیسری طلاق دیدے یا دوسری طلاق کے بعد وقفے کے ساتھ تیسری طلاق دیدے تو وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ وَحُجَّةُ الْجُمْهُورِ فِي اللُّزُومِ مِنْ حَيْثُ النَّظَرُ ظَاهِرَةٌ جِدًّا وَهُوَ أَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لِلْمُطَلِّقِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ مَجْمُوعِهَا وَمُفَرَّقِهَا لُغَةً وَشَرْعًا

ترجمہ: قرطبیؒ نے کہا جمہور کی دلیل یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں وہ اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور لغۃ و شرعاً اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تین طلاقیں اکھٹی ہوں یا الگ الگ۔

(فتح الباري لابن حجر ج 9 ص 365 الناشر: دار المعرفة -بيروت)

صحابہ کرامؓ کا قرآن پاک سے استدلال

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جو ہم نے اوپر بھی پیش کی

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي، نا أَبُو الْعَبَّاسِ، أنا الرَّبِيعُ، أنا الشَّافِعِيُّ، أنا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: " إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ, فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ " الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ " وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ

ترجمہ:۔ حضرت معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمرؓ کی مجلس یں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت محمد بن ایاس بن بکیرؒ تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ایک دیہاتی گنوار نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی (جس سے ابھی تک ہمبستری نہیں کی گئی) کو تین طلاقیں

دے دی ہیں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے فرمایا جا کر عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھو میں ابھی ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ کے آیا ہوں مگر جب ان سے سوال کر چکو تو واپسی پر ہمیں بھی مسئلہ سے آگاہ کرنا جب سائل ان کے پاس حاضر ہوا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ فتویٰ دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق اس سے علیحدگی کیلئے کافی تھی اور تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے، "حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" (الایۃ) "حتی کہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے"۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(السنن الكبري للبيهقي جلد7 ص549 ؛ صحیح)

غیر مدخولہ عورت غیر مقلدین کے ہاں کسی طریقے پر بھی حرام نہیں ہو سکتی لیکن غیر مدخولہ کے حرام ہونے کا بھی طریقہ ہے وہ یہ کہ اسے ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دے دی جائیں، یعنی کہا جائے تجھے تین طلاق اگر الگ الگ کہہ کر تین طلاق دی جائیں یعنی طلاق طلاق طلاق کہہ کر تو پہلی طلاق سے ہی وہ عورت نکاح سے نکل جائے گی دوسری دو بیکار جائیں گی کیونکہ غیر مدخولہ کو علیحدہ کرنے کیلئے ایک طلاق کافی ہوتی ہے اس سے وہ نکاح سے نکل جاتی ہے۔

یہاں حضرت ابوہریرہؓ فرما رہے ہیں کہ وہ حرام ہو گئی ظاہر سی بات ہے اب حرام ہونے کی ایک ہی صورت ہے۔ اکھٹی ایک لفظ کے ساتھ

غور کیجئے حضرت ابوہریرہؓ نے جو اس پر شرط لگائی ہے وہ قرآن پاک سے نکال کر لگائی ہے کہ وہ تب تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے۔ معلوم ہوا یہ حکم اللہ کا ہے۔ اوراللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔

اور ایک بات بھی معلوم ہو گئی یہ صحابہ بھی اہل حدیث نہیں تھے اگر تھے تو پھر آج کا یہ فرقہ اہل حدیث قطعاً نہیں۔دوسرا یہ کہ فرقہ اہل حدیث اس آیت کا مذاق بھی اڑاتے ہیں تین طلاق دینے کے بعد غیر مقلد آدمی اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا ہے اور پھر ساری عمر زنا کرتا رہتا ہے اور جو یہ کہے کہ وہ

عورت تب تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے یہ حلالہ ہے یہ فلاں ہے اگرچہ خود زنا میں بتلا ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ باربار طلاق دینا اور باربار رجوع کرلینے کا بھی فتویٰ علماء فرقہ اہل حدیث نے دے رکھا ہے۔

سائل نے ایک غیر مقلد مولوی عبد اللہ ویلوری سے سوال پوچھا۔

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ۔ اس کے بعد 10 یوم زید نے رجوع کر لیا پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ تنازع ہونے کی صورت میں اس نے طلاق دے دی۔ آٹھ یوم کے بعد پھر رجوع کر لیا۔ اس نے چار پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ طلاق دے دی اور رجوع کر لیا زید کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟ اب پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

جواب:

صورت مسئولہ میں رجوع کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ دو گواہوں کے ربرو رجوع کرکے بیوی کو آباد کر سکتا ہے

(فتاویٰ جات ص 482) اس احمق مولوی نے تین طلاق کی حد ہی ختم کر دی جو کہ شریعت نے ہمیں دی تھی۔

اب کوئی غیر مقلد صبح شام بیوی کو طلاق دیتا پھرے اور رجوع کرے بیوی اس کے لئے حلال ہے۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ وکٹورین غیر مقلدین کے عجیب و غیریب قیاس ۔کہتے ہیں اکھٹی تین طلاق دینا حرام ہے لہذا واقع نہیں ہوگی۔ اگر اکھٹی تین طلاق حرام ہونے کی وجہ سے واقع نہیں ہوں گی تو اکھٹی تین طلاق دینے سے یہ ایک کیسے واقع ہوجاتی ہے دوسرا حالت حیض میں ایک طلاق دینا بھی حرام ہے لیکن غیر مقلد بھی مانتے ہیں کہ یہ واقع ہو جائے گی۔ اب یہ حرام ہے اور واقع مان رہے ہو۔

تو وہاں تین طلاق کا وقوع کیوں نہیں مان رہے صرف ہٹ دھرمی اور احناف کی مخالفت مقصود

ایک دن میں تین الگ الگ مجلسوں میں بھی طلاق دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا کہ اکھٹی تین طلاق دینا لیکن پھر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔، غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ طلاق واقع ہو گئی؟

اسی طرح ایک بڑ اور بھی مارتے ہیں کہتے ہیں نماز غلط وقت پر پڑھنا حرام ہے لہذا یہ ادا بھی نہیں ہوتی، لہذا طلاق بھی نہیں ہوئی وہی جواب حالت حیض بھی غلط وقت ہے اس میں دی گئی ایک طلاق کو کیسے واقع مان لیتے ہو؟؟؟جو غلط قیاس یہ لوگ کرتے ہو اس سے ان کا دوسرا مسئلہ خود ہی رد ہوتا جاتا ہے۔

قران حدیث قران حدیث کے زبانی دعوے کرنے والوں کی یہ حالت بھی ہوتی جب ان کے پاس نہ قرآن ہوتا ہے دلیل کیلئے نہ حدیث پھر یہ قرآن حدیث کے خلاف قیاسات کرتے ہیں۔

اب اس سب کے بعد کون کہے کہ یہ جدید گمراہ ٹولہ قرآن حدیث والا ہے؟

اللہ پاک سمجھ کی توفیق دے آمین

(آیت نمبر 17)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا

ترجمہ: "اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو انکو طلاق دو اُنکی عدت پر اور گنتے رہو ان کی عدت

اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا مت نکالو اُنکو اُنکے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح بے حیائی اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اُس نے برا کیا اپنا اور اُسکو کیا خبر تھی شاید اللہ پیدا کر دیتا اُس طلاق کے بعد کوئی صورت "

(الطلاق 1)

قرآن کریم میں اجمالاً اور حدیث میں تفصیلاً یہ بتایا گیا ہے کہ عورتوں کو طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دے دوسرے میں دوسری طلاق دے، تیسرے طہر میں تیسری ۔ اور فرمایا

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ

"جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا"۔

حدود اللہ سے تجاوز تب ہو گا جب اکھٹی تین طلاق دیدے اور تینوں واقع ہو جائیں اگر اکھٹی تین طلاق سے ایک طلاق واقع ہو تو یہ نہ حدود اللہ سے تجاوز ہو سکتا ہے نہ اپنے نفس پر ظلم۔ حدود اللہ سے تجاوز اور اپنے نفس پر ظلم اسی صورت ہوتا ہے جب کوئی شخص اکھٹی تین طلاقیں دیدے اور پھر رجوع نہ کر سکے۔ پھر کہے فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

آیت کے آخری حصے پر غور کیا جائے تو اس سے بھی واضح طور پر یہی ثابت ہوتا ہے۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا

"ممکن تھا کہ اللہ پیدا کر دیتا اس طلاق کے بعد کوئی صورت"۔

اگر تین طہروں میں الگ الگ طلاق دینے کا ارادہ ہو تو ممکن ہے کہ پہلی یا دوسری طلاق کے بعد اس طلاق دینے والے کے دل کو اللہ نرم فرما دیں اور اسی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور اس وقت اس کے پاس رجوع کی بھی گنجائش ہے۔ لیکن اگر کوئی اکھٹی تین طلاق دیدے تو پھر اسکے پاس کوئی گنجائش نہیں۔

سورۃ طلاق کی اس آیت کے بعد اگلی آیت میں آتا ہے کہ

(آیت نمبر 18)

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

(الطلاق 2)

ترجمہ اور جو کوئی (طلاق دینے میں) اللہ سے ڈرتا ہے (یعنی شرعی طریقے کے مطابق طلاق دیتا ہے) تو اللہ تعالٰی اس کیلئے راستہ نکال دیتا ہے۔

یعنی اگر کوئی آدمی اللہ تعالٰی سے ڈرے اور شرعی طریقے کے مطابق تین طہروں میں متفرق طور پر طلاق دے رو اس کیلئے اللہ نے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش رکھی ہے۔ ممکن ہے کہ بندہ پہلی طلاق کے بعد سمجھ لے کہ اس نے غلطی کی ہے طلاق نہیں دینی تھی یا پھر دوسری طلاق کے بعد سمجھ لے تو اللہ نے اس کیلئے رجوع کی گنجائش رکھی ہے وہ دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔چونکہ اس آیت میں رجوع والی گنجائش کو اللہ تعالٰی سے ڈرنے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالٰی نے اس کیلئے گنجائش رکھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اللہ سے نہ ڈرے اور خلاف شرع اکھٹی تین طلاق دیدے تو اس کیلئے رجوع کی کوئی گنجائش نہیں۔

اگر اللہ سے ڈرنے اور نہ ڈرنے دونوں صورتوں میں رجوع کر سکتا ہوتا تو اللہ تعالٰی سے ڈرنے کی شرط اور گنجائش والی بات بے معنی اور بے فائدہ جاتی۔ (نعوذ باللہ من ذلک) لیکن ہم اللہ کے کلام کی ایک آیت بھی بے معنی اور بے فائدہ نہیں سمجھتے جبکہ غیر مقلدین اس کے بر عکس ہیں۔

وَأَمَّا الْأَثَرُ الَّذِي أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ، أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاسَةَ، نا أَبُو دَاوُدَ، نا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، نا إِسْمَاعِيلُ، أنا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ اللهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ: {وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا} [الطلاق: 2] وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللهَ فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ

ترجمہ: مجاہدؒ کہتے ہیں میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباسؓ خاموش رہے حتی کہ ہم نے یہ گمان کیا شاید وہ اس عورت کو واپس اسے دلانا چاہتے ہیں مگر ابن عباسؓ نے فرمایا تم خود حماقت کا ارتکاب کرتے ہو اور پھر کہتے ہو اے ابن عباس ! اے ابن عباس ! اور اللہ عزوجل نے فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (الایۃ) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے

اور تو اللہ سے نہیں ڈرا پس میں تیرے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

(السنن الكبرى للبيهقي ج 7 ص 542 : صحیح)

ظاہر سی بات ہے یہاں اکھٹی تین طلاق ہی دی گئیں تھی تب ہی تو ابن عباسؓ نے اسے ڈانٹا اور قرآن کی آیت بطور دلیل دی اور یہ وہی ابن عباسؓ ہیں جن سے غیر مقلد مسلم کی حدیث پیش کرتے ہیں۔

ایک اور روایت ہے کہ

- نا أَبُو بَكْرٍ (النيسابوري) , نا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ , نا حَجَّاجٌ , نا شُعْبَةُ , عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ , وَابْنِ أَبِي نَجِيحٍ , عَنْ مُجَاهِدٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً , قَالَ: «عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَيَجْعَلْ لَكَ مَخْرَجًا»

ترجمہ: مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے ایک آدمی کا پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدی ہوں تو فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گی تَتَّقِ اللَّهَ فَيَجْعَلْ لَكَ مَخْرَجًا کیونکہ تو اللہ سے نہیں ڈرا پس تیرے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

(سنن الدارقطني ج 5 ص 24 : صحیح)

یہ روایت بلکل صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس آدمی نے سو طلاقیں ایک ہی مجلس میں دیں تھیں یا سو طلاقیں سو الگ الگ مجلسوں مین دے کر آیا تھا ؟ یقیناً ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو "تجھے سو طلاقیں" کہہ کر آیا تھا اور ابن عباسؓ جو قرآن کی آیت اسے یاد دلا رہے ہیں کہ تمہارے لئے کوئی گنجائشن نہیں، معلوم ہوا ہم ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور مفسر قرآن کے طریقہ پر قرآن پاک کو سمجھنے والے ہیں اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے الحمد للہ۔

اگر آج کسی غیر مقلد وکٹورین سے پوچھا جائے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے تو کتنی ہوں تو وہ کہے کہ ایک ہوگی دوبارہ رجوع کرلو۔ اسلئے ہم اس فرقے کو جدید فرقہ کہتے ہیں اور ثابت بھی ہو رہا ہے کہ یہ ماضی قریب کی پیداوار ہے صحابہ سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ اولیاء تابعین وغیرہ سے بھی کوئی تعلق نہیں ۔ اس زمانے میں یہ کہاں تھے؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ دکھائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

...... * ...... * ...... * ...... *

غیر مقلدین کا احادیث مبارکہ سے تعارض

اس عنوان کے تحت ہم غیر مقلدین کے چند وہ مسائل ذکر کریں گے جس وہ معاذ اللہ حدیث سے ٹکراتے ہیں انکے ہاں مسئلہ کچھ اور ہے اور حدیث میں مسئلہ کچھ اور ہے۔

- **قرآن وحدیث کا مسئلہ:**

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن بھیجا۔ اور فرمایا کہ تم انہیں یہ شہادت دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اس کو مان لیں تو انہیں یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو

دی جائے گی۔ (صحیح بخاری ج احدیث ۱۳۳۵)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

غیر مقلدین کے نزدیک زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(بدور الاہلہ ص102)

- **قرآن کا مسئلہ:**

اور تم عورتوں سے اس وقت مباشرت نا کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔

(سورۃ البقرہ 187)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

حالت اعتکاف میں بغیر شہوت کے مباشرت کی تو کوئی مضائقہ نہیں (نزل الابرار جلد 1 ص238)

- **قرآن کا مسئلہ:**

ترجمہ: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے

ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے بیشک ان پر

کوئی الزام نہیں لیکن جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں تو

ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

(سورۃ المومنون آیت 7-5)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ :

نظر بازی کا خطرہ ہو تو مشت زنی واجب ہے (عرف الجادی ص207)

العیاذ باللہ یہ اسی طرح ہے کہ اگر شراب کے نشے کا خطرہ ہو تو چرس پینی واجب ہے۔

- **قرآن وحدیث کا مسئلہ:**

قرآن ترجمہ : اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا (النساء 115)
حدیث اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ المستدرک الحاکم ج1161 سند صحیح)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ کا دین میں حجت ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ (مکالمات نورپوری ص ۸۵) کیا یہ قرآن و حدیث کے نام پر بہت بڑا جھوٹ نہیں ؟؟

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اپنی زبان سے فرمایا کہ اللہ میری امت کو بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اب اگر کوئی غیر مقلد تقیہ بازی کرکے کہتا ہے کہ میں اجماع کو مانتا ہوں تو ذرا بتادے

کہ اسے کیسے پتا چلتا ہے کہ کس مسئلہ پر اجماع ہے۔ کیونکہ بعد میں کتنے مسائل کو وہ یہ جھوٹ بول کر چھوڑے گا کہ یہ قرآن حدیث کے خلاف اجماع ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اجماع کے بھی منکر ہیں۔

- **حدیث کا مسئلہ:**

احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون نہیں ہے اس کا ترک کرنا افضل ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہی سنت سمجھ کر پڑھنے کو مکروہ جانا ہے، اور یہ صرف ابتداء ہی میں پڑھی جاتی تھی۔ (صحیح بخاری ج اص ۱۵۱ ، سنن ابی داؤد جلد اص ۱۸۲ ، کتاب الاثار ص ۳۲، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۳۵، کشف الاستارج اص ۳۳۷طبرانی ج ۲ ص ۱۴۱)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

لیکن ان احادیث اور اثار کے خلاف غیر مقلدین کی ناقص تحقیق یہ ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل پڑھنا سنت ہے ، صرف یہی نہیں بلکہ انہیں سنت نہ سمجھنے والا ظالم اور بدعتی ہے۔
(فتاوی علمائے حدیث ج ۳ ص ۲۳۲)

- **حدیث کا مسئلہ:**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو ضامن قرار دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اسکی نماز صحیح ہو گی تو مقتدیوں کی بھی صحیح ہوگی ، اور اگر اس کی نماز فاسد ہو تو مقتدیوں کی بھی فاسد ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امانت دار ہوتا ہے، اس لئے اللہ امام کو ہدایت دے اور مؤذن کو معاف فرمائے۔ (مسند احمد جلد حدیث ۴۳۴۱)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

مولوی وحید الزمان جو کہ مسلک غیر مقلدیت کے امام اہل حدیث ہیں۔ (مجموعہ مقالات پر سلفی جائزہ ص ۶۳۵) فرماتے ہیں ۔ امام حالت جنابت یا بغیر وضو کے نماز پڑھادے یا کسی وجہ سے اس کی نماز

فاسد ہو جائے تو فقط امام اپنی نماز لوٹائے مقتدیوں کو لوٹانے کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی امام کا ذمہ ہے کہ وہ مقتدیوں کو یہ بتائے کہ میں نے اس حالت میں نماز پڑھادی ہے۔

(نزل الابرار جلد، ص ۱۰۱)

- **حدیث کا مسئلہ:**

احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں دونوں قعدوں میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قعدوں میں بیٹھنے کا معمول یہی تھا۔

ترمذی ج1ص ٦٥ ، طحاوی ج اص ۱۷۸، مسلم ج اص ۱۹۴ ، نسائی ج اص ۱۳۰ ، سنن کبری اللبیقی ج ۲ ص ۱۲۰، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۸٦ ، بخاری ج 1ص (114)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

ان تمام احادیث و تصریحات کے خلاف غیر مقلدین پہلے اور دوسرے قعدہ میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں قعدہ اولی میں تو دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پر ہی بیٹھا جائے البتہ دوسرے قعدہ میں توقف کیا جائے عذر ہو یا نہ ہو اور رکا ضرور جائے۔ (دستور المتقی صفحہ ۱۰۲)

- **حدیث کا مسئلہ:**

احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ نماز میں پہلی رکعت کے سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت سنت یہ ہے کہ زمین سے پہلے چہرہ اٹھائے پھر دونوں ہاتھ زانوں پر رکھ کر گھٹنے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہوتے ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ ہاتھ زمین پر ٹیکے بغیر کھڑے ہوتے تھے صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے نماز میں زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ، ابو داؤد ج 1ص142 ـ132)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

لیکن ان احادیث و آثار کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ نماز میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے ہوئے ہی اٹھانا چاہیئے ان کے ہاں عذر و غیرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔

(دستور المتقی صفحہ (۱۰) نوٹ: غیر مقلدین کی احادیث کے خلاف امام احمد کی ایک روایت کی تقلید ہے جو صرف بوڑھا پائی کی حالت پر یا بیان جواز پر محمول ہے۔

- **حدیث کا مسئلہ:**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت کی جسے خاوند حکم دے تو وہ فورا تسلیم کرے اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے اور اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔

(سنن نسائی جلد 2 حدیث 1144 سند صحیح)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج (شرم گاہ) تنگ ہو یا جو شہوت کے غلبے سے دانت رگڑ رہی ہو۔

(لغات الحدیث پ6 ص 428)

کیا اب بھی آپکو لگتا ہے کہ غیر مقلد وکٹورین کی سمجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہے۔ یا اپنی ناپاک ذہنیت کے مطابق ہے۔

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پیشاب (کی پلیدی) سے صاف رہا کرو کیونکہ عذاب قبر کا بڑا حصہ اسی وجہ سے ہے۔

(سنن دارمی جلد اص ۲۳۱)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

حیوانات کا پیشاب پاک ہے خواہ حلال جانور کا ہو یا حرام کا۔

نزل الابرار من فقہ بی المختار ص ۴۹)

- **حدیث کا مسئلہ:**

احادیث سے ثابت ہے کہ دوران نماز قہقہہ لگانے سے جس طرح نماز ٹوٹ جاتی ہے ایسے ہی وضوٹوٹ جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز قہقہہ لگانے والوں کو وضواور نماز دونوں کے لوٹانے کا حکم دیا۔ (عن ابی موسی رواہ الطبراني في الكبير مجمع الزوائدج اص ۲۴۶)، (عن ابي العالیۃ، مصنف عبد الرزاق ج اص ۳۷۹) عن الحسن البصري کتاب الآثار للامام ابی حنیفۃ بروایۃ الامام محمد ص ۳۵)، عن الحسن عن معبد، کتاب الاثار للامام ابی حنیفۃ بروایتۃ الامام ابی یوسف ص ۲۸)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (نزل الابرار من فقہ نبی المختار ج 1 ص 19)

- **حدیث کا مسئلہ:**

کتا ایک نجس جانور ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے سات مرتبہ دھونے سے پاکیزگی حاصل ہوگی ان میں سے پہلی مرتبہ مٹی سے دھو لو۔ (صحیح مسلم ج احدیث ۶۵۱)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

گدھی کتا، اور سوری کا دودھ پاک ہے۔ (بدر الاہ ص ۱۸)

از مشہور معروف غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان مولوی وحید الزمان جو کہ مسلک غیر مقلدیت کے امام اہل حدیث ہیں۔ (مجموعہ مقالات پر سلفی جائزہ ص ٦٣٥)

فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ کتے کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے یا ناپاک اور حق بات یہ ہے کہ ان کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے۔
نزل الابرار من فقہ نبي المختار جلدا ص ٣٩-٥٠)

- **حدیث کا مسئلہ:**

نماز کیلئے لباس کا پاک ہونا شرط ہے۔

(سنن ابی داؤد جلد 1 حدیث 647 سند صحیح)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ :

نماز صحیح ہونے کیلئے بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔ (بدور الاملہ ص ٣٨)
ناپاک کپڑے جن پر پیشاب، پاخانہ) میں نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص 22)
نامعلوم خدا کے سامنے ناپاکی کی حالت میں جانا کیسے گوارا کرلیتے ہیں عام مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

- **حدیث کا مسئلہ:**

سب سے زیادہ دین جاننے والا امامت کا حق دار ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قوم کی امامت وہ آدمی کرائے جو کتاب اللہ کو زیادہ پڑھنے والا ہو، پس اگر وہ قرآت میں برابر ہوں تو پھر وہ آدمی جماعت کرائے جو سنت کا علم زیادہ رکھتا ہے۔ صحیح مسلم ابو داؤد، ترمندی، نسائی، ابن ماجد)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

وحید الزمان جو کہ غیر مقلدیت کے امام اہل حدیث ہیں (مجموعہ مقالات پر سلفی جائزہ 563
فرماتے ہیں:۔ رافضی خارجی، معتزلی، سب کے پیچھے نماز جائز ہے۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء

اللہ امرتسری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھتے بھی رہے (فیصلہ مکہ ص36)

- **حدیث کا مسئلہ:**

منی کے نکل جانے سے **غسل** واجب ہوتا ہے۔ عثمان بن عفان علی بن أبي طالب زبیر طلحہ ابو ایوب اور ابو سعید، نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علی و آلہ و سلم نے فرمایا خروج منی سے **غسل** واجب ہوتا ہے۔(سنن ابی داؤد جلد احدیث ۱۰۷)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

عورت نے صحبت کے بعد غسل کر کے نماز پڑھ لی پھر عورت کی باقی ماندہ منی باہر نکل آئی تو غسل اور نماز کا دہرانا نہیں ہے۔ نزل الابرار جلد، اص (۲۳)

- **حدیث کا مسئلہ:**

احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ مسافر حالت اطمینان میں جب کوئی تشویش اور جلدی نہ ہو تو فرض نمازوں میں قصر کے ساتھ سنتیں بھی ادا کرنی چاہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مسافرت میں فرائض کے ساتھ سنتیں بھی ادا کرتے تھے۔ (ترمذی ج اص ۱۲۳، طحاوی ج اص ۲۸۷، مجمع الزوائدج ۲ ص ۱۶۳)

اسی طرح اہلسنت والجماعت احناف کے نزدیک اگر گنجائش ہو تو **سنن** رواتب کے ادا کرنے میں ہی فضیلت ہے۔

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

لیکن ان تمام احادیث و آثار کے خلاف غیر مقلدین بغیر کسی وجہ کہ اس بات کے قائل ہیں کہ دوران سفر سنتیں معاف ہیں، اسلئے ان کا نہ پڑھنا ہی اولی بہتر ہے، چنانچہ یہ لوگ دوران سفر سنتوں و نوافل کسی حالت میں نہیں پڑھتے اور اگر کوئی پڑھ لے تو اسے روکتے ہیں۔ دیکھئے۔ (صلوۃ رسول صفحہ ۲۰۱ نزل الابرارج اص ۱۵۰)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی بالغ عورت کی نماز دوپٹہ کے بغیر قبول نہیں فرماتے۔
(سنن ابی داؤدج احدیث ۲۴۸ سند صحیح)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

نماز میں مردیا عورت کی شرمگاہ کھلی رہے تو بھی نماز صحیح ہے۔ عرف الجادی ص ۲۱ ، بدور الابلہ ص (۳۹)

جن کے علماء کی تحقیق کا یہ عالم ہے تو عوام کا کیا حال ہوگا ؟

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت سائب بن یزید نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن دوسری اذان کا حکم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ نے دیا ،جب نمازیوں کی تعداد مسجد میں بہت بڑھ گئی اور جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ (صحیح بخاری ۱ حدیث ۸۷۹)

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی حدیث کے تحت ہمارے لیے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اختیار کرنا مسنون ہے اسی طرح خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے طریقوں کو اختیار کرنا بھی مسنون ہے، اگر کوئی ایک اذان کے ساتھ جمعہ پڑھائے گا تو حدیث مذکور کی رو سے وہ تارک سنت ہوگا۔ کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ حجت ہے۔

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

جمعہ کی دوسری اذان صریح بدعت ہے کسی

طرح جائز نہیں۔ فتاویٰ اہل حدیث جلد ص ۱۰۶) یہ اذان بدعت ضلالت گمراہی ہے کسی طرح جائز نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج اص ۴۳۴)

العیاذ باللہ، قارئین بتائیں صحابی کی مانیں یا ان ملعونین کی ؟

- **حدیث کا مسئلہ:**

احادیث سے ثابت ہے کہ پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بغیر کسی عذر کے قبلہ رو ہونا، اور پشت کرنا مطلقاً ناجائز ہے، آبادی میں ہو یا صحرا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے اور قبلہ کے اکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔ (زاد المعاد ج اص5 بخاری ج اص ۵۷ مسلم ج اص ۱۳۰ مسند احمد ج 3 ص ۸۷، مجمع الزوائد ج اص ۲۰۵)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

لیکن ان صحیح صریح مرفوع احادیث کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ وہ ہونا یا پشت کرنا بالکل جائز ہے، ناجائز ہونا تو دور رہا مکروہ بھی نہیں ہے۔ دستور المستقی ص ۴۵ ، نز الابرار ج اص ۵۳)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا آپ کے سر مبارک پر قطری پگڑی تھی۔ آپ نے پگڑی کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے حصے پر مسح فرمایا اور پگڑی کو کھولا نہیں۔ (ابوداؤد ج اص : 19)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

صرف پگڑی پر بھی مسح کافی ہے(فتاوی اہل حدیث، ج اص : 275)تنہا پگڑی پر مسح کرنا صحیح ہے۔ (الروضۃ الہندیہ ج اص: 39

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ کچھ اہل عراق (حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور کہنے لگے ابن عباس کیا تم جمعہ کے دن غسل کرنے کو واجب سمجھتے ہو، آپ نے فرمایا نہیں البتہ غسل زیادہ پاکزگی کا سبب ہے اور غسل کرے اس کے لیے بہتر ہے اور جو نہ کرے تو واجب نہیں (ابو داؤد ج 1 ص: 51)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

اور جمعہ کے لیے غسل واجب ہے (نزل الابرار ص25)
جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے (دستور المتقی ص57)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں لہذا اب کیا کروں؟ تو آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید لو اور انہیں ذبح کرو

(سنن ابن ماجہ: ص 226)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

ایک بکری بہت سے لوگوں کی طرف سے قربانی کیلئے کافی ہے۔ (عرف الجادی: 234)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔ (ابوداود ج ۲ ص: ۹۸، ابن ماجہ ص: ۱۱۰) مصنف عبدالرزاق، ج ۳ ص: ۵۶۸)

وکٹورین کا مسئلہ:

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائزودرست ہے، بلکہ مسنون ہے
فتاوی ستاریہ ج ۲، ص: ۲۵)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سویارہ جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے تو پڑھ لے ۔(مسلم ، ج 1 ص 241)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ :

بلوغ کے بعد اگر نمازیں چھوڑی ہوں جو آسانی سے ادا ہو سکتی ہوں، تو کرلی جائیں اگر زیادہ مدت کی ہوں جن کو ادا کرنا مشکل ہو تو یہی کافی ہے۔

(فتاوی الحدیث ج ا:ص : 415)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد
سورج غروب ہونے تک اور فجر کے بعد سورج
نکلنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔
(بخاری، ج اص: (82)(مسلم ، ج 1 ص : 275)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

اگر سنتیں جماعت میں شریک ہونے کی وجہ سے رہ گئی ہوں تو فرضوں کے بعد پڑھ لیں۔دستور المتقی ص 104)

اگر جماعت ہو رہی ہو تو نماز کے بعد سنتیں پڑھیں۔ (صلوۃ الرسول ص 351)

- **حدیث کا مسئلہ:**

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب کوئی) وضو کرے تو بسم اللہ پڑھے اور اگر نہ پڑھی تو بھی وضو ہو جا
گا۔ مصنف ابن ابی شیبہ ، ج اص: ۳) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور وضو کرتے وقت اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے سارے بدن کی طہارت ہوگی فرمایا جس نے وضو کیا اور وضو کرتے ہوئے اللہ کا نام نہ لیا تو یہ صرف اس کے اعضاء وضو کی طہارت ہوگا دارقطنی، ج اص: 74)

وکٹورین اہلحدیث کا مسئلہ:

خالد گرجاکھی لکھتے ہیں: وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرنا چاہئے جو بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا وضو نہیں ہوتا (صلاۃ النبی ص: 68)

بغیر بسم اللہ کے وضو نہیں ہوتا

(فتاوی ستاریہ ، ج ص: 19)

بدعات اہل حدیث (وکٹورین)

فرقہ اہل حدیث کے علماء اور عوام میں پائی جانی والی چند مشہور بدعات

آلِ وکٹوریہ اپنی ان بدعات کو ثبوت قرآن و حدیث سے دے ورنہ نبی ﷺ کے اس فرمان، کل بدعۃ ضلالۃ،

"ہر بدعت گمراہی ہے"۔ (صحیح مسلم ج2 ص 592) کے تحت گمراہ ہیں۔

اگر آپ اپنے مولویوں کا انکار کرتے ہیں تو ہمیں یہ ضرور بتائیں کہ اگر آپ کے علماء غیر مقلد (لایجتہد ولا یقلد) ہو کر حق پر تھے تو آپ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں غیر مقلد ہو کر وہ حق پر نہیں تھے تو پھر آپ لوگوں کو کیوں ترک تقلید مجتہد کی دعوت دیتے ہیں؟

وکٹورین اہلحدیث یہ سمجھتے ہیں کہ بس یہ چند رسمیں اور خرافات کا نام ہی بدعت ہیں باقی ہم جو کرتے پھریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ فرقہ اہل حدیث میں بکثرت بدعات پائی جاتی ہیں ہم ان شاء اللہ چند ایک ان میں پائی جانی والی بدعات کو یہاں مختصر بیان کرتے ہیں۔

دین میں نئی چیز کو دین کا حصہ بنا کر شامل کرنا بدعت کہلاتا ہے۔

1:۔ امام کے پیچھے فاتحہ فرض

وکٹورین فرقہ اہلحدیث امام کے پیچھے فاتحہ کو فرض قرار دیتا ہے جو کہ سخت ترین بدعت ہے۔

وکٹورین فتوی

"فاتحہ خلف الامام فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی" (فتاویٰ علماء حدیث حصہ 2 ص 120)

نہ یہ قرآن سے ثابت ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں نہ ہی حدیث سے ثابت ہے لہذا یہ بدعت میں شامل ہے۔

فاتحہ خلف الامام کے سلسلہ میں یہ فرقہ ایک حدیث پیش کرتا ہے عبد اللہ بن صامتؓ کی جو کہ صحیح نہیں اور خود ناصر الدین البانی صاحب جو کہ اس فرقہ کے اب تک کے سب سے بڑے عالم، محدث، شمار ہوتے ہیں انہوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ (دیکھئے البانی صاحب کی تحقیق سنن ابی داؤد جلد 1 ص 217) اس سلسلے میں یہ جاہل وکٹورین صحیح بخاری سے بھی ایک حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ

"جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں" جبکہ ان اندھے وکٹورین کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ پوری حدیث صحیح مسلم کتاب الصلاۃ میں موجود ہے اور مکمل موجود ہے کہ

أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ» [ص:296] وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے فاتحہ اور کچھ زائد قرآن نہ پڑھا اس کی نماز نہیں"

اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کیلئے ہے نہ کہ مقتدی کیلئے۔ اس کے علاوہ غیر مقلدین کے پاس کوئی ایک بھی دلیل موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہو گی جیسا کہ ان لوگوں نے اس پر فتوے دے رکھے ہیں۔ ہمارا اس فرقے کی جاہل عوام سے آسان سا سوال ہے کہ آپ لوگوں نے امام کے پیچھے فاتحہ فرض ہے کا حکم کہاں سے لیا ہے ذرا تحقیق کر کے بتائیں؟

یاد رہے فرقہ اہل حدیث کی ایک نئی شاخ جو کہ کچھ سال پہلے وجود میں آئی مسعودی فرقہ جو کہ اپنے آپ کو جماعت المسلمین کہتا ہے اس جماعت کے بہت سوں نے اب ترک قرات خلف الامام کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ خدا انکو بھی ہدایت دے۔ آمین

2:۔ ننگے سر نماز

فرقہ اہلحدیث نے ننگے سر نماز کو شعار بنا لیا ہے اور اسے یہ سنت کہتے ہیں جبکہ یہ سنت نہیں اس کو سنت سمجھنا اور شعار بنانا اس وکٹورین فرقے کی صریح بدعت ہے۔

ابو سعید شرف الدین صاحب غیر مقلد کا رجوع

فرماتے ہیں: "بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آئے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں بلکل غلط ہے۔یہ فعل سنت سے ثابت نہیں"۔ آگے لکھتے ہیں "برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے"۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص523)

معلوم ہوا کہ وکٹورین فرقہ خلاف سنت نمازیں پڑھتا ہے۔ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ وکٹورین فرقہ اس مسئلے کو ترک کرے اور اعلانیہ توبہ کرے اگر سنت مانتا ہے تو کوئی صریح حدیث دیکھا دیں کہ ننگے سر نماز پڑھنا سنت ہے۔

3:۔ ایک مٹھی سے زائد داڑھی کو سنت کہنا اور ایک مٹھی سے زائد داڑھی کا ٹنے کو غلط کہنا

فرقہ اہلحدیث نے ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنے کو غلط کہتا ہے اور ایک مٹھی سے زائد رکھنے کو شعار بنا لیا ہے اور اسے یہ سنت کہتے ہیں جبکہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فرماتے ہیں

تم مشرکین کے خلاف کرو داڑھی چھوڑو مونچھیں کترادو پھر حضرت ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی پکڑ لیتے اور ایک مٹھی سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کاٹ دیتے۔"(صحیح بخاری لباس کا بیان: 5892)

حضرت ابن عمرؓ نے ہی نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ سے روایت کی ہے اور ظاہر سے بات ہے خود وہ نبی کی مخالفت تو نہیں کریں گے؟ جبکہ بدعتی غیر مقلد کہتے ہیں کہ نہیں ابن عمرؓ جنہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کو خود دیکھا

ان پر ہمیں یقین نہیں بلکہ ہم نبی ﷺ کی حدیث کی خود تشریح کریں گے۔

چنانچہ ابن بشیر الحسینوی نامی وکٹورین لکھتا ہے:۔

" ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بلکل غلط ہے

عبداللہ بن عمرؓ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اور ان کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا ۔ صحابہ کا اپنا قول اور اپنا عمل دلیل نہیں بنتا"۔(شرعی احکام کا انسائیکلوپیڈیا ص 158)لا حولا ولاقوۃ الا باللہ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔

کوئی اس جاہل رافضی وکٹورین سے پوچھے کہ صحابہ کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا تو تجھ وکٹورین کی کیا اوقات کے خود سے فتوے دے رہا ہے کہ مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بلکل غلط ہے۔ غیر مقلد عوام کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کے جاہل مولوی ائمہ اربعہ اور صحابہ سے ہٹا کر صرف اپنی جاہلانہ تحقیق کے پیچھے ہی انہیں لگا کر رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ خشوع وخضوع کے بھی خلاف ہے۔ اور دوسروں کو بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

4:۔ ٹانگیں پھیلا کر نماز پڑھنا

فرقہ اہلحدیث آج کل جتنی ٹانگیں پھیلا کر نماز پڑھتا ہے جو کہ ادب کے بھی خلاف ہے اور یہ ان وکٹورین کی اپنی نکالی ہوئی بدعت ہے ایسے کوئی شخص کسی کے سامنے حتہ کہ اپنے باپ کے سامنے بھی نہیں کھڑا ہو سکتا جبکہ یہ بدعتی وکٹورین اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہو آل وکٹوریہ کا عمل

5:۔ رفع یدین کو سنت موکدہ یا فرض واجب کہنا

رفع یدین کے مسئلہ میں ائمہ اربعہؒ میں اجتہادی اختلاف ہے شافعی اور حنبلی رفع یدین کرتے ہیں لیکن اسے فرض واجب یا سنت موکدہ نہیں سمجھتے جبکہ حنفی اور مالکی ترک رفع یدین کے قائل ہیں۔ رفع یدین کو سنت موکدہ یا فرض واجب کہنا ان وکٹورین کی اپنی نکالی ہوئی بدعت ہے۔ قرآن و حدیث

سے رفع یدین کے سنت موکدہ، فرض یا واجب ہونے کا کوئی بھی ثبوت موجود نہیں ہے بلکہ رفع یدین کا جو تے پڑھ کر نماز پڑھنے جتنا بھی ثبوت موجود نہیں اور نہ رفع یدین کے ہمیشہ ہونے پر کوئی ایک بھی صحیح صریح دلیل موجود ہے سب دلائل ضعیف ہے۔ اس کے بر عکس ترک رفع یدین پر ابن مسعودؓ کی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے مشہور حدیث موجود ہے۔ جس کے متعلق خود فرقہ اہلحدیث کے اب تک کے سب سے بڑے عالم ناصر الدین البانی صاحب نے اعتراف حق کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے"(مشکوۃ المصابیح تحقیق ناصر الدین البانی ج1ص254)

جبکہ آج کے بدعتی وکٹورین کے ہاں رفع الیدین عند الرکوع فرض اور واجب ہے دیکھئے: (سلفی تحقیقی جائزہ ص246)

اگر رفع الیدین نماز کا دائمی عمل ہے تو صحابہ کرام سے اس کا ترک کیوں منقول؟ پھر جن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ نے ساری زندگی بغیر رفع الیدین کے نمازیں پڑھی انکی نمازیں ہوئی یا نہیں؟

6:۔حلال جانوروں کی ہر چیز حلال

آلِ وکٹوریہ کے ہاں حلال جانوروں کی ہر چیز (پیشاب، پاخانہ،پیپ، تھوک) حلال ہے۔

آل وکٹوریہ کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"جتنے حلال جانور ہیں ان کے تمام اجزاء حلال ہیں ان کی کوئی چیز حرام نہیں "(فتاویٰ نذیریہ جلد 3 ص320)

اس سے معلوم ہو گیا کہ آل وکٹوریہ کے شیخ الکل حلال جانور کا پیشاب پاخانہ وغیرہ کو حلال سمجھنے کے قائل تھے اور یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ حلال جانوروں کی ان چیزوں کو ویسے ہی پھینکتے ہوں گے کیونکہ حلال چیز کو پھینکنا یا ضائع کرنا گناہ ہے اور شیخ الکل یقیناً یہ گناہ نہ کرتے ہوں گے یا اپنے واسطے استعمال کرتے ہوں گے یا اپنی جماعت اہلحدیث کے واسطے۔

7:۔ناپاک کپڑوں میں نماز صحیح

اگر کسی وکٹورین کے کپڑوں پر کسی حلال جانور کا پیشاب ، پاخانہ لگا ہو تو

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث مفتی عبد الستار صاحب نے ان کیلئے آسانی کر دی ہے فرماتے ہیں:

''اس میں نماز پڑھنی بلکل درست ہے''۔ (فتاویٰ ستاریہ ج 1 ص 105)

آل وکٹوریہ اکثر اپنے علماء کو نہ ماننے کا دعوی کرتی ہے یقیناً ان کے جہلاء یہاں بھی کریں گے بس ان سے ایک سوال ہے اور ایک مطالبہ ہے سوال یہ ہے کہ

سوال یہ ہے کہ اگر ترک تقلید کے بعد آپ کے مولوی حق پر تھے تو آپ حق کا انکار کر کے گمراہ کیوں ہوتے ہیں ؟

یا پھر اگر ترک تقلید کے بعد آپ کے **مولوی** گمراہ ہی ہوئے ہیں تو پھر لوگوں کو کیوں ترک تقلید کی دعوت دیتے ہیں؟ مطالبہ یہ ہے کہ آپ نے جو اپنا نام انگریز سے اہل حدیث الارٹ کروایا تھا وہ اسے واپس کر دیں۔

8:۔ اکھٹی تین طلاق کو ایک کہنا

اکھٹی تین طلاق کو ایک قرار دینا آل وکٹوریہ کی بدعت ہے اکھٹی تین طلاق ایک ہے اس کا کوئی بھی ثبوت نہ قرآن پاک میں ہے نہ ہی حدیث میں ہے۔ اس مسئلے میں آل وکٹویہ کے پاس ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث موجود نہیں صحیح مسلم کی روایت بطور دلیل پیش کرتے ہیں لیکن اس میں طلاق کے اکھٹے ہونے کا کوئی ذکر موجود نہیں اس روایت کا خود سے معنی کرنا ہو تو پھر اس سے الگ الگ مجلسوں کی تین طلاق بھی ایک ہونا ثابت ہوجاتی ہیں جبکہ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ وہ حدیث غیر مدخولہ کیلئے ہے

غیر مدخول بہا عورت (جس سے نکاح ہو گیا مگر ہمبستری نہیں ہوئی) کو ایک مرتبہ طلاق کہنا ہی نکاح سے نکال دیتا ہے اور اکھٹی تین دینے کی صورت میں تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور وہ حرام ہو جاتی ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عاصم بن عمروؓ کی مجلس یں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت محمد بن ایاس بن بکیرؒ تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ایک دیہاتی گنوار نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی (جس سے ابھی تک ہمبستری نہیں کی گئی) کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے فرمایا جا کر عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھو میں ابھی ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ کے آیا ہوں مگر جب ان سے سوال کرچکو تو واپسی پر ہمیں بھی مسئلہ سے آگاہ کرنا جب سائل ان کے پاس حاضر ہوا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ فتویٰ دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر بتانا کیونکہ مسئلہ پیچیدہ ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق اس سے علیحدگی کیلئے کافی تھی اور تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے، "حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" (الایۃ) "حتی کہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے"۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(السنن الكبري للبيهقي جلد7 ص549 ، جامع الاصول جلد7 ص599؛ صحیح)

قابل غور بات ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے تین طلاق کے واقع ہونے پر قرآن سے استدلال کیا ہے یہ نہیں کہا کہ حضرت عمرؓ نے ایسا کہا تھا۔

مسئلے کی وضاحت

غیرمدخول بہا عورت صرف اکھٹی تین طلاق دینے سے ہی حرام ہوتی ہے اس پر تین طلاق واقع ہونے کی یہی صورت ہے جب اسے اکھٹی تین طلاقیں دیں جائیں کہ "تجھے تین طلاق" اور اگر غیرمدخولہ کو اسطرح صرف ایک مرتبہ "طلاق" یا پھر "طلاق ، طلاق ، طلاق" کہہ کر طلاق دی جائے تو پہلی بار طلاق کہنے سے ہی اس پر طلاق پڑھ جاتی ہے اور دوسری دو طلاق کیلئے وہ عورت اجنبی ہوجاتی ہے لہذا وہ دو بیکار جاتی ہیں ، اور اس ایک طلاق کے بعد غیرمدخولہ عورت حرام نہیں ہوتی دوبارہ اسی مرد سے نکاح کرنے کی گنجائش موجود ہے یہ درست طریقہ ہے۔یہی معاملہ حضور صلی علیہ وسلم کے دور میں رہا کہ جب غیرمدخولہ کو اگر کوئی اس طرح سے تین طلاق دے دیتا تو وہ پہلی طلاق پڑتے ہی وہ عورت اس لیلئے اجنبی ہو جاتی پھر باقی دو مرتبہ طلاق کہنا ایسا ہی ہوتا جیسے کوئی کسی اجنبی عورت کو طلاق کہے اسی لئے یہ فضول جاتیں،(یہ مسئلہ کبھی نہیں بدلا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسا ہی رہا اب

بھی ایسا ہی ہے) لیکن جب غیر مدخولہ کو بھی اکھٹی تین طلاق "تجھے تین طلاق" کہہ کر طلاق دی جائے تو اس عورت پر پوری تین طلاق پڑ جاتی ہیں وہ عورت تین طلاق کے بعد کی طرح حرام بھی ہوجاتی ہے اسی مرد سے دوبارہ نکاح کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جیسے جیسے اسلام دور دور تک پھیلتا گیا نئے نئے مسئلےپیدا ہوتے گئے لوگوں کی کثرت صحیح مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو بھی اکھٹی تین طلاق دے کر جدا کرنے لگی تو اب طلاقیں تو تین ہی واقع ہو رہی تھیں تو حضرت عمرؓ نے بھی اسی کو نافذ کر دیا اور لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ غیر مدخولہ بھی اکھٹی تین طلاق کے بعد حرام ہو جاتی ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ غیر مدخولہ کو جس طرح الگ الگ کرکے تین طلاق دینا ایک شمار ہوتا ہے ایسے ہی اکھٹی تین دینا بھی ایک شمار ہوگا۔ اس کے بعد دوسری دلیل بھی یہ پیش کرتے ہیں جو کہ دنیا کے بہت ہی کمزور دلیل ہے اور یہ ضعیف ترین حدیث ایسی نہیں کہ اس سے دلیل پکڑی جاسکی۔ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر دنیا کی کوئی حدیث بھی ضعیف نہیں ہو سکتی۔ ایک نہیں بلکہ بہت طرق سے وہ حدیث ضعیف ہے۔

ابو سعید شرف الدین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

یہ مسلک (یعنی اکھٹی تین طلاق کو ایک کہنے کا) صحابہؓ تابعینؒ وتبع تابعینؒ وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الا سلام ابن تیمیہ کے فتوے کے پابند اور ان کے معتقد ہیں یہ فتوی (ابن تیمیہ) نے ساتوں صدی ہجرے کے اخیر میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی"۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 ص 219)

هذا وعندنا أن الإمام ابن القيم وشيخه إماما حق من أهل السنة، وكتبهم عندنا من أعز الكتب، إلا أنا غير مقلدين لهم في كل مسألة، فإن كل أحد يؤخذ من قوله ويترك إلا نبينا محمدا صلى الله عليه وسلم؛ ومعلوم مخالفتنا لهما في عدة مسائل، منها: طلاق الثلاث بلفظ واحد في مجلس، فإنا نقول به تبعا للأئمة الأربعة، ونرى الوقف صحيحا، والنذر جائزا، ويجب الوفاء به في غير المعصية.

مجموعہ رسائل و مسائل علماء نجد کے جامع شیخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصي النجدي الحنبلي، الشیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوھاب کا فرمان لکھتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک امام ابن القیم اوران کے شیخ (ابن تیمیہ) أهل السنة میں سے حق کے امام ہیں، اور ان کی کتابیں ہمارے نزدیک مستند کتابیں

ہیں، لیکن ہم ہر مسئلہ میں ان (امام ابن القیم اور امام ابن تیمیہ) کی تقلید نہیں کرتے کیونکہ سوائے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کسی کا قول لیا بھی جاتا ہے اور چھوڑا بھی جاتا ہے، لہذا ہم نے کئی مسائل میں ان دونوں (امام ابن القیم اور امام ابن تیمیہ) کی مخالفت کی ہے جو کہ ایک معلوم بات ہے، مثلا انہی مسائل میں سے ایک لفظ کے ساتھ ایک مجلس میں تین طلاقوں کا مسئلے میں ہم أئمہ أربعہ (امام أبوحنیفہ، امام شافعی، امام أحمد بن حنبل، امام مالک) کی پیروی کرتے ہیں، (یعنی ایک لفظ کے ساتھ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، یہی أئمہ أربعہ اور جمہور أمت کا اوریہی شیخ ابن عبدالوہاب اور اس کے پیروکاروں کا مسلک ہے)

(الدرر السنیۃ: کتاب العقائد، ۱/۲٤٠)

آل وکٹویہ کے بڑے علماء نے اس مسئلے میں رجوع کیا جس میں سے ان کے نامور عالم زبیر علی زئی صاحب سر فہرست ہیں اور ان کے کئی شاگردوں نے بھی رجوع کر لیا ہے لیکن جماعت کی بدنامی کے ڈر سے حق کو چھپائے بیٹھے ہیں صرف تھوڑے تھوڑے اشارے دے کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے

حق چھپانے والے پر اللہ تعالٰی نے سورۃ بقرہ آیت 159 میں لعنت فرمائی ہے۔

9:۔ مرغی کی قربانی

آل وکٹوریہ عید پر انڈے اور مرغی کی قربانی کی قائل ہیں جبکہ نہ قرآن سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے نہ کسی ایک صحیح حدیث سے نہ ہی کسی صحابی سے۔ یہ آل وکٹوریہ کی نکالی کو بدترین بدعت ہے۔

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث اور مفتی عبد الستار صاحب لکھتے ہیں:

"شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے"۔ (فتاوٰ ستاریہ ج 2 ص 72)

اگر مرغی کی قربانی کافی ہے تو پھر آپ صلی علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اور امت کے 1400 سالہ تعامل میں مرغی کی قربانی کیوں نہیں ملتی؟

آل وکٹوریہ کے ایک اور عالم عبد الوہاب صاحب لکھتے ہیں:

"مرضی کی قربانی جائز ہے"۔

(مقاصد الامامہ ص 5)

جاہل وکٹورین اس کے دفاع میں کہتے ہیں حضرت بلالؓ کا قول ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ وکٹورین آج تک ایسا کوئی قول کسی صحیح سند سے ثابت نہیں کر سکے۔

وکٹورینوں کی عادت ہے کہ جب ان کا کوئی مولوی ان کے گلے میں پھندا بن جائے تو فوراً اس سے جان چھڑانے کیلئے کہتے ہیں ہم اس کے مقلد نہیں۔یہاں یہ وکٹورین ضرور بتائیں کہ آپ کا وہ مولوی کس کا مقلد تھا ؟ وہ بھی تو آپ کی طرح یہی کہتا تھا میں قرآن حدیث مانتا ہوں اور کسی کا مقلد نہیں ہو گیا بالاخر وہ گمراہ ہوا جب آپ کے بڑے مولوی اجتہاد سے جاہل اور ترک تقلید کرکے قرآن حدیث کو صحیح نہیں سمجھ سکے اور گمراہ ہی ہوئے ہیں تو پھر آپ لوگوں کو ترک تقلید کی دعوت کیوں دیتے ہیں؟

10:۔ ناخن پالش لگے ہونے کے باوجود وضو

آل وکٹوریہ کے مفتیان نے یہ بھی فتوی دے رکھا ہے کہ ناخن پالش لگے ہونے باوجود وضو ہو جاتا ہے۔ دیکھئے (فتاویٰ اہل حدیث جلد 2 ص 11)

یاد رہے ناخن پالش لگے رہنے سے پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا اور حدیث میں ہے کہ

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیا اس کے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ واپس جاؤ پس اپنا وضو اچھی طرح کرو پس وہ لوٹ گیا پھر نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم جلد 1 حدیث 576)

آل وکٹویہ کا یہ مسئلہ حدیث کے بھی خلاف ہے اور ان کی نکالی ہوئی بدعت ہے جس کو کرنے کیلئے یہ فتوے دیتے ہیں اور ان کی جاہل عوام ان پر خوشی سے عمل کر رہی ہے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

11:۔ بے وضو اور پلید شخص کا قرآن پاک کو چھونا

آل وکٹوریہ کی بدعتوں میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کو چھونے کیلئے طہارت شرط نہیں۔ دیکھئے (نزل الابرار ج 1 ص 9)

نزل الابرار کے مصنف نواب وحید الزمان کو آج کل کی وکٹوین عوام اپنی جماعت سے خارج بتاتی ہے لیکن ان کے بڑے بڑے علماء نواب وحید الزمان کو امام اہل حدیث کہتے ہیں

دیکھئے (سلفی تحقیق جائزہ ص 635)

اور ان کے متعلق کہتے ہیں کہ نواب وحید الزمان صاحب آخری دم تک اہل حدیث رہے۔

دیکھئے(ماہنامہ محدث ج 35 جنوری 2003 ص 77)

وکٹورین اپنے ایک مولوی زبیر علی زئی کی عبارت لے کر پھرتے ہیں کہ زبیر علی زئی نے لکھا کہ وحید زمان ہمارا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ

غیر مقلدین کے گھر کی شہادت کہ زبیر علی زئی کذاب تھا اور محدثین کی طرف بھی جھوٹ منسوب کر دیتا تھا۔

چنانچہ اہل غیر مقلد عالم کفایت اللہ صاحب سنابلی لکھتے ہیں:زبیر علی زئی صاحب اپنے اندر بہت ساری کمیاں رکھتے ہیں مثلا خود ساختہ اصولوں کو بلا جھجک محدثین کا اصول بتلاتے ہیں بہت سارے مقامات پر محدثین کی باتیں اور عربی عبارتیں صحیح طرح سے سمجھ ہی نہیں پاتے ، اور کہیں محدیث کے موقف کی غلط ترجمانی کرتے ہیں یا بعض محدثین و اہل علم کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے وہ بری ہوتی ہیں۔ اور کسی سے بحث کے دوران مغالطہ بازی کی حد کر دیتے ہیں اور فریق مخالف کے حوالے سے ایسی ایسی باتیں نقل کرتے ہیں یا اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دیتے ہیں جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتیں۔

(زبیر علی زئی پر رد میں دوسری تحریر ص 2)

اور اگر ان کی یہ بات مان لی جائے کہ وہ گمراہ ہو گیا تھا تو پھر ہم یہی کہتے ہیں کہ ترک تقلید کا اور کیا انجام ہونا ہے جب تمہارا سب سے بڑا مولوی جسے اس وقت امام اہل حدیث کہا جاتا تھا ترک تقلید کے بعد اپنا ایمان نہیں محفوظ کر سکا تو تم لوگوں کی کیا اوقات۔ اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو گا کہ ترک تقلید مجتہد صرف گمراہی ہی ہے۔

ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ مذہب اربعہ سے چاہے کوئی اعلانیہ نکلا ہو یا عملاً نکلا ہو وہ گمراہ ہی ہوا ہے۔

بہرحال دوسری طرف آل وکٹویہ کے دوسری علماء نے بھی یہ فتوی دے رکھا ہے اور آل وکٹوریہ بھی اسی مسئلے پر عامل ہے۔

چنانچہ نواب نور الحسن صاحب فرماتے ہیں

بے وضو شخص کیلئے قران کو چھونا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص 15)

12:۔ تراویح، تہجد اور وتر کو ایک ہی کہنا

آل وکٹوریہ کے ہاں نماز تراویح، نماز تہجد اور نماز وتر ایک ہی ہیں نہ قرآن میں لکھا ہے کہ وتر، تہجد اور تراویح ایک ہے نہ کسی حدیث میں لکھا ہے یہ ان وکٹورینوں کی نکالی ہوئی بدترین بدعت ہے۔

یہ وکٹورین اکثر کہتے ہیں کہ ہم ہر مسئلہ قرآن حدیث قرآن حدیث سے نکالتے ہیں ذرہ یہ مسئلہ قرآن حدیث سے نکالیں ورنہ اس پر حکم لگائیں کہ یہ بدعت کیا ہے۔

آل وکٹویہ کے محدث زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"تہجد، تراویح، قیال اللیل، قیام رمضان اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں"۔

(تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص 16)

آل وکٹویہ کے ایک اور بڑے محدث ناصر الدین البانی صاحب نے نماز کو تراویح کہا ہے۔

دیکھئے (ترجمہ قیام رمضان ص 30)

جاہل وکٹوین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان کے نزدیک نماز وتر سنت موکدہ ہے اور سنت موکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے اور یہاں پر جب تراویح اور وتر کو ایک ہی کہا جارہا ہے تو پھر تراویح بھی سنت موکدہ ہوئی اور تراویح کے متعلق آل وکٹویہ کا فتوی ہے کہ کوئی شخص اگر تراویح نہ پڑھنا چاہے تو نہ پڑھے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص 58)

تراویح کو نفل شمار کرتے ہیں جب نفل ہے تو سب ایک کیسے ہوا : ایسے محققین ہیں کہ اپنے ہی فتاویٰ کی زد میں آجاتے ہیں ۔

اس فتوے کے بعد آل وکٹویہ کو نفس پرست کہنا غلط نہ ہو گا۔

13:۔ایک ہاتھ سے مصافحہ

آل وکٹویہ دونوں ہاتھوں سے مصافحے کو غلط کہتا ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحے کو سنت کہتا ہے جو کہ ان کی نکالی ہوئی بدعت ہے اور کتاب و سنت میں اس کا کہیں بھی ثبوت موجود نہیں کہ مصافہ دو ہاتھ سے غلط اور ایک ہاتھ سے سنت ہے۔

آل وکٹوریہ کے شیخ الحدیث عبد المنان نورپوری صاحب سے سوال ہوا کہ "دونوں ہاتھ سے مصافہ کرنا کیسا ہے" تو جواب دیتے ہیں

دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ سلام ملاقات والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

(احکام و مسائل ج 1 ص 532)

آل وکٹوریہ اب آنحضرت ﷺ سے ایک ہاتھ سے مصافے کا ثبوت دے۔ صحیح بخاری (ج:۲ ص:۹۲۶) میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التشہد وکفّی بین کفیہ۔"
ترجمہ:... "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات سکھائی، اور اس طرح سکھائی کہ میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔"

یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور صلی علیہ وسلم کہ دو ہاتھ ہوں اور صحابی کا ایک ہاتھ ہو۔

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث ''باب المصافحۃ'' کے تحت ذکر فرمائی ہے، اور اس کے متصل ''باب الأخذ بالیدین'' کا عنوان قائم کرکے اس حدیث کو مکرّر ذکر فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنتِ نبوی ہے، علاوہ ازیں مصافحہ کی رُوح، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے

اپنے مسلمان بھائی سے بشاشت سے پیش آنا، باہمی اُلفت و محبت کا اظہار ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ ص:۱۹۸))

امام بخاری حضرت حماد بن زید اود عبداللہ بن مبارک کا عمل نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

(صحیح بخاری) صافح حماد بن زید ابن المبارک بالیدین

مطلب حماد بن زید نے جو عبداللہ بن مبارک کے استاذ ہیں اپنے شاگرد سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

ویسے ہر جگہ بخاری بخاری کی رٹ لگاتے ہیں مگر یہاں امام بخاری کی نہیں مان رہے

14:۔قربانی میں مرزائی (غیر مسلم) بھی شریک ہو سکتے ہیں

آل وکٹور یہ قربانی میں مرزائیوں کی شرکت کو بھی جائز سمجھتی ہے۔

چنانچہ آل وکٹویہ کے ایک مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''باقی رہی مرزائی کی شرکت تو اس کے متعلق بھی حرام کا فتوی نہیں لگا سکتے''۔(فتویٰ علمائے حدیث ج 13 ص 89)

آل وکٹوریہ اپنے اس عمل کی کوئی صحیح صریح حدیث پیش کرے نہیں تو تسلیم کرے کہ یہ ان کی نکالی ہوئی بدعت ہے۔

آپ حضرات خود اندازہ لگا لیں کہ کس طرح کی بدعات انہوں نے ایجاد کی جن کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ملتا اور دعویٰ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا ہے۔

****** * ****** * ****** * ****** *

عقائد وکٹورین اہلحدیث

اکابرین وکٹورین اہلحدیث کے چند باطل عقائد و نظریات

نوٹ"

ہم جہاں بھی لفظ اہل حدیث ، فرقہ اہلحدیث ، لامذہب وکٹورین اہلحدیث یا غیر مقلدین کا لفظ استعمال کریں تو اس سے انگریز کے دور میں وجود میں آنے والا فرقہ مراد ہو گا۔ جیسا کہ ان کے ایک بڑے بزرگ ہیں ان کی شہادت ہے ، چنانچہ فرماتے ہیں

"""کچھ عرصہ سے ہندستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں پچھے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں میں سنا ہے۔ اپنے آپ کو اہلحدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے"۔(الارشاد الی سبیل الرشاد ص 13)

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کا سلسلہ کب اور کہاں سے شروع ہوا؟

مولوی عبد الرشید غیر مقلد لکھتے ہیں:

"علماء اہلحدیث کا سلسلہ برصغیر میں ان (میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد) سے شروع ہوتا ہے"۔ (چالیس علماء اہلحدیث 28)

فرقہ اہلحدیث انگریزوں کاپیدہ کردہ فرقہ ہے:۔

جناب مولوی محمد حسن غیر مقلدبٹالوی جنہوں نے اپنے فرقہ کا نام انگریز سے اہلحدیث الارٹ کرویا تھا خود فرماتے ہیں: "اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی کی تیز رہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندستان کے شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئ ہے۔

جس نے غالباََ ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذہب کا تو پوچھنا ہی کیا" (اشاعت السنۃ ص ۲۵۵)

اس غیر مقلدیت کی سرپرستی کے لئے ایک زمینی ریاست بھوپال ان کو دی گئی:

چنانچہ نواب بھوپال صدیق حسن تحریر فرماتے ہیں: "فرمان روایاں بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے"ترجمان وہابیہ ص ۳))

پھر فرماتے ہیں: "یہ آزادگی مذہب جدید سے عین مراد انگلشیہ سے ہے" (ص ۵)۔

"یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے"۔

(ترجمان وہابیہ ص32)

ہم اکابرین وکٹورین اہلحدیث اور عوام اہلحدیث کے چند باطل اور گمراہ کن عقائد و نظریات پیش کریں گے اگر کوئی غیر مقلد اپنے کسی عالم کے کسی عقیدے کو ترک کرتا ہے تو وہ ساتھ میں اس عالم کا اور اس کے عقیدے کا حکم بھی لکھے اور اس بات کا اقرار کرے کہ اس کا یہ عالم گمراہ کن عقائد و نظریات کا حامل تھا تاکہ معلوم ہو کہ اس لامذہب فرقے نے کتنے گمراہ لوگ پیدا کئے ہیں۔

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے مولوی زبیر علی زئی جو کہ اپنے ان علماء کے گند سے جان چھڑانے کیلئے جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں:

وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان، نور الحسن، وغیرہ غیر اہل حدیث اشخاص ہیں۔(الحدیث فروری 2010 صفحہ نمبر16) لعنت اللہ علی الکاذبین

غیر مقلدین کے گھر کی شہادت کہ زبیر علی زئی کذاب تھا اور محدثین کی طرف بھی جھوٹ منسوب کر دیتا تھا۔

چنانچہ اہل غیر مقلد مولوی کفایت اللہ صاحب سنابلی لکھتے ہیں: "زبیر علی زئی اپنے اندر بہت ساری کمیاں رکھتے ہیں مثلا خود ساختہ اصولوں کو بلا جھجک محدثین کا اصول بتلاتے ہیں بہت سارے مقامات پر محدثین کی باتیں اور عربی عبارتیں صحیح طرح سے سمجھ ہی نہیں پاتے ، اور کہیں محدیث کے موقف کی غلط ترجمانی کرتے ہیں یا بعض محدثین و اہل علم کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے وہ بری ہوتی ہیں۔ اور کسی سے بحث کے دوران مغالطہ بازی کی حد کر دیتے ہیں اور فریق مخالف کے حوالے سے ایسی ایسی باتیں نقل کرتے ہیں یا اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دیتے ہیں جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتیں۔

(زبیر علی زئی پر رد میں دوسری تحریر ص 2)

وحید الزمان

جن کو بڑے بڑے غیر مقلدین نے اپنا امام تسلیم کیا ہے۔

خود ایک جگہ غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی رئیس ندوی انہیں امام اہلحدیث قرار دیتے ہیں: ملاحظہ ہو (سلفی تحقیقی جائزہ ص 635)

اور یہ کذاب کہتا ہے کہ یہ غیر اہلحدیث اشخاص ہیں۔

نواب وحید الزمان آخری دم تک اہلحدیث رہے۔

غیر مقلد مولوی لکھتے ہیں:

مرحوم (وحید الزمان) حنبلی یا اہلحدیث تھے اور آخری دم تک اسی موقف پر رہے۔

(ماہنامہ محدث ج 35 جنوری 2003 ص 77)

نوٹ : معلوم ہو گیا کہ وہ آخری دم تک وکٹورین اہلحدیث ہی تھے اور مولوی صاحب کی حنبلی ہونے والی بات لطیفے سے کم نہیں۔ اگر حنبلی مسلک کو مانا ہوگا تو وہ بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض میں

وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان، ثناء اللہ امرتسری وکٹورین اہلحدیث کے اسلاف تھے۔

ایک اور بڑے مولوی غیر مقلدین کے وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان؛ثناء اللہ امرتسری کے نام لکھ کر آگے لکھتے ہیں: بلا شبہ ہمارے اسلاف تھے۔(حدیث اور اہل تقلید ص 162) اور آج کا ایک کذاب مولوی زبیر علی زئی نامی کہتا ہے کہ یہ غیر اہلحدیث اشخاص تھے۔

امام وکٹورین اہلحدیث نواب وحید الزمان کی کتاب نزل الابرار فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے نزدیک نہایت مفید کتاب ہے۔

چنانچہ فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے شیخ ثناء اللہ نزل الابرار کے متعلق لکھتے ہیں۔

"فی جملہ کتاب نہایت مفید ہے"۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج 1 ص 493)

نواب صدیق حسن خان بھی غیر مقلد ہی تھے۔

خود نواب صدیق حسن خان اپنے بارے میں لکھتے ہیں: ان احمقوں نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ میں تو مشہور اہل حدیث ہوں۔(ابکار المنن ص 290)

آج نواب صدیق حسن خان زندہ ہوتے تو اپنی شہرت دیکھ لیتے یہی ہے علماء اہلحدیث کی کل اوقات جو بھی مرے اس کے گند سے جان چھڑانے کیلئے اسے اپنی جماعت سے خارج قرار دے دو، یہ اللہ کی طرف سے ان پر خاص غضب ہے وہ بھی اپنوں کے ہاتھوں ذلت مقدر ہوئی۔

غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی نذیر احمد رحمانی لکھتے ہیں:

آج اہلحدیث ہی نہیں احناف میں بھی نواب صدیق کا مسلک اہلحدیث ہونا اتنا مشہور اور معروف ہے کہ شاید بہتوں کو تعجب ہوگا کہ اس عنوان پر گفتگو کرنے کی ہم نے ضرورت ہی کیوں محسوس کی۔

(اہلحدیث اور سیاست ص 138)

نور الحسن خان جو کہ نواب صدیق حسن خان کے بیٹے تھے نور الحسن صاحب نے اہلحدیث کی فقہ "عرف الجادی" نامی کتاب لکھی اور اپنے مسلک کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔اور آج کا یہ کذاب مولوی کہتا ہے کہ یہ غیر اہلحدیث اشخاص تھے اور اللہ کا ان پر غضب دیکھئے کہ خود اس کے اپنے ہی جماعت کے کسی دوسری مولوی نے اسکے ساتھ بھی وہی کچھ کیا جو اس نے دوسرے اپنے بڑے مولویوں کے ساتھ کیا تھا۔

قرآن و حدیث کے نام پر جمع کئے گئے وکٹورین اہلحدیث کے عقائد و نظریات جماعت غیر مقلدین پر حجت ہیں۔

ڈاکٹر محمد بہاولدین غیر مقلد لکھتے ہیں:

" بعض عوام کا لانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب ، بدمذہب ، ضال مضل جو کچھ کہو، زیبا ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتےہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں ۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں ۔جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرے کو بھی گمراہ کرتے ہیں" ۔(تاریخ اہلحدیث ص 164)

پہلے تو یہ تمام عقائد غیر مقلدین پر حجت ہیں کیونکہ یہ لوگ یہی دعوے کرتے ہیں کہ ہماری جماعت صرف قرآن اور حدیث کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتی اور یہ تو پھر ان کے بڑے بڑے علماء ہیں ۔ہاں اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے تو پھر پہلے اس بات کا اقرار کریں۔

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کا جھوٹ بے نقاب کرنے والا اصول: چنانچہ ایک غیر مقلد عالم لکھتا ہے۔

"کسی گروہ کے عقائد اس کے علماء اور اکابرین طے کرتے ہیں" ۔(کیا علما دیوبند اہلسنت ہیں ص 8)

اب ہم ان شاء اللہ اس گروہ کے علماء اور اکابرین کے چند باطل عقائد سامنے لاتے ہیں۔

عقیدہ نمبر 1

فرقہ وکٹورین اہلحدیث اللہ کی ذات کو محدود مانتا ہے اور اللہ کیلئے مکان اور جہت کا قائل ہے۔

نزل الابرار جو کہ غیر مقلدین کے لئے فی جملہ نہایت مفید کتاب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص 493)

میں لکھا ہے کہ

"وهو في جهة الفوق، ومكانه العرش"

وہ (اللہ) اوپر کی جہت میں ہے اور اس کا مکان عرش ہے۔(نزل الابرار ص 3 کتاب الایمان)

نوٹ: نواب وحید الزمان کو خود ان کے ایک بڑے جید عالم نے امام اہلحدیث قرار دیا ہے۔ دیکھئے (سلفی تحقیقی جائزہ ص 635)

اللہ تعالیٰ کا کوئی مکان ہے؟

وقال الإمام الحافظ الفقيه أبو جعفر أحمد بن سلامة الطحاوي الحنفي (321 هـ) في رسالته ★

(متن العقيدة الطحاوية) ما نصه: "وتعالى أي الله عن الحدود والغايات والأركان والأعضاء والأدوات، لا تحويه الجهات الست كسائر المبتدعات" اهـ.

امام الطحاوي الحنفي کبار علماء السلف میں سے ہیں اپنی کتاب (العقيدة الطحاوية) میں یہ اعلان کر رہے کہ

"اللہ تعالی "مکان و جہت و حدود" سے پاک و مُنزہ و مُبرا ہے" (متن العقيدة الطحاوية صفحہ ١٥)

شیخ نظام الدین الہندیؒ اللہ کیلئے مکان کا اثبات کرنے والے کو کافر لکھتے ہیں۔

قال الشيخ نظام الهندي: "ويكفر بإثبات المكان لله" (في كتابه الفتاوى الهندية المجلد الثاني صفحہ 259)

★قال الإمام محمد بن بدر الدين بن بلبان الدمشقي الحنبليؒ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر مکان میں موجود یا کسی ایک مکان میں ماننے والے کو کافر کہتے ہیں۔

"فمن اعتقد أو قال إن اللہ بذاته في كل مكان أو في مكان فكافر" (في كتابه مختصر الإفادات ص: 489).

★الشیخ محمود محمد خطاب السبکیؒ اللہ تعالیٰ کیلئے جہت کے قائل کو کافر قرار دیتے ہیں "وقد قال جمع من السلف والخلف: إن من اعتقد أن الله في جهة فهو كافر".(إتحاف الكائنات)

★اللہ کیلئے جسم جہت کے قائل پر چاروں آئمہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کا کفر کا فتویٰ۔

(وفي المنهاج القويم على المقدمة الحضرمية)في الفقه الشافعي لعبداللہ بن عبد الرحمن بن أبي بكر بافضل الحضرمي: "واعلم أن القرافي وغيره حكوا عن الشافعي ومالك وأحمد وأبي حنيفة رضي اللہ عنهم القول بكفر القائلين بالجهة والتجسيم وهم حقيقون بذلك"اھ

ومثل ذلك نقل ملا علي القاري (في كتابه المرقاة في شرح المشكاة)

★محدث محمد زاھد بن الحسن الکوثریؒ فرماتے ہیں:

حیث تواتر ان ابا حنیفة کان یکفر من زعم فیالله انه متمکن بمکان (تانیب الخطیب ص 101)

"یہ بات امام ابو حنیفہؒ سے تواتر سے ثابت ہے کہ وہ اس شخص کو کافر مانتے تھے جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ کسی مکان میں متمکین ہیں"۔ (یعنی کسی خاص مکان میں ہی ہیں اور بس)

عقیدہ نمبر2

فرقہ اہلحدیث اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کے اعضا کے قائل ہیں

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے مولوی وحید الزمان خان لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی ذات مقدس کے لائق بلاتشبیہ یہ اعضا ثابت ہیں چہرہ آنکھ ہاتھ مٹھی کلائی درمیانی انگلی کے وسط سے کہنی تک کا حصہ

سینہ پہلو کوکھ پاؤں ٹانگ پنڈلی، دونوں بازو(ترجمہ ہدیۃ المہدی ص 27)

عقیدہ نمبر 3

فرقہ وکٹورین اہلحدیث اللہ کی صفات متشابہات کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ ان متشابہات کے جو ظاہری معنی ہمیں معلوم ہیں وہی اللہ کی بھی مراد ہے لیکن کیفیت اس کی معلوم نہیں۔

محدث امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

وَجُمْهُورُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْهُمُ السَّلَفُ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ عَلَى الْإِيمَانِ بِهَا وَتَفْوِيضِ مَعْنَاهَا الْمُرَادِ مِنْهَا إِلَى اللهِ تَعَالَى وَلَا نُفَسِّرُهَا مَعَ تَنْزِيهِنَا لَهُ عَنْ حَقِيقَتِهَا.

ترجمہ:جمہور اہل سنت جن میں سلف اور اہلحدیث (محدثین) شامل ہیں ان کا مذہب (نصوص صفات پر) ایمان رکھنا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے معنی مراد کو اللہ کی طرف سپرد کر دیا جائے اور ہم ان کی تفسیر نہیں کرتے جبکہ ان کے ظاہری معنی سے اللہ کو پاک قرار دیتے ہیں۔

جبکہ فرقہ سلفیہ کا دعوی ہے کہ نصوص صفات پر ایمان لانے کیلئے صفات متشابہات کے معنی مراد کا معلوم ہونا ضروری ہے۔امام سیوطیؒ کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک وکٹورین اہلحدیث شمس افغانی سلفی جو کہ جامعہ اثریہ بشاور کا بانی ہے لکھتا ہے:

هذا النص اولا صريح في التفويض المبدع المتقول علي السلف من جانب اهل الجهل والتجهيل والتعطيل وهم المبتدعة الخلف وثانياً قوله : مع تنزيهنا لهو عن حقيقتها ، صارخ بالتعطيل صراخ ثكالي الجهمية

ترجمہ:میں کہتا ہوں یہ عبارت پہلے تو اس تفویض میں صریح ہے جو کہ جھوٹے طور پر سلف کی طرف منسوب کیا گیا ہے (نعوذ باللہ) کہ اہل جہل تجہیل اور اہل تعطیل کی طرف سے جو کہ متاخرین بدعتی ہیں دوسرا یہ کہ امام سیوطی (رحمہ اللہ) کی یہ عبارت کہ ہم ان کے ظاہری حقیقی معنی سے اللہ کو پاک

قرار دیتے ہیں واضح طور پر تعطیل فریاد کر رہی ہے ان جھمی عورتوں کی فریاد کی طرح جو بچوں سے محروم ہوگئی ہوں ۔(والعیاذ باللہ)

(عداء الماتر یدیۃ للعقیدہ السلفیۃ قولہ 28)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ، سلف صالحین کے راستے کو چھوڑنا والا پھر اسی طرح گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے عقیدہ کے مطابق اللہ کی صفات

متاشابہات پر ایمان لانے کیلئے ضروری ہے اللہ کی مراد کا بھی علم ہو جیسے صفات غیر متشابہات کے متعلق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ؐ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آل عمران آیت 7)

وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم (یعنی انکے معنیٰ واضح ہیں) وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ (یعنی جنکے معنیٰ معین نہیں) سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کی غیر متشابہات صفات بھی ہیں جیسے علم، حیات، قدرت، سمع، بصر وغیرہاب ہم اور آپ دونوں ان کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ اللہ کا علم ہے لیکن ہمارے علم کی طرح نہیں اللہ کی حیات ہے لیکن ہماری حیات کی طرح نہیں۔

یہ صفات تو غیر متشابہات تھیں۔

اب جو متشابہات ہیں جیسے ید، قدم، وجہ، استوی علی العرش، نزول الی سماء

ان صفات کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اللہ کی اس سے کیا مراد ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے حق جانتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب تک مراد معلوم نہیں ہو گی تب تک ایمان نہیں لایا جاسکتا۔جب کہ غیر مقلدین ان صفات متشابہات کے متعلق بھی وہی بات کہتے ہیں جو آپ غیر متشابہات صفات کے متعلق کہتے ہیں

اللہ کا ید (ہاتھ) وجہ (چہرہ) استوی علی العرش سے جو اللہ کی مراد ہے وہ آپ کو معلوم ہے جیسا غیر متشابہات صفات کی مراد معلوم ہے اور کیسے ہے اس کی کیفیت کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں جیسا کہ غیر متشابہات صفات کی معلوم نہیں۔اب انہوں نے صفات متشابہات اور غیر متشابہات کا بلکل فرق ہی مٹا دیا اور دونوں کیلئے ایک ہی ضابطہ مقرر کر دیا اگر صفات متشابہات اور غیر متشابہات ایک ہی ہیں تو ان کی تقسیم کیوں کی گئی اور اگر ان متشابہات کو بھی غیر متشابہات کی طرح رکھنا تھا تو اللہ نے ایسا کیوں فرمایا کہ اس قرآن میں متشابہات بھی موجود ہیں؟

عقیدہ نمبر 4

خدا جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔ یہ بہت گمراہ کن عقیدہ ہے۔

امام اہلحدیث نواب وحید الزمان خان صاحب خدا کی صورت کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو(ترجمہ ہدیۃ المہدی ص 26)معاذ اللہ لوگوں کے عقائد کو خراب کرنے کیلئے لوگوں کے ذہنوں میں خدا کی صورت کا تصور بنایا جا رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لیس کمثلہ شيء" وہ کسی شے کی مثل نہیں۔ (الشوری 11)

اگر کہا جائے اللہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا اللہ انسان کی صورت میں ظاہر ہوگا یا کسی اور صورت کو اختیار کرے گا اور اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تغیر و تبدل سے پاک ہیں۔

عقیدہ نمبر 5

فرقہ اہلحدیث کے نزدیک بیس رکعت تراویح بدعت ہے۔ لکھتے ہیں:

"بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول نہیں بلکہ بدعت ہے"۔(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص 69)

العیاذ باللہ

بیس رکعت تراویح کب سے ہو رہی ہے؟

بیس رکعت تراویح صحابہ کرام اور تابعین کے پاک زمانے سے چلی آرہی ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ»

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں 20 رکعت اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(معرفۃ السنن والآثار ج 4 ص 42: صحیح)

أخبرنا أَبُو عبد الله مَحْمُود بن أَحْمد بن عبد الرَّحْمَن الثَّقَفِيُّ بِأَصْبَهَانَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي الرَّجَاءِ الصَّيْرَفِي أَخْبرهُم قِرَاءَة عَلَيْهِ أَنا عبد الْوَاحِد بن أَحْمد الْبَقَّال أَنا عبيد الله بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَا جَدِّي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَمِيلٍ أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَنا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيًّا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَار وَلَا يحسنون أَن (يقرؤا) فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا (شَيْءٌ) لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ أَحْسَنُ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَة

ترجمہ:... "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز پڑھایا کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں، مگر خوب اچھا پڑھنا نہیں جانتے، پس کاش! تم رات میں ان کو قرآن سناتے۔ اُبیؓ نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔ فرمایا: یہ تو مجھے معلوم ہے، لیکن یہ اچھی چیز ہے۔ چنانچہ اُبیؓ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو 20 رکعتیں پڑھائیں۔ (الأحادیث المختارۃ ج 3 ص 367 : صحیح)

أَبُو الخضیب قَالَ یحیی بْن مُوسَی قَالَ نا جَعْفَر بْن عون سَمِعَ أَبَا الخضیب الجعفِی کَانَ سوید بْن غفلة یؤمنا فِي رمضان عشرین رکعة.

ترجمہ:... "ابو الخصیب کہتے ہیں کہ: سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں بیس (20) رکعتیں پڑھاتے تھے۔"
(التاریخ الکبیر ج 9 ص 28)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار تابعین میں ہے، انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اسلام لائے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی، کیونکہ مدینہ طیبہ اس دن پہنچے جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی، اس لئے صحابیت کے شرف سے مشرف نہ ہوسکے، بعد میں کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خاص اصحاب میں تھے، ۸۰ھ میں ایک سو تیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ (تقریب التہذیب ج 1 ص 341)

اگر نعوذ باللہ یہ بدعت ہے تو کسی صحابی نے نکیر کیوں نہیں فرمائی؟
پھر جن صحابہ نے ساری زندگی 20 تراویح پڑھی ہیں ان کی تراویح ہوئی یا نہیں؟

اور اگر بدعت ہے تو امت 14 صدیوں سے 20 رکعت تراویح پر کیوں قائم ہے؟ چاروں ائمہ کے نزدیک تراویح 20 ہی معمول ہے۔

اگر یہ بدعت ہے تو یہ بدعت شروع سے آج تک حرم اور مسجد نبوی میں جاری ہے۔

عقیدہ نمبر 6

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے امام الہند محمد جونا گڑھی لکھتا ہے کہ: حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہ تھی

(شمع محمدی ص 22)

اور حضرت عمرؓ کی سمجھ کے معتبر نہ ہونے پر دلائل بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسے دلائل جس سے کل کو یہی لوگ کہہ سکتے ہیں کہ معاذاللہ نبی ﷺ کی سمجھ بھی معتبر نہیں۔

العیاذ باللہ جس عمرؓ کے متعلق نبی ﷺ فرماتے ہیں

«لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ» (سنن الترمذي ج 5 ص 619)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔

ان عمرؓ کے متعلق یہ رافضی کہتا ہے کہ ان کی سمجھ معتبر نہ تھی آخر ایسا کہہ کر یہ لوگوں کو کیا سبق دینا چاہتے ہیں؟ اگر انکی سمجھ معتبر نام تھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انکی سمجھ میں جو آیات نازل کیں انکا کیا حکم ہے؟ جنکو موافقات عمر کہا جاتا ہے۔

عقیدہ نمبر 7

قربانی میں مرزئی بھی شریک ہو سکتا ہے۔

غیر مقلد مولوی محمد علی جانباز لکھتے ہیں:

"باقی رہی مرزائی کی شرکت تو اس کے متعلق بھی حرام کا فتوی نہیں لگا سکتے"۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج 13 ص 89)

عقیدہ نمبر 8

امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی کوئی نماز نہیں ہوتی وہ بے نمازی ہے۔ العیاذ باللہ

مولوی عبد الستار غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فاتحہ ہر ایک مقتدی و منفرد و امام پر واجب ہے اور اس کے ترک سے بالکل نماز نہیں"۔

(فتاویٰ ستاریہ ج 1 ص 54)

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی لکھتے ہیں:

"فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی"۔(فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 398)

محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

"سورۃ فاتحہ کے سوائے کوئی بھی نماز ہرگز نہیں ہوگی۔ صرف ایک رکعت میں بھی نہیں پڑھی تو اس کی وہ رکعت نہیں ہوئی وہ نماز خواہ اکیلے پڑھے یا پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی"۔(مقالات راشدیہ ص 67)

یہ الگ بات ہے کہ ان کے اس مسئلہ کی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث دنیا میں موجود نہیں۔

ان کی بنیادی 2 ہی دلیلیں ہیں

ایک صحیح بخاری سے

فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔۔۔ الخ

جواب

یہی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور امام مسلمؒ نے اس کے بعد سند نقل کرکے اس میں اضافہ بھی نقل کیا ہے اور پوری حدیث یوں ہے۔

37 - (394) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ، الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرِهِمْ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ» [ص:296] وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا (صحیح مسلم ج 1 ص 295)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد قرآن نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(جامع ترمذی:جلد اول:حدیث نمبر 301: صحیح)

جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں جس نے ایک رکعت بھی سورت فاتحہ کے بغیر پڑھی گویا کہ اس نے نماز ہی نہیں پڑھی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

غیر مقلدین کی دوسری اور آخری مرفوع دلیل حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے ہے جس میں ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی ۔۔۔ الخ

یہی غیر مقلدین کی اس مسئلہ میں اکلوتی دلیل ہے جسے خود ان کے محدث البانی صاحب نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (سنن ابی داؤد ص 144)

یہی انتہائی ضعیف حدیث ان کا ہر عامی جاہل اور عالم جاہل لئے گھومتا ہے تمام امت کی نماز کو باطل قرار دینے کیلئے۔

ہمارا سوال: پھر قرآن مجید کی آیت (واذا قریٔ القرآن فاستعمو لہ وانصتو) اور حدیث مبارکہ (من کان لہ فقراءۃ الامام لہ قراءۃ) یہ کدھر جائیں گی پھر صحابہ کرام نے جو نمازیں بغیر قرآت کے پڑھی وہ قبول ہیں یا نہیں؟

عقیدہ نمبر 9

مرزائی اسلامی فرقہ ہے۔

ثناء اللہ امرتسری صاحب نے مرزائیوں کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے۔ دیکھئے

(ثنائی پاکٹ بک ص 55)

عقیدہ نمبر 10

اجماع حجت شرعیہ نہیں۔

ویسے تو تمام غیر مقلدین اجماع امت کے منکر ہیں چاہے عملاً ہوں یا قولاً لیکن ہم ان کے بڑے مولوی سے دکھاتے ہیں حافظ عبد المنان نورپوری غیر مقلد لکھتے ہیں۔

اجماع صحابہؓ اور اجماع ائمہ مجتہد کا دین میں حجت ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔(مکالمات نور پوری ص 85)

لعنت اللہ علی الکاذبین

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا(سورۃ نساء آیۃ ۱۱۵)

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت **بُرا ٹھکانہ ہے۔**

یہ اجماع کی حجیت نہیں تو اور کیا ہے اور یہ سب سے افضل ہستیاں صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے اجماع کا انکار کر رہا ہے اور اگر اجماع حجت نہیں تو پھر قرآن کے 30 پارے اور **موجودہ** مصحف کی ترتیب کس دلیل سے مانی جائے؟

عقیدہ نمبر 11

اذان عثمانی بدعت ضلالت ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

یہ اذان رائجہ بدعت ضلالت ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 432)

مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

پس ہمارے زمانہ میں مسجد میں جو دو اذانیں جمعہ کے لئے ہوتی ہیں صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں۔ (فتاویٰ اہلحدیث ج 2 ص 106)

اگر یہ بدعت ہے تو تمام صحابہ نے اس پر نکیر کیوں نہ کی؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے دور میں ختم کیوں نہ کروا دی؟

غیر مقلد وکٹورین ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ دور عثمانی میں یہ اذان کسی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی اور آج کل اہلسنت حنفی شافعی مالکی اور حنبلی یہ آذان مسجد میں دی جاتی ہے اور ہم اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ یہ لوگ کس دلیل سے اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تو بقیہ اذانیں بھی بلند جگہ پر دی جاتی تھیں اور اب صرف مسجد میں دی جاتی ہیں اگر یہ بدعت ضلالت ہے تو کیا یہی اذان مسجد کی بجائے بازار یا کسی بلند عمارت پر دیں تو کیا جائز ہو گئی ؟ اور یہی اذان حرم میں بھی دی جاتی ہے کیا وہ بھی بدعت ضلالت ہے؟ اور پھر آپکی 5 وقت کی اذان کیا ہوگی؟

عقیدہ نمبر 12

دین میں نبی کی رائے حجت نہیں۔

غیر مقلدین کے خطیب الہند محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں۔

"تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے" (طریق محمدی ص 40)

جبکہ یہ بات ہی صحیح نہیں کیونکہ نبی ﷺ دینی معاملات میں رائے نہیں دیتے بلکہ وہ ان کا حکم ہوتا ہے جسے اپنانا لازم ہوتا ہے ہاں البتہ دنیاوی معاملات میں آپ ﷺ نے خود اختیار دیا ہے اور جان چھڑانے کیلئے اسے مجتہدین کے اجتہادات کے ساتھ جوڑنا بھی صریح حماقت ہے۔

قرآن مجید میں آیا ہے (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے منع کریں، اس سے رک جایا کرو۔

دینی معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہی حرف آخر ہے قرآن مجید میں آیا ہے (مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ) جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی، اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے۔

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ»

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک انسان ہوں، جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کا حکم دوں تو تم اس کو اپنا لو اور جب میں (دنیاوی معاملات میں) اپنی رائے سے کسی چیز کے بارے میں بتاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ (صحیح مسلم ج 4 ص 1835)

عقیدہ نمبر 13

ائمہ اربعہؒ کی تقلید بھی شرک ہے۔

فرقہ اہلحدیث کا ہر عامی جاہل اور عالم کہلائے جانے والا جاہل یہ بات کرتا ہے۔

اب ان کا اپنا اقرار بھی دیکھئے ایک مولوی لکھتے ہیں:

" اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ تقلید خواہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے"۔(الظفر المبین ص 20)

جبکہ پوری قرآن میں ایک بھی ایسی آیت موجود نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے آئمہ فقہاء مجتہدین اہل استنباط کی تقلید کو شرک کہا ہو یا کم از کم روکا ہو منع کیا ہو جیسا کفار مشرکین بے دین اور نا اہلوں کی تقلید سے منع کیا ہے۔

ہر بندہ اپنی پسند کے مطابق مختلف حالات میں مختلف اقوال کے گا تو خواہش پرستی کا دروازہ کھل جائے گا اسی لیے کسی ایک امام کی پیروی ضروری ہے

عقیدہ نمبر 14

سنت عمر کفر ہے۔ نعوذ باللہ

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے مولوی عبد المتین میمن طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں لکھتا ہیں:

"سنت محمدی کو چھوڑ کر سنت عمرؓ کی طرف لوٹیں گے تو کفر ہے"۔(حدیث خیر و شر ص 110) العیاذ باللہ

پہلے عمرؓ کو نبی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا پھر ان کی طرف رجوع کرنے والے کو کافر قرار دیا اس میں وہ تمام صحابہ کرامؓ آگے جنہوں نے حضرت عمرؓ کی پیروی کی لہذا اس احمق مولوی کے مطابق حضرت عمرؓ اور ان کے پیروکار سب کافر ہوئے۔ نعوذ باللہ

عقیدہ نمبر 15

بیک وقت چار سے زائد شادیاں کی جا سکتی ہیں۔

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے مشہور مولوی نواب صدیق حسن خان اور نور الحسن لکھتے ہیں:

"چار کی کوئی حد نہیں (غیر مقلد مرد) جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے"

(ظفر الامانی ص 141، عرف الجادی ص 111)

عقیدہ نمبر 16

فرقہ اہلحدیث کے نزدیک پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف ہونا یا پشت کرنا بالکل جائز ہے ناجائز ہونا تو دور رہا مکروہ بھی نہیں ہے۔

(دستور المتقی ص 45 از مولانا یونس دہلوی، نزل الابرار ج 1 ص 53 از امام اہلحدیث نواب وحید الزمان)

جبکہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بغیر کسی عذر کے قبلہ رو ہونا اور پشت کرنا مطلقا ناجائز ہے، آبادی میں ہو یا صحرا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے اور قبیلہ کے اکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔

(بخاری ج 1 ص 57، مسلم ج 1 ص 130، زاد المعاد ج 1 ص 8، مجمع الزوائد ج 1 ص 205 ابو داود)

عقیدہ نمبر 17

زکوۃ کا انکار اور اس میں حیلے

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں۔

زیورات اور مال تجارت میں زکوۃ نہیں۔(بدور الاہلہ ص 102) اور زکوۃ کہاں دی جائے؟

نواب نور الحسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوۃ دینی جائز ہے۔(عرف الجادی ص 72)

گویا کہ زکوۃ کے اصل حقداروں کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو زکوۃ دے دی جائے تاکہ مال اندر ہی رہ جائے۔حالانکہ اصول ہے کہ مسلمان اپنے اصول (باپ، دادا) و فروع (بیٹا، بیٹی) کو زکوۃ نہیں دے سکتا۔

عقیدہ نمبر 18

عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکنے والا ملعون ہے۔

حضرت عائشہؓ کی بدترین توہین

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی غیر مقلدین کے شیخ الکل نے حضرت عائشہؓ کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انکا قول "کہ اگر آج نبی کریم ﷺ ان باتوں کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو انہیں مسجد جانے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں"۔ (بخاری ج1 ص 120)

اس کے بعد غیر مقلدین کے شیخ الکل کی بات ملاحظہ ہو۔

"پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ۔۔۔۔۔ الخ (الایۃ) جو حکم صراحۃ شرع میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے" (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ ص ۲۶۶)

غیر مقلدین کے شیخ الکل کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اس نے درپردہ حضرت عائشہؓ پر کیسا زبردست حملہ کیا ہے، افسوس اس فتویٰ غیر مقلدین کے شیخ الکل کا بھی بلا کسی اختلافی نوٹ کے دستخط موجود ہے۔ اور نذیر حسین نے لوگوں کو کیا تاثر دیا ہے۔

کہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔ حضرت عائشہ نے اس مسئلہ میں آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا۔ حضرت عائشہؓ نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منہ کہہ کر کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسجد اور عید گاہ جانا مناسب نہیں ہے۔ شریعت کو بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

عقیدہ نمبر 19

آج کل کے تمام غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ

اللہ کی ذات صرف عرش کے اوپر اوپر تک ہے نیچے سے ختم ہوتی ہے اور اللہ کی ذات کے بعد اس کے نیچے سے عرش اور دیگر مخلوقات شروع ہوتی ہیں العیاذ باللہ (نزل الابرار ص 3 کتاب الایمان) (فتاوی ثنائیہ مدنیہ ص 493)

جبکہ یہ عقیدہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید 3)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

"اللهم أنت الأول، فليس قبلك شيء، وأنت الآخر، فليس بعدك شيء، وأنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن، فليس دونك شيء".

اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو "آخر" ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو "ظاہر" ہے تیرے اوپر کچھ نہیں، تو "باطن" ہے تیرے نیچے کچھ نہیں۔ (صحیح مسلم)

دون کا مطلب "علاوہ" بھی ہوتا ہے اور "دون" کا مطلب "نیچے بھی ہوتا ہے۔ (المورد ص 557)

ہم دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہیں خود حدیث میں بھی لفظ "دون" نیچے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ

"اور اگر تمہارے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں کے نیچے تک موزے پہن لیا کرو"۔

(سنن نسائی ج 2 ح 587 : صحیح)

امام بیهقي رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نَفْيِ الْمَكَانِ عَنْهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ» . وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ". وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ.

(الأسماء والصفات للبيهقي ج ٢ ص ٢٨٧)

"ہمارے بعض اصحاب اللہ کو مکان سے پاک ثابت کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ تو (اللہ) الظاہر مطلب کوئی چیز اسکے اوپر نہیں الباطن یعنی کوئی چیز اس کے نیچے نہیں اسلئے اللہ کے اوپر کچھ نہیں اور اسکے نیچے کچھ نہیں تو اللہ مکان و جگہ سے پاک ہے۔"

عقیدہ نمبر 20

اللہ کی صفت "ید" متشابہات میں سے نہیں۔

زبیر علی زئی لکھتا ہے:

"اللہ کی صفت "ید" کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے"۔

(اصول المصابیح ص 38 ترجمہ و تحقیق و تخریج زبیر علی زئی)

عقیدہ نمبر 21

ننگے ہو کر نماز پڑھنا

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتا ہے:

" عورت کی نماز بغیر ستر چھپائے صحیح ہے عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا پھر اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم (باپ بھائی بیٹے) کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے

زیادہ سر چھپالے"۔

(بدول الاہلہ ص 39)

عقیدہ نمبر22

صحابہ کرام پر فاسق ہونے کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

غیر مقلدین کے لئے فی جملہ نہایت مفید کتاب حوالہ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص 493) نزل الابرار میں لکھتا ہے کہ ہے

"تمام صحابہ کو عدول قرار دینے کا معنی ہے کہ وہ نقل روایت میں ثقہ و عادل و معتبر ہیں نہ کہ سارے صحابہ معصوم ہیں، ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی جس کی بنا پر ان پر لفظ فاسق کا اطلاق ناممکن ہے"۔(حاشیہ نزل الابرار ج 3 ص 94) معاذ اللہ

عقیدہ نمبر23

مشت زنی واجب ہے

نور الحسن خان غیر مقلد لکھتا ہے:

"نظر بازی کا خطرہ ہو تو مشت زنی واجب ہے"۔

(عرف الجادی ص 207)

سوال یہ ہے کہ اگر یہ واجب ادا نہ کیا گیا تو کیا گناہ ہو گا؟

ایک غیر مقلد سنت پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اسے نظر بازی کا خطرہ محسوس ہوا اب وہ سنت ادا کرے یا پہلے واجب؟ اگر نظر بازی کا یہی اعلاج ہے تو پھر نفس پر قابو کا کیا مطلب ہے؟

اور حدیث میں آیا ہے کہ ہاتھ سے مشت زنی کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔

عقیدہ نمبر 24

اگر زنا پر مجبور کیا جائے تو زنا کرنا جائز ہے۔

نواب الحسن خان غیر مقلد لکھتا ہے:

"کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جائے اس کیلئے زنا کرنا جائز ہے"۔(عرف الجادی ص 215)العیاذ باللہ

حضرت یوسفؑ کا مشہور واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب زلیخا انہیں اپنی طرف مجبور کر رہی تھیں تو حضرت یوسفؑ نے اس سے کہا

معاذ اللہ انہ ربیا حسن مثوای انہ لا یفلح الظلمون

ترجمہ:
معاذ اللہ! تیرا شوہر عزیز مالک ہے میرا اور اچھی طرح رکھا ہے مجھے اس نے، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔(سورۃ یوسف ص 23)

اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت کوئی غیر مقلد وکٹورین موجود نہیں تھا ورنہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جائز کا فتویٰ دے دیتا۔

عقیدہ نمبر 25

کسی کو حاضر ناظر جاننا شرک نہیں فرقہ وکٹورین اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات حاضر و ناظر نہیں اب جب اللہ کی ذات ہی حاضر ناظر نہیں تو کسی ولی یا نبی کی ذات کو حاضر و ناظر سمجھنا کس طرح سے شرک ہو سکتا ہے؟ شرک ہو تو کس کے ساتھ اللہ کی ذات تو حاضر و ناظر نہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ کتاب الایمان والعقائد باب: متعلق استوا علی العرش ص 2،4)

(فتاویٰ ثنائیہ ج 1ص 74، 86)

عقیدہ نمبر 26

نماز کے سنت واجبات فرائض وغیرہ سب بدعات ہیں۔ایک غیر مقلد مولوی لکھتا ہے:

"نماز کے واجبات فرائض سنن اور مستحبات یہ تمہاری بدعت ہے اگر بدعت نہیں تو قرآن و سنت سے ثابت کریں"۔

(حنفیوں کے 350 سوالات کے جوابات ص 125)

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کا ایک اور احمق مولوی لکھتا ہے: "فقہائے احناف کا نماز کے ارکان میں سے بعض کو فرض بعض کو واجب بعض کو سنت بعض کو مستحب قرار دینا بدترین بدعت ہے"۔(تحفہ حنفیہ ص 125)

تمام فقہاء اور محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب میں بعض جگہ پر کسی مسئلہ کو فرض یا کسی کو سنت یا کسی کو واجب قرار دیا لیکن ان تمام محدثین فقہاء جلیل القدر علماء کے خلاف ان وکٹورینوں کے نزدیک یہ ایک بدترین بدعت ہے۔

عقیدہ نمبر 27

ہر ایک اجتہاد کا حقدار ہے۔

ویسے تو یہ عقیدہ ہر ایک غیر مقلد کا ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک حوالہ بھی پیش کرتے دیتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد زبیر علی زئی ایک سائل کو سوال کا مختصر جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

"باقی امور کے بارے میں خود اجتہاد کر لیں"۔

(فتاویٰ علمیہ ص198)

اس احمق کے اس قول پر ہم ایک مشہور محدث کا قول نقل کرتے ہیں

امام الجرح والتعدیل حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (وفات 748ھ)فرماتے ہیں:

نعم من بلغ رتبة الاجتهاد وشهد له بذلك عدة من الأئمة لم يسغ له أن يقلد كما أن الفقيه المبتدئ والعامي الذي يحفظ القرآن أو كثيرا منه لا يسوغ له الاجتهاد أبدا فكيف يجتهد وما الذي يقول؟ وعلام يبني؟ وكيف

یطیر ولما یریش؟

ترجمہ:

" جو شخص اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو بلکہ اس کی شہادت متعد آئمہ دیں اس کیلئے تقلید کی گنجائش نہیں ہے مگر بتدی قسم کا فقیہ کا عامی درجے کا آدمی جو قرآن کا یا اسکے اکثر حصے کا حافظ ہو اس کیلئے اجتہاد جائز نہیں، وہ کیسے اجتہاد کرے گا؟ کیا کہے گا کس چیز پر اپنے اجتہاد کی امارت قائم کرے گا؟ کیسے اڑھے گا ابھی اسکے پر بھی نہیں نکلے؟"۔

(سیر أعلام النبلاء ج 13 ص 337)

عقیدہ نمبر 28

من پسند مسائل کو راجح قرار دینا۔

غیر مقلدین کے امام شوکانی لکھتے ہیں "چار دن قربانی والا موقف راجح ہے" (نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں "قول راجح یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں"۔

(علمی مقالات صفحہ 219)

تبصرہ: اگر ان جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ میں سے کسی ایک کی پیروی کی جائے۔

عقیدہ نمبر 29

زبان سے نیت کا مطلق انکار کرنا

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے امام نواب وحید الزمان لکھتے ہیں

"زبان سے نیت کرنا بدعت ہے"۔(نزل الابرار ج 1 ص 69)

جبکہ زبان سے نیت کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ میرے پاس رات کو میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس وقت آپ عقیق میں تھے (اس نے کہا) اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور کہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کی نیت کی۔

(صحیح بخاری ج 3 ح 2244)

عقیدہ نمبر 30

اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو فقط امام نماز لوٹائے مقتدی نہیں۔

نواب وحید الزمان لکھتا ہے:

امام حالت جنابت یا بغیر وضو کے نماز پڑھا دے یا کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے تو فقط امام اپنی نماز لوٹائے مقتدیوں کو لوٹانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی امام کا ذمہ ہے کہ وہ مقتدیوں کو یہ بتائے کہ میں نے اس حالت میں نماز پڑھا دی ہے۔

(نزل الابرار ج 1 ص 101)

جبکہ نبی کریم ﷺ نے امام کو ضامن قرار دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اسکی نماز صحیح ہو گی تو مقتدیوں کی بھی صحیح ہو گی اور اگر اس کی نماز فاسد ہو گی تو مقتدیوں کی بھی فاسد ہو گی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امانت دار ہوتا ہے۔

(مسند احمد ج 9 ح 4341)

عقیدہ نمبر 31

ناپاک اور پلید کپڑوں میں نماز بلکل صحیح ہے۔

نواب نور الحسن غیر مقلد لکھتا ہے:

ناپاک کپڑوں (جن پر پیشاب، پاخانہ وغیرہ گند لگا ہو) میں نماز صحیح ہے۔(عرف الجادی ص 21)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتا ہے:

"نمازی کے جسم پر نجاست (پیشاب، پاخانہ) لگا ہوا ہو تو بھی نماز باطل نہیں"۔

(بدور الاہلہ ص 38)

عقیدہ نمبر 32

گدھی کتیا سورنی سب کا دودھ اہلحدیث کے ہاں پاک ہے۔

مجدد وکٹورین اہلحدیث نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے

" گدھی کتیا، سورنی سب کا دودھ پاک ہے"۔

(بدور الاہلہ ص 18)

نواب وحید الزمان لکھتا ہے:

"کتے اور خنزیر کا جوٹھا پانی، دودھ وغیرہ بھی پاک ہے"۔(نزل الابرار فقہ نبی المختار ج 1 ص 30)

عقیدہ نمبر 33

توسل شرک اور ناجائز ہے۔

مولوی محمد احمد غیر مقلد لکھتا ہے:

وسیلہ کا یہی وہ غیر مشروط طریقہ ہے جو انسان کو شرک میں بتلا کر دیتا ہے۔(فتاویٰ صراط مستقیم ص 75)

طالب الرحمٰن زیدی غیر مقلد لکھتا ہے:

کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا وسیلہ دینا جائز نہیں۔

(آیئے عقیدہ سیکھئے ص 159)

جبکہ حدیث میں ہے کہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط پڑتا تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کے وسیلے سے اس طرح دعا کرتے

«اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا»

(بخاری ج 1 ص 137)

ایک اور حدیث میں ہے:

حَدَّثَنَا طَاهِرُ بْنُ عِيسَى بْنِ قَيْرَسَ الْمُقْرِي الْمِصْرِيُّ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ " أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ، وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقْضِي لِي حَاجَتِي، وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ، وَرُحْ إِلَيَّ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ، فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، وَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ، فَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ، وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ، فَأْتِنَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَقَالَ: لَهُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي، وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ

ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاجت (ضرورت) لے کر آیا کرتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصروفیت کی وجہ سے اس کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس نے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"جاؤ، وضو کرو، مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو، پھر یہ دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اپنے رب کے پاس، کہ وہ میری حاجت پوری فرمائے۔"وہ شخص گیا، حاجت پوری ہو گئی۔ پھر ایک بار پھر وہی شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بٹھایا، اس کی حاجت پوچھی، اور اس کی ضرورت پوری کر دی۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا:"اللہ تمہیں بھلائی دے! پہلے تم نے مجھے جو مشورہ دیا تھا، اس کے بعد حضرت عثمان میری طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے، نہ ہی میری طرف التفات فرماتے تھے۔ جب میں نے یہ دعا کی تو اللہ نے میری حاجت پوری کر دی۔"حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"واللہ! میں نے یہ دعا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی، بلکہ میں نے اسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سیکھا تھا جب ان کی ایک حاجت تھی۔"(معجم الصغیر 1ص184-183 صحیح)

عقیدہ نمبر34

عیسائیوں کا قبضہ بھی دارلاسلام ہوتا ہے۔

وکیل وکٹورین اہلحدیث محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے:

ہندستان باوجودیہ کہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے۔(الاقتصاد فی مسائل اجہاد ص 25)

عقیدہ نمبر35

حضرت عیسیٰؑ کے والد کا اثبات۔ العیاذباللہ

مشہور غیر مقلد عنایت اللہ اثری لکھتا ہے:

عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتا رہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرما رہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا گیا

خوب ہے۔(عیون زمزم ص 40)

نوٹ: اس عقیدہ میں حضرت عیسیٰؑ کے لئے والد ثابت کیا گیا ہے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے قرآن یہی بتاتا ہے۔

عقیدہ نمبر 36

مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا

مولوی عبد العزیز سیکرٹری جمعیہ مرکزیہ اہلحدیث ہند لاہور غیر مقلد ثناء اللہ امر تسری جو کہ فرقہ اہلحدیث کے ہاں شیخ الاسلام ہیں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"آپ (ثناء اللہ امر تسری صاحب) نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی"۔

"آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے"

"آپ نے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا"۔

العیاذ باللہ

(فیصلہ مکہ ص 36)

عقیدہ نمبر 37

جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں۔

چنانچہ نواب نور الحسن خان غیر مقلد لکھتا ہے:

ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو خیر ہے کھاتے وقت پڑھ لے۔(عرف الجادی 239)

عقیدہ نمبر 38

جس کپڑے پر وہ (حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ) لگا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے"۔

(فتاویٰ ستاریہ ج 1 ص 105)

عقیدہ نمبر 39

نماز کی طرف دعوت دینا درست نہیں۔

فرقہ اہلحدیث وکٹورین کے بڑے مولوی طالب الرحمن کی ایک بڑی حماقت: لکھتا ہے:

"کیا لوگوں کو نماز کی دعوت دینا اسوہ رسول ﷺ ہے۔ اگر نہیں تو پھر نبی ﷺ کے طریقے کو کیوں نہیں اپنایا جاتا"۔ (یعنی نماز کی دعوت نہ دی جائے)

(تبلیغی جماعت عقائد و نظریات ص 10)

عقیدہ نمبر 40

صحابہ کرامؓ میں سے بعض لوگ فاسق تھے العیاذ باللہ

نواب وحید الزمان لکھتا ہے:

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو فاسق تھے جیسے ولید بن عقبہ (رض) ایسے ہی معاویہ (رض)، عمرو بن العاص (رض)، مغیر بن شیبہ (رض) اور سمرہ بن جندب (رض) کے متعلق
(نزل الابرار ج 3 ص 94)

یہ چند عقائد تھے جو انکے باطل اور بدمذہب ہونے کو واضح کرتے ہیں اور بھی کئی عقائد ہیں مگر اختصار کے پیش نظر چند ذکر کیے اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نسلوں کو اس غلیظ فتنے سے محفوظ رکھے اور انکو ہدایت دے آمین۔

اکابرین غیر مقلدین کے غلیظ عقائد کی ایک جھلک

1. مشہور غیر مقلد مولوی وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: خدا عرش پر ہے اور عرش خدا کا مکان ہے۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج 1 ص 3) ھدیۃ المہدی ص 9)
2. مشہور غیر مقلد مولوی وحید الزمان اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ بیان کرتے ہیں: تعجب کرنا، اترنا چڑھنا، آنا جانا مسخری و مکر (یعنی مذاق ٹھٹھہ و فریب) چلنا بھاگنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعائیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ) (ہدایۃ المہدی: ص 23)
3. مشہور غیر مقلد مولوی وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: ارواح انبیاء سے مدد مانگنا جائز ہے۔ ہمارے شیخ تیمیہ کا انکار غلط ہے اہل قبور فیوض و برکات دیتے ہیں (ہدایۃ المہدی 48-45-44)
4. مشہور غیر مقلد نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں: " حلال جانور کا ہر جزء حلال ہے ۔ (آنتیں، آلہ تناسل، دونوں بیضے، فرج یعنی مادہ جانور کے پیشاب کا مقام، غدہ یعنی غدود، مثانہ یعنی پھکنا اور پِتا) (فتاویٰ نذیریہ جلد 3 ص 320)
5. مشہور غیر مقلد وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: "خنزیر پاک ہے۔ خنزیر کی ہڈی، پٹھے، کھر، سینگ اور تھوتھنی سب پاک ہیں۔" (کنز الحقایق من فقہ خیر الخلاق: ص 13)
6. مشہور غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: "اونٹ، گائے، بکری کے پیشاب کی حلت کا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ (فتاوی ثنائیہ: جلد 2 صفحہ 67)
7. غیر مقلد وحید الزماں خان لکھتے ہیں خون حیض کے علاوہ باقی تمام خون منی رطوبت فرج، خمر حلال و حرام جانور کا پیشاب یہ سب چیزیں پاک ہیں۔ " اہلحدیث کا راجح مذہب یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب پاک ہے ۔ (نزل الابرار: ج 1 ص 49)
8. غیر مقلد حافظ عبد القادر روپڑی لکھتے ہیں رام چندر کرشن جی، لچھمن جو ہندوؤں میں ہیں اور زرتشت جو فارسیوں میں ہیں اور کنفیوسش اور مہاتما بدھ جو چین و جاپان میں ہیں اور سقراط

وفیثاغورث جویونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ان تمام انبیاء ورسل پر ایمان لائیں (العیاذ باللہ)- (فتوحات اہلحدیث ص 148)

9. **اکابرین غیر مقلدین کے نزدیک انبیاء و اولیاء اللہ اپنی قبروں میں سن سکتے ہیں** مشہور غیر مقلد وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کوئی اولیاء اللہ میں سے عام مسلمانوں سے زیادہ سن سکتا ہے، حتی کہ تمام دنیا اور دور ونزدیک سے سن لیتے ہیں تو یہ شرک نہیں۔(ہدایۃ المہدی ص53)

10. مشہور غیر مقلد عالم حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے نزدیک شوہر کا اپنی بیوی کا دودھ پینا جائز ہے اور اس پر رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ (فتاوی اہلحدیث: جلد 3 صفحہ 186)

11. مشہور غیر مقلد مولوی وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ (کنز الحقایق من فقہ خیر الخلایق ص 16)

12. مشہور غیر مقلد وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں جب حضرت عمرو بن عاص کی دغا بازی ظاہر ہوئی ۔ (نعوذباللہ من ذالک البکواس) (لغات الحدیث: صفحہ 60)

13. مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: اور یقینا اس امت کے بہت سے متاخرین علماء علم و معرفت اور سنت کی نشریات میں عوام صحابہ سے افضل ہیں۔ ہمارے امام مہدی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ دونوں سے افضل ہیں ۔(ہدایۃ المہدی ص 164)

14. اکابرین غیر مقلدین وکٹورین اہلحدیث(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نظریہ اور بہتان عظیم) مشہور غیر مقلد نواب نورا الحسن خان لکھتا ہے : " بعض اھل علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اھل خود کردہ اند ترجمہ: صحابہ جب اہل و عیال سے دور ہوتے تو صحابہ کرام بھی مشت زنی کیا کرتے تھے۔(نعوذ باللہ من ذالک البکوس)(عرف الجادی من الجنان ھدی الھادی: ص214- 215)

15. مشہور غیر مقلد وحید الزمان صدیقی نے حضرت امیر معاویہ کے لئے جو الفاظ استعمال کئے ہیں میں انھیں نقل کرنے کی جرءت نہیں کر سکتا۔ آپ حضرات خودہی پڑھ لیں۔ (لغات الحدیث کتاب ص، صفحہ 40)

16.ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے: مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطۂ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ۱٦ اپریل ۱۹۱۵ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج)

17.ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے: مرزائن سے نکاح جائز ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۳ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج)

18.ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے: میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز کی اقتدا جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی (اخبار اہل حدیث ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء فتوی امام ربانی ص ۵۰)

19. مشہور غیر مقلد وحید الزمان صدیقی لکھتا ہے: " شطرنج کھیلنے والے پر انکار جائز نہیں "۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

20. مشہور غیر مقلد وحید الزمان صدیقی لکھتا ہے: کوئی شخص متعہ کرتا ہو تو اس پر انکار نہیں کرنا چاہیے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

21. صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اور فقہاء رحمہ اللہ کے اقوال گمراہ کن ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص۲٤۷)

22.صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کی فہم معتبر نہیں۔ (الروضۃ الندویہ ص۹۸)

23.متاخرین علماء صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ سے افضل ہو سکتے ہیں (ہدیۃ المہدی ص۹۰)

24.صحابہ کرام کی درایت (سمجھ) معتبر نہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۲ص ٤٤ شمع محمدی ص۱۹)

25.موقوفات (اقوال وافعال) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ حجت نہیں (رسالہ عبد المنان ص ۸۱،۸٤،۱٤، ۵۹،۸۵)

26.حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کا قول حجت نہیں۔ (تیسرا الباری ج ۷ ص ۱٦۵)

27.اسلام کا سارا کام معاویہ رضی اللہ تعالیٰ نے خراب کیا۔(لغات الحدیث جلد ۳ ص ۱۰٤)

خلفائے راشدین کے بارے میں غیر مقلدین کے نظریات

28.وحید الزمان صدیقی لکھتا ہے: خطبہ جمعہ میں خلفاء الراشدین کا ذکر کرنا بدعت ہے(ھدیۃ المھدي ص ۱۱۰)

29. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی مقرر کرنا اصل اسلام کے خلاف تھا۔(طریق محمدی ص ۸۳)

30.فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صاف صاف موٹے مسائل میں غلطی کی۔(طریق محمدی ص ۵۴)

31.روزمرہ کے مسائل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے مخفی رہے۔(طریق محمدی ص ۵۵)

32. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتوی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھا۔(تیسیر الباری ص ۱٦۹ جلد ۷)

33.ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا کلمہ نہیں پڑھا جو ان کی بات مانے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۵۲)

34. متعہ سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منع نہ کرتے تو کوئی زانی نہ ہوتا۔(نعوذ باللہ) لغات الحدیث جلد ۴ ص ۱۸٦)

35. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتوی حجت نہیں(فتاوی ستاریہ جلد ۲ ص ٦۵)

36.اجتہاد عمر رضی اللہ عنہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھا۔(تیسیر الباری جلد ۷ ص ۱۷۰)

37. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل قابل حجت نہیں(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۲۳۳)

38. اذان عثمانی رضی اللہ عنہ بدعت ہے اور کسی طرح جائز نہیں۔(فتاوی ستاریہ جلد ۳ ص ۸۵،۸٦،۸۷)

39. حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خود ساختہ خلافت کا چار پانچ سالہ دور امت کے لئے عذاب خداوندی تھا۔(نعوذ باللہ)(صدیقہ کائنات ص ۲۳۷)

40. حضرت علی کی وفات کے بعد امت نے سکھ کا سانس لیا۔ (صدیقہ کائنات ص ۲۳۷)

جب انسان کا اپنے بڑوں سے اعتماد اٹھ جائے اور خود محقق بن جائے تو پھر یہی حال ہوتا ہے جو ان غیر مقلدین کا ہو رہا ہے ذلت ہی مقدر ہے کیسے کیسے غلیظ عقائد ہیں(نعوذ باللہ) ابھی یہ چند ہیں جن کو ذکر کیا ہے۔

بہت سارے غلیظ عقائد ایسے تھے جن کو میرے قلم نے گوارا نہ کیا اور میری جرت نا ہو سکی چند ذکر کیے تاکہ عوام ان کی اصلیت جان سکے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور صحابہ کرام و فقہاء و مجتھدین و محدثین کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین

جہمی علماء وکٹورین اہلحدیث

نوٹ :یہاں اہلحدیث انگریز کے دور میں انگریز کا پیدا کردہ لامذہب فرقہ مراد ہے جس نے انگریز سے اپنا نام اہل حدیث الارٹ کروایا۔

یہ ان کے بڑے بڑے بزرگ جو کہ اللہ کی ذات کے متعلق وہ عقیدہ رکھتے تھے جو کہ آج کے اہلحدیث کے نزدیک جہمیہ کا عقیدہ کہلاتا ہے۔

خود فیصلہ کیجئے یا تو ان کے یہ بڑے بڑے اہلحدیث نہیں تھے یا آج کہ یہ وکٹورین اہلحدیث نہیں۔

1:فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی الجہمی لکھتے ہیں۔

"ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور ہر چیز کی ہر وقت خبر رکھنا خاص ذات وحدہ لاشریک لہ باری تعالیٰ کے واسطے ہے"۔(فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 6)

2:فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے شیخ السلام ثناء اللہ امرتسری الجہمی لکھتے ہیں۔

"اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز اور ہر کام پر حاضر ہے"۔(تفسیر ثنائی ص 347)

3: محقق وکٹورین اہلحدیث قاضی شوکانی الجہمی لکھتے ہیں۔

وکما نقول هذا الاستواء والکون في تلک الجهة فلنا نقول في مثل قوله تعالي وهو معکم اینما کنتم ۔۔۔۔۔ ولا نتکلف بتاویل ذالک کما یتکلف غیرنا بان المراد بهذا الکون المعنیت هو کن العلم و علیتهفان هزا شعبة من شعب التاویل تخالف مذاهب السلف وتبائن ماکان علیه الصحابة وتابعوهم رضوان الله علیهم اجمعین

ترجمہ" "جیسا ہم استواء اور جہت فوق کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں ویسا ہی ان اقوال خداوندی هو معکم وغیرہ "وہ تمہارے ساتھ" ہے کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم اس کی تاویل علم کے ساتھ یا نصرت کے ساتھ کرنے میں تکلف نہیں کرتے جیسا کہ اور لوگ تکلف کرتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ ساتھ ہونے سے اس کا علم مراد ہے کیونکہ یہ بھی تاویل کی ایک شاخ ہے جو مذہب صحابہ ؓ و تابعین وغیرہ سلف کے خلاف ہے "(التحف ص 16 بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 202)

4: فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان الجہمی لکھتے ہیں۔

"ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ استویٰ علی العرش اور اللہ کا آسمان پر ہونا اور مخلوق سے جدا ہونا اور اس کا قرب اور معیت اور جو بھی صفات آئی ہیں کیفیت بتانے اور علم و قدرت کے ساتھ تاویل کرنے کے بغیر ظاہر پر جاری ہیں کیونکہ تاویل کرنے کی کوئی دلیل شرعی وارد نہیں ہوئی"۔(کتاب الجوائز والصلات ص 262)

اس عبات کو نقل کرنے کے بعد فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری الجہمی لکھتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت قاضی شوکانی کی عبارت سے بھی واضح تر ہے مطلب اس کا وہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا کہ عرش پر ہے ویسا ہی زمین پر ہے رہا یہ امر کہ کیسے ہے سو یہ سوال کیفیت سے ہے جو حوالہ بخدا ہے"۔(مظالم روپڑی ص 13)

5: فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے وکیل اعظم محمد حسین بٹالوی الجہمی، جنہوں نے اپنے فرقہ کا نام انگریز سے اہلحدیث الارٹ کروایا لکھتے ہیں

"میں خدا کی صفت قرب معیت اور اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمینوں میں ہونا بلا تاویل یقین کرتا ہوں"۔(مظالم روپڑی ص 11)

6: حکیم محمد صادق سیالکوٹی الجہمی لکھتے ہیں

"یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ حاضر ناظر اور موجود ہے"۔(انوار التوحید ص 39) ایک اور جگہ لکھتے ہیں

"اللہ کی اس صفت حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہونے میں ہے کوئی اس کا شریک ؟ ہر گز نہیں !"(انوار التوحید ص 75)

7: فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے محدث عبد الرحمٰن مبارکپوری الجہمی لکھتے ہیں:

"ینزل اللہ تبارک و تعالي كل ليلة قد اختلف في معني النزول علي اقوال فمنهم من حمله على ظاهر و حقيقة و هم المشبهة"

ترجمہ "نزول کے بارے میں کئی اقوال کا اختلاف ہے بعض نے اسے اپنے ظاہر اور حقیقت پر حمل کیا ہے اور یہی لوگ مشبہہ (یعنی گمراہ فرقہ مجسمہ) ہیں"۔

(تحفۃ الاحوذی ص 324)

فرقہ وکٹورین اہلحدیث اسے ظاہر اور حقیقت پر حمل کرتے ہیں اور ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں جیسا مشبہہ فرقہ کا ہے اور ایسا نہ کرنے والے کو وہ جہمیہ کہتے ہیں۔

8: ڈاکٹر عبد الکبیر محسن الجہمی بھی یہی لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے لئے جہت علو کے قائلین اس سے استدلال کرتے ہیں نزول سے مراد میں اختلاف ہے بعض نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے اور اسے حقیقی نزول قرار دیا ہے یہی مشبہہ (گمراہ فرقہ) کا قول ہے"۔(توفیق الباری ج 2 ص 56)

9:فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے مولوی رئیس ندوی الجھی لکھتے ہیں۔ " عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا اللہ کی ایک صفت ہے۔

ابھی جو شرک کی تعریف کی گئی اس کے مطابق اللہ کی کسی صفت میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو قولاً و عملاً و اعتقاداً شریک ماننا، جاننا اور کہنا بھی شرک ہے اور بہت سارے نصوص شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔۔۔۔۔۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے"۔
(تصحیح العقائد ص 33)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو حاضر و ناظر کہتے ہیں او ایسا رب تعالیٰ کے ساتھ شرک اسی صورت ہو سکتا ہے جب اللہ کی ذات کو بھی حاضر و ناظر مانا جائے۔

10:سلطاں جہاں بیگم زوجہ نواب صدیق حسن خان الجھی لکھتی ہیں:

" اور نہ اسکا کوئی مکان ہے اور نہ اس کی کوئی سمت ہے لیکن ہر جگہ ہے یا ہماری رگ جان سے زیادہ قریب ہے اور جس طرف ہم منہ پھیریں گے اس کو موجود پائیں گے"۔(سبیل الجنان ص 35)

11:فرقہ وکٹورین اہلحدیث مجتہد العصر عبد اللہ روپڑی الجھی لکھتے ہیں۔

"توحید حالی وحدۃ الشہود ہے اور توحید الہی وحدۃ الوجود ہے یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیا (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں متقدمین کی کتب میں نہیں ہاں مراد ان کی صحیح ہے"۔(فتاویٰ اہلحدیث ج 1 ص 153)

فرقہ وکٹورین اہلحدیث کے ایک مولوی ڈاکٹر محمد بہاولدین ایک ایسی بات لکھتے ہیں جو کہ ان سمیت فرقہ اہلحدیث کے ہر بندے پر فٹ آتی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

" بعض (اب سارے ہی ایسے ہو چکے ہیں) عوام کا لانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب ، بدمذہب ، ضال مضل جو کچھ کہو، زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں ۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں ۔جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرے کو بھی گمراہ کرتے ہیں"۔(تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱٦٤)

عقائدمیں تو اجتہادکی بھی گنجائش نہیں یا تو آج کے غیر مقلد گمراہ ہیں یا پھر کل کے ان کے یہ تمام بڑے بڑے بزرگ

ان میں سے اہل حدیث کون ہے کل والے یا آج والے؟کتنے وکٹورینوں نے ان پر کفر کا یا کم از گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے؟

آج یہ تمام بزرگ زندہ ہوتے تو اپنے وکٹورین ٹولے پر ضرور گمراہی کا فتویٰ دے دیتے ۔

کیا یہ قرآن و حدیث سمجھنے سے محروم تھے کیا آج کے غیر مقلدوں کو ان سے زیادہ قرآن و حدیث آتا ہے؟

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کے بھی منکر ائمہ کرام کے بھی منکر اور اپنوں کے بھی منکر صرف اپنی ذات کو ماننے والے ہیں ۔

****** * ****** * ****** * ****** *

غیر مقلدیت اور قادیانیت کے مشترکہ مسائل

تقلید ہر بے راہ روی کا توڑ ہے ۔ہر باطل کے پاس پہلے والے باطل لوگوں کے تیر و ترکش موجود ہیں۔ جیسے کہتے ہیں ''نئے شکاری جال پرانا''۔ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہوئے کوئی آدمی بھی ضلالت اور گمراہی میں نہیں پڑ سکتا۔ ہاں خود اجتہادی اور خواہشات نفسانی کی آڑ میں آدمی کے گمراہ ہونے تو کیا اسلام سے خارج ہونے کے بھی قوی احتمالات موجود ہوتے ہیں ۔اس لئے بعد کے اٹھنے والے فتنے دو دھڑوں میں تقسیم ہوتے ہیں ۔

۱: جنہوں نے سرے سے تقلید کا انکار کیا۔ اس میں اہل ظواہر سے لے کر موجودہ دور تک کے فتنے مثلاً غیر مقلدیت و مرزائیت وغیرہ شامل ہیں ۔

۲: جنہوں نے عملاً تقلید کا انکار اور قولاً تقلید کا اقرار بڑے زورو شور سے کیا ۔پہلے دور کے معتزلہ سے لے کر آج کل کے بدعتیوں بریلویوں و مماتیوں وروافض تک کے لوگ اس میں شامل ہیں ۔

ہر بعد میں آنے والے باطل نے اپنی طرف سے کوئی اصول گمراہی وضع نہیں کیا بلکہ پہلے گمراہ گروہوں کے عقائد کو چمکدار اسلامی لیبل لگا کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے، اور یہ طبقہ ان لوگوں کی تقلید میں چلا ہے جن کو امت مسلمہ نے ان کے غلط عقائد اور نظریات کی وجہ چھوڑ کر اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کر دیا تھا ۔

قارئین کرام ! آج ہم آپ کی خدمت میں تقلید سے بیزار دو فرقوں کے چند مشترکہ مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے آپ بخوبی جان لیں گے کہ ان کا آپس کا چولی دامن کا ساتھ ہے، فرق صرف نام کا ہے۔

مسئلہ نمبر۱: جس طرح غیر مقلدین نے تقلید کو شرک اورکار شیطان بتلانے کے ساتھ ساتھ ردتقلید پر کتابیں لکھیں اسی طرح مرزے نے بھی تقلید کا انکاراور ردتقلید میں کتب تحریر کیں۔(الکلام المفیدفی اثبات التقلید ص:۱۸۷)

مسئلہ نمبر۲: جس طرح غیر مقلدین کے ہاں مسافت سفر۳ میل یا احتیاطاً ۹ میل ہے۔(نمازنبوی ص:۲۴۳،)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی مدت قصر کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔جس کوتم پنجابی میں 'وانڈا کہتے ہو، اس میں قصر ہونا چاہیے۔میں نے سوال کیا اس میں کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے کہا نہیں پس جس کو تم وانڈا سمجھتے ہو اس میں قصر جائز ہے۔(سیرت مہدی ازمرزا بشیرج:۳ص:۵۳)

مسئلہ نمبر۳: غیر مقلدین جرابوں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔(صلوۃ الرسول ص:۱۰۶)

نوٹ: مرزا بھی جرابوں پر مسح کا قائل نہ ہوتا جبکہ وہ پھٹی پرانی جرابوں پر مسح کرنے کا بھی قائل تھا۔

(سیرت مہدی ازمرزابشیرج:۲ص:۱۲۷)

مسئلہ نمبر۴: غیر مقلدین حدیث صحیحہ" تحت السرۃ" والی کے خلاف خارج از صحاح ستہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔(صلوۃ الرسول ص؛۸۸ ملخصاً)

جبکہ مرزے کا عمل بھی غیر مقلدوں والا ہی تھا۔وہ خود لکھتا ہے:باوجود اس کے کہ شروع عمر میں بھی ہمارے اردگرد سب حنفی تھے مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا بلکہ طبعیت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی طرف رہا ہے۔

(سیرت مہدی ازمرزا بشیرج:۱ص:۱۰۳)نیز لکھا ہے کہ بحالت نماز ہاتھ سینے پر باندھتا تھا۔(سیرت مہدی ج:۳ص:۲۶۵)

مسئلہ نمبر۵: غیر مقلدین ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے قائل ہیں اور اس کو سنت نبویہ غیر منسوخہ سمجھتے اور قرار دیتے ہیں۔

(تیسر الباری از وحید الزمان غیر مقلد ج:۵ ص:۶۹۸)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا قائل تھا۔(سیرت مہدی ج:۳ ص:۶۳)

مسئلہ نمبر۶: غیر مقلدین سفر اور حضر میں خرابی موسم میں جمع بین الصلوتین کے قائل ہیں۔

(نماز نبوی از ڈاکٹر شفیق غیر مقلد ص:۲۴۷)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی جمع بین الصلواتین کا عملاً قائل تھا۔(سیرت مہدی ج:۳ ص:۲۲۰)

مسئلہ نمبر۷: غیر مقلدین آمین بالجہر [شرارتاً] زور سے کہتے ہیں۔(صلوۃ الرسول از صادق سیالکوٹی غیر مقلد ص:۱۹۵)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی آمین بالجہر کا قائل تھا۔(سیرت مہدی ج:۳ ص:۶۴)

مسئلہ نمبر۸: غیر مقلدین نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

(صلوۃ الرسول از صادق سیالکوٹی غیر مقلد ص:۱۹۵)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی رفع یدین کرنے کا قائل تھا۔

(سیرت مہدی ج:۲ ص:۴۹)

مسئلہ نمبر۹: غیر مقلدین نماز میں قراۃ خلف الامام کرتے ہیں۔(نماز نبوی از ڈاکٹر شفیق غیر مقلد ص:۱۸۵)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی نماز میں قراۃ خلف الامام کا قائل تھا۔(سیرت مہدی ج:۳ ص:۶۴)

مسئلہ نمبر۱۰ : غیر مقلدین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی دیے جانے کے قائل ہیں۔ مولوی اشرف سلیم غیر مقلد لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معراج کرائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر (میزان المتکلمین ص:۱۳۶)

اسی طرح مرزا بھی رفع عیسی علیہ السلام کا قائل نہ تھا بلکہ خود مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتا تھا۔ (کشتی نوح ص48)

مرزا غیر مقلد ہی تھا :

نمبر۱ : خود بیوی کا اقرار ہے کہ مرزا صاحب اہلحدیث تھے ۔(سیرت مہدی ج:۱ ص:۵۷)

نمبر۲ : غیر مقلدیت مرزا کا سسرال اور مرزا ان کا داماد تھا۔(سیرت مہدی ج:۱ ص:۵۷)

نمبر۳: غیر مقلد تھا تبھی تو نذیر حسین دہلوی نے نکاح پڑھایا۔(سیرت مہدی ج:۱ ص:۵۷)

نمبر۴: مرزے کا استاد مولوی فضل احمد گوجرانوالی غیر مقلد تھا اور دوسرا سید گل شیعہ تھا۔(سیرت مہدی ج:۱ ص:۲۵۱)

نمبر۵: مرزا قادیانی اور محمد حسین بٹالوی غیر مقلد ہم مکتب تھے۔(سیرت مہدی ج:۱ ص:۲۵۸)

نمبر۶: مرزا قادیانی غیر مقلد تھا تبھی تو محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ پر تقریظ لکھی۔(سیرت مہدی ج:۱ ص:۲۶۵)

نمبر۷ : خاکسار (مرزا قادیانی) کے نزدیک فرقہ اہل حدیث اپنے اصل کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے۔

(سیرت مہدی ج؛۲ص:۲۹)

نمبر۸ : مرزا عقائد اور تعامل کے لحاظ سے اہلحدیث تھا۔

(سیرت مہدی ج:۲ص:۴۹)

نمبر ۹ : غیر مقلد تھا تو اس لئے ان سے ملاپ زیادہ تھا ۔

(سیرت مہدی ج: ا ص: ۵۷)

نمبر ۱۰ : مرزا قادیانی کے مسائل اور عقائد سارے کے سارے غیر مقلدوں والے تھے۔ مثلاً آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ ۔(سیرت مہدی ج:۳ص:٦٤،ج:١ص١٦٢)

قارئین کرام : ہم مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈال چکے اور آپ دلائل و براہین کے ساتھ اس کی بحث ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ ہر ذی شعور شخص جانتا ہے بر صغیر پاک وہند میں مذکورہ تمام افکار و اعمال طبقہ غیر مقلدین کے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو فکر صحیح فہم سلیم اور حقیقت پسندی کا ذوق لطیف عطا فرمائے ۔ آمین

****** ❊ ****** ❊ ****** ❊ ****** ❊

غیر مقلدین کے تقلید سے متعلق پچاس سوالات کے جوابات

حجۃ اللہ فی الارض فقیہہ وقت مناظر اسلام مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ

اس زمانہ میں تقلید شخصی کے بارے میں ایسا اختلاف پڑا ہے کہ جدھر دیکھئے ادھر اسی کا جھگڑا پھیلا ہوا ہے. کوئی تو تقلید کو جائز بلکہ واجب اور فرض بتاتا ہے اور کوئی تقلید کا سرے سے انکار ہی کرتا ہے، نہ فرض مانتا ہے نہ جائز جانتا ہے. ہم عامی لوگ سخت مشکل میں پڑے ہوئے ہیں کہ کس کی بات مانیں ؟ لہذا ان علماء دین کی خدمت میں جو تقلید شخصی کو فرض یا واجب یا جائز بتاتے ہیں، عرض کررہے ہیں کہ آپ حضرات ہم لوگوں کو سیدھا راستہ اللہ تعالی کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتادیجئے تاکہ ہم لوگ اس پر چل کر اپنی مراد کو پہنچ جائیں اور آپ کو سیدھا راستہ بتانے کا اجر ملے. اسی غرض سے یہ پچاس سوالات سردست حاضر خدمت کئے جاتے ہیں، ان کے جوابات سے سرفراز فرمایئے. اجرکم علی اللہ

سوال نمبر 1: سنا ہے کہ ہماری فقہ شریف کے اصول کی کتابوں میں ہے کہ جس امتی کے قول کو ماننے پر کوئی دلیل نہ ہو اسے بے دلیل ماننا اور مدار دین اسی پر رکھ دینا اور قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے دلیل نہ لے سکنا، اسے تقلید شخصی اصطلاحی کہتے ہیں ؟

جواب : تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا. اس سے پہلے اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے.اشتہار والے نے تقلید فرض یا واجب ماننے والوں سے دلیل مانگی ہے لیکن شرک اور حرام کہنے والوں سے دلیل نہیں مانگی. معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا آدمی ہے، لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے باٹ اور۔

تقلید کی تعریف :

اجتہادی مسائل میں مجتہد کے ان اقوال کو جو ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت ہوں ان بادلیل باتوں کو بلامطالبہ دلیل مان لینا -عرف عام میں تقلید کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 2: جس تقلید کے بارے میں اس قدر اختلافات ہیں ، اس تقلید سے کیا مراد ہے یعنی تقلید شخصی و اصطلاحی ؟

جواب : کتاب و سنت میں غیر مجتہد اپنی ناقص رائے کو چھوڑ کر کتاب و سنت کے ماہر کی راہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرے اور اگر کوئی تحریر میں اختلافات ہو تو جس مجتہد کا مذہب اس کے ملک میں درساً و عملاً متواتر ہو اس کی راہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرے ۔

نوٹ : رائے ناقص از خودرائی ، کم علمی ، کم فہمی ، بد فہمی ، کج فہمی ، اور خوش فہمی کو کہتے ہیں ۔اسی کا نام غیر مقلدیت ہے ۔

سوال نمبر 3: کیا تقلید شخصی اصطلاحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمہ اللہ کے زمانہ میں تھی ؟

جواب : تقلید شخصی ہر زمانہ میں رہی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورے یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اور دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کے مجتہد کی تقلید کرتے تھے ۔ اسی طرح مکہ میں حضرت ابن عباس اور کوفہ میں ابن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ کے فتویٰ پر عمل کیا جاتا تھا۔

سوال نمبر 4: الف : جو کام ان مبارک زمانوں میں نہ ہوا ، اگر اسے بعد والے دینی امر سمجھ کر کریں تو آیت الیوم اکملت لکم دینکم جو قرآن میں ہے ، وہ بتلاتی ہے کہ اللہ کا دین ہر طرح کامل ہوگیا ، پھر ائمہ دین کی رائے و قیاس کو بھی دین میں داخل کرنا اس آیت کے خلاف تو نہیں ؟

ب : وہ بہ اصطلاح شرعی بدعت کیوں نہیں ؟

جواب : تقلید شخصی خیر القرون میں موجود تھی البتہ اسے شرک اور بدعت کہنا دور وکٹوریہ کی بدعت ہے

سوال نمبر 5: چاروں ائمہ یعنی امام ابو حنیفہ ، امام شافعی ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین نے بھی اس تقلید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں ؟ اور اگر فرمایا ہے تو کیا ؟ ہم نے سنا ہے کہ چاروں ائمہ تقلید کو حرام فرمایا کرتے تھے ؟

جواب : چاروں ائمہ نے جو اپنی فقہ مرتب کروائی ، ہر مسئلہ دلیل سے مرتب کروایا ۔ مرتب کروانے کا مقصد اس پر عمل کرانا تھا تو گویا ہر مسئلہ دعوت تقلید ہے ۔ اس لئے جب ان کی یہ فقہ متواتر ہے تو دعوت تقلید بھی ان سے متواتر ثابت ہے ۔ الکفایہ کتاب الصوم میں صراحۃ بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے عامی کے لئے تقلید کا وجوب ثابت ہے ۔ ہاں ان ائمہ نے یہ فرمایا :: جو شخص خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے اس پر اجتہاد واجب ، تقلید حرام ہے ۔ جو خطاب انہوں نے مجتہدین کو کیا تھا ان کو عوام پر چسپاں کرنا یحرفون الکلم عن مواضعہ کی بدترین مثال ہے ۔ ہمارے ہاں مجتہد پر اجتہاد واحب ، غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے ۔

دائرہ اجتہاد و تقلید :

تقلید کا تعلق چونکہ اجتہادی مسائل سے ہے ، اس لئے اجتہاد کا دائرہ کار کا پتہ چلنے سے تقلید کی ضرورت بھی واضح ہوتی ہے ۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے 9ھ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا تو پوچھا : اے معاذ : فیصلہ کیسے کروگے ؟ تو انہوں نے عرض کیا : کتاب اللہ سے آپ ﷺ نے فرمایا : فان لم تجد فیہ (اگر اس میں نا ملے تو) عرض کیا بسنۃ رسول اللہ ۔ فرمایا: فان لم تجد فیہ (اگر اس میں نہ ملے تو) عرض کیا : أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلاَ آلُو تو رسول ﷺ نے فرمایا: الحمدللہ الذی وفق رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ (تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جو اللہ کے رسول ﷺ کو پسند ہے۔(ابوداؤد، ترمذی) معلوم ہوا جو اہل ہو وہ مجتھد ہو سکتا ہے۔ جو مسئلہ اور حکم کتاب وسنت میں صراحتاً نہ ملے وہاں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ وضاحت یوں ہے کہ

مسائل فرعیہ کی دو قسمیں ہیں : منصوصہ ، غیر منصوصہ ۔

پھر منصوصہ کی دو قسمیں ہیں : متعارضہ ، غیر متعارضہ ۔

پھر غیر متعارضہ کی دو قسمیں ہیں : محکمہ ، محتملہ ۔

1: مسائل منصوصہ ، غیر متعارضہ محکمہ میں نہ اجتہاد کی ضرورت نہ تقلید کی ۔ جیسے پانچ نمازوں کی فرضیت ، نصاب زکوۃ وغیرہ ۔

2: **مسائل منصوصہ متعارضہ** میں رفع تعارض کرکے مجتہد راجح نص پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی راہنمائی میں راجح نص پر عمل کرتا ہے جیسے قرأت خلف الامام، ترک رفع یدین وغیرہ۔

3: **مسائل منصوصہ متحملہ** میں مجتہد اپنے اجتہاد سے راجح احتمال کی تلاش کرتا ہے اور اس نص کے راجح احتمال پر عمل کرتا ہے اور مقلد اسکی راہنمائی میں اس نص کے راجح احتمال پر عمل کرتا ہے جیسے احکام فرض، سنت، واجب وغیرہ۔

4: مسائل غیر منصوصہ میں مجتہد منصوص مسائل میں کوئی علت تلاش کرتا ہے۔ وہی علت جن غیر منصوص مسائل میں پائی جاتی ہے تو وہی حکم اس میں جاری کرتا ہے اور مقلد مجتہد کی راہنمائی میں اسی حکم پر عمل کرتا ہے جس کی بنیاد مجتہد نے کتاب و سنت کی بنیاد پر رکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجتہد اپنی اجتہادی بصیرت سے کتاب و سنت کے منصوص اور علت سے ثابت مسائل پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی راہنمائی میں کتاب و سنت ہی کے مسائل پر عمل کرتا ہے اس لئے ان اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے۔ جو اجتہاد کی اہلیت نہ رکھے اس پر تقلید واجب ہے، اس لئے اسے مقلد کہتے ہیں اور جو نہ خود اجتہاد کرسکے اور نہ مجتہد کی تقلید کرے اسے غیر مقلد کہتے ہیں، اس پر تعزیر واجب ہے۔

تمہید: دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آخر خیر القرون تک اہل سنت والجماعت میں مجتہدین اجتہاد کرتے تھے اور غیر مجتہدین ان کی تقلید کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین کرام رحمہ اللہ میں سے ایک نام بھی پیش نہیں کیا جاسکتا جو نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ تقلید آکتاب و سنت پر عمل کرتا ہو اور اپنے کو غیر مقلد کہتا ہو۔ ہم فی حوالہ سو روپے انعام دیں گے۔ خیر القرون کے بعد اجتہاد کی ضرورت نہ رہی اس لئے سب اہل سنت ائمہ اربعہ رحمہ اللہ میں سے کسی کی تقلید کرتے تھے۔ اس لئے چار ہی قسم کی کتابیں ملتی ہیں: طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ۔

جس طرح ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے طبقات مرزائیہ نام کا ذکر کہیں نہیں ملتا اس لئے کہ مرزائیوں کا وجود ہی نہیں تھا، اسی طرح طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث یا مؤرخ کی لکھی ہوئی ملکہ وکٹوریہ سے پہلے کہیں نہیں پائی گئی کیونکہ غیر مقلدین کا فرقہ کہیں نہیں تھا۔

نوٹ: تقلید کی تعریف میں الدلیل کا لفظ آتا ہے، اس سے وہ خاص دلیل مراد ہوتی ہے جو بوقت اجتہاد مجتہد کے پیش نظر تھی اور دلیل تفصیلی اسے کہتے ہیں جو منع اور نقص سے ثابت ہو۔

تقلید: مجتہد نے جو مسئلہ کتاب و سنت سے نکالا، اس سے اس کی خاص دلیل تفصیلی کا مطالبہ کئے بغیر اس بادلیل مسئلہ کو بلا مطالبہ دلیل ماننا اور مجتہد کی راہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

نوٹ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں پورے یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین رحمہ اللہ تعالی علیہ کے دور میں سب لوگ اپنے شہر کے مجتہد مفتی کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین رحمہ اللہ تعالی علیہ میں غیر مقلدیت کا نام و نشان تک نہ تھا اس لئے غیر مقلدین کے بدعتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سوال نمبر 6: شامی شریف جو مذہب حنفی کی فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ سنا ہے کہ اس میں یہ مذکور ہے کہ چاروں اماموں نے اپنا مذہب قرآن و حدیث بتایا ہے۔ پس قرآن و حدیث پر عمل کرنا، ان کی تابعداری کرنا چاہیئے یا قرآن و حدیث پر عمل چھوڑکر ان کے اقوال کو ماننا، ان کی تقلید کرنا چاہیئے؟

جواب: ائمہ اربعہ رحمہ اللہ سے فقہ کے جو اصول متواتر ہیں ان میں مسائل ہیں دلائل نہیں تو بلا ذکر دلائل مسائل کو جمع کرانا اور اس پر متواتر عمل ہونا یہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ سے جواز تقلید کا متواتر ثبوت ہے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ البتہ انہوں نے مجتہدین کو فرمایا کہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے، تقلید حرام۔ اس حکم کو عوام پر چسپاں کرنا یحرفون الکلم عن مواضعہ کی بدترین مثال ہے۔

سوال نمبر 7: چاروں ائمہ سے پہلے بھی یہ تقلید جاری تھی یا نہیں؟ اور تھی تو کس کی؟

جواب: فقہ کے اصول بالاتفاق چار ہیں: کتاب و سنت، اجماع و قیاس۔ مجتہد ان چاروں دلائل سے مسائل لیتا ہے اور مقلد بھی انہی مسائل پر عمل کرتا ہے، جو مجتہد نے ان چاروں میں سے کسی

بھی دلیل سے لئے ہوں ، جیسے کامل اجتہاد کی بنیاد چار دلیلیں ہیں ، اسی طرح کامل مجتہد کی راہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کیا جائے ۔

سوال نمبر 8: اگر چاروں اماموں سے پہلے تقلید جاری تھی تو کس امام کی تقلید جاری تھی اور اس وقت امام کی تقلید فرض ، واجب یا مباح تھی یا نہیں ؟ اگر تھی تو کیوں ؟ اور نہیں تو کیوں ؟ اور پھر منسوخ کیوں ہوئی ؟

جواب : چاروں اماموں سے پہلے بھی ہر قوم اپنی قوم کے فقیہ کی تقلید کرتی تھی ۔ لیفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (سورۃ التوبہ آیت : 122) چاروں اماموں سے پہلے اپنے علاقے یا قوم کے مجتہد کی تقلید ہوتی تھی : لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (سورۃ النساء آیت : 83) اس وقت واجب تھی لیکن چونکہ ان کے مذاہب مدون نہ تھے اور نہ عمل متواتر ہوا ، اس لئے ان کی وفات کے بعد ان کا مذہب مٹ گیا ، تقلید ختم ہوگئی جیسے مسجد کے امام کی وفات کے بعد اقتداء ختم ہوجاتی ہے ۔

سوال نمبر 9: چاروں اماموں سے پہلے جس امام کی تقلید جاری تھی اس کا نام کیا ہے ؟ اور اب بھی اس امام کی تقلید فرض ، واجب یا مباح ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟ کب منع ہوئی؟ کس نے منع کی ؟ اور پھر کس نے اس منصب پر ائمہ کو پہنچایا ؟

جواب : ائمہ اربعہ رحمہ اللہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ، ان کے بعد حضرت عطاء رحمہ اللہ کی تقلید ہوتی رہی مدینہ میں اپنی اپنی خلافت میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ، زید بن ثابت ، ان کے بعد فقہاء سبعہ کی تقلید ہوتی رہی ، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، انکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی تقلید ہوتی رہی ، بصرہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی تقلید ہوتی رہی ، ان کے چونکہ مذاہب مدون نہ ہوسکے اس لئے ان کے جو مسائل عملا متواتر تھے ان کو ائمہ اربعہ نے اپنی فقہ میں لے لیا ، جو ان سے شاذ اقوال مروی تھے ان کو ترک کردیا ، یہ ایسے ہی ہے

جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بہت سے قاری تھے مگر انہوں نے اپنی قرأت کو مکمل طور پر مدون نہ فرمایا، پھر سات قاریوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی متواتر قرأت کو مدون کیا، شاذ و متروک قرأت کو ترک کردیا، اب ان سات متواتر قرأتوں میں تلاوت کرنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی متواتر قرأت پر عمل ہورہا ہے، البتہ ان سات قرأتوں کے علاوہ کوئی قرأت صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہو تو اس کی تلاوت جائز نہیں کیونکہ متواتر کے خلاف شاذ واجب الترک ہے۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے متواتر فقہی مسائل پر ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی تقلید میں عمل ہورہا ہے، ان متواترات کے خلاف کوئی شاذ قول کسی صحابی رضی اللہ عنہ، مجتہد یا تابعی کی طرف منقول ہو تو اس پر عمل جائز نہیں کیونکہ متواتر کے خلاف شاذ واجب الترک ہے۔

سوال نمبر 10: اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اور اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے؟ کیا تقلید شخصی پر اجماع ہوا؟ اگر ہوا ہے تو کب، کہاں اور کن کا؟

جواب: ہم عصر مجتہدین کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے اور اس پر متواتر عمل ہونے سے اس کا متواتر ثبوت ہوتا ہے جیسے اہل فن نے اجماع کیا کہ: کل فاعل مرفوع: سب جگہ اہل فن فاعل پر رفع پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات اہل فن کے ہاں اجماعی ہے۔ اسی طرح خیر القرون کے بعد ہر جگہ کسی نہ کسی امام کی تقلید شخصی پر متواتر عمل جاری رہا، یہی اس کے اجماع پر قوی ترین دلیل ہے۔

سوال نمبر 11: مجتہد کس کو کہتے ہیں؟ کیا ہر مجتہد کی تقلید فرض ہوتی ہے؟ چودہ سو سالوں میں اسلام میں مجتہد کیا صرف چار ہی ہوئے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہ اللہ تو شاید اجتہاد کے درجہ سے محروم ہی رہے ہوں گے؟ پھر ان چاروں ائمہ میں سے ایک کی تقلید کس ترجیح کی بناء پر ہے؟

جواب: یاد رہے کہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو شرعی حکام معلوم کرنے کے 3 تین طریقے تھے: جو لوگ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ ہر مسئلہ دریافت کرلیتے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے وہ اگر مجتہد ہوتے تو اجتہاد کرتے جیسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں، جو مجتہد نہ ہوتے تو وہ اپنے علاقے کے مجتہد کی تقلید کرتے جیسے اہل یمن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دو طریقے باقی رہے: مجتہدین اجتہاد کرتے اور غیر مجتہدین تقلید

کرتے ۔ خیر القرون کے بعد اجتہاد کی ضرورت باقی نہ رہی اس لئے وہ ختم ہوگیا ، اس کے بعد صرف تقلید ہی باقی رہ گئی : یہ تقلید شروع سے پہلے دن سے ہے ۔ خیر القرون میں کچھ مجتہدین ہوتے تھے ، اب صرف مقلدین باقی رہ گئے ہیں ، یہ تفصیل مقدمہ ابن خلدون میں ہے ۔ اس اجماع میں عملاً تمام محدثین ، مفکرین ، فقہاء ، سلاطین شامل ہیں جیسا کہ کتب طبقات سے روز روشن کی طرح واضح ہے ۔

ہمارا سوال غیر مقلدین سے ہے کہ قرآن و حدیث سے جواب دیں کہ اجماع کی تعریف کیا ہے ؟ اجماع کن کا اور بخاری کی اصح کتب ہونے پر اجماع کب ہوا اور کہاں ہوا اور کن کا ہوا ؟

سوال نمبر 12: چاروں مذکورہ بالا اماموں میں سے فلاں ایک ہی کے مسائل سچے ہیں ، اس کا علم مقلد کو کیسے حاصل ہوا ؟

جواب : جس طرح علم حساب کا ۔ مجتہد اسے کہتے ہیں جو قواعد حساب کا واضع ہو ، اسی طرح جو کتاب و سنت سے قواعد کا استنباط کر سکے اس کو مجتہد کہتے ہیں جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بہت قاری ہوئے لیکن انہوں نے اپنی قرأتوں کو مدون کیا ۔ اسی طرح ائمہ اربعہ رحمہ اللہ سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ میں بہت مجتہد گزرے لیکن انہوں نے اپنے مذاہب کو مکمل طور پر مرتب نہ کروایا ، البتہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے ان کے متواتر احکام کو مرتب کرلیا جس طرح سات قرأتوں میں سے کسی قرأت پر بھی قرآن پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم والا قرآن پڑھنا ہی ہے ، اسی طرح چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل کرنا ہے ۔ ہاں چاروں اماموں میں سے جس امام کا مذہب درساً اور عملاً متواتر ہوگا اسی کی تقلید کی جائے گی جیسے سات قاریوں میں سے جس قاری کی قرأت ہمارے ملک میں تلاوتاً متواتر ہوگی اسی پر تلاوت کی جائے گی۔

سوال نمبر 13: ان چاروں ائمہ کی تعلیم بذریعہ وحی ہوئی یا اور ائمہ سے انہوں نے پڑھا ؟ اگر بذریعہ وحی ہوئی تو ان میں اور نبی میں کیا فرق رہا ؟ اور اگر بذریعہ اور ائمہ ہوئی تو ان کے استاد افضل تھے یا مفضول ؟ اگر افضل تھے ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی ؟

جواب : جس امام کا مذہب جس علاقے میں متواتر ہوگا اس پر مقلد حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس عقیدہ سے عمل کرے گا کہ مجتہد صواب کو پہنچتا ہے اور خطاء کو بھی ، اس لئے مجتہد کا عمل یقینی ہے ، مقبول ہے ، جیسے تحری فی القبلہ والے کی نماز یقیناً مقبول ہے اور ایک اجر کا پکا یقین ہے ۔ چونکہ مجتہد فقط خطاء پر ماجور ہے اور دوسرے اجر کی مجتہد اور مقلد کی خدا کی رحمت واسعہ سے امید ہے ۔ اس کے برعکس غیر مقلدین کا عمل جو محض خودرائی پر بنی ہے ۔ خودرائی کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ، وہ یقیناً مردود ہے اور اس پر گناہ لازم ہے ، وہ نیکی برباد گناو لازم کا مصداق ہے

سوال نمبر 14: یہ چاروں ائمہ افضل تھے یا چاروں خلفاء ؟ جب ان چار ائمہ کی تقلید فرض ہو تو ان چار خلفاء کی ڈبل فرض کیوں نہ ہو ؟

جواب : ائمہ پر وحی نازل نہیں ہوتی لیکن مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے اور سمجھانے میں ماہر ہوتے ہیں ، ان کے اساتذہ کے متواتر مسائل ان کی فقہ میں آگئے جیسے صحاح ستہ والوں کے اساتذہ کی حدیثیں صحاح ستہ میں آگئیں ۔ ساتوں قاریوں کے اساتذہ کی قرآتیں سات قرآتوں میں آگئیں۔ اسی طرح قاری عاصم رحمہ اللہ کی قرأت پڑھنے سے ان کے اساتذہ کی قرأت پڑھی گئی اور ہر امام کی تقلید کرنے میں ان کے اساتذہ کے مسائل پر بھی عمل ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 15: قران و حدیث پر عمل کرنا عامی آدمیوں پر فرض ہے یا مجتہدوں اور اماموں پر بھی فرض ہے ؟ کیا جتنا فرق ہم میں اور اماموں میں ہے اتنا اماموں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ؟

جواب : چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ائمہ رحمہ اللہ کے پیشوا اور افضل ہیں ، ان کی حیات میں ان کے اجتہادی مسائل کی تقلید ہوتی رہی لیکن چونکہ ان کے مذاہب مدون نہ ہوئے اس لئے ائمہ رحمہ اللہ نے ان کے متواتر مسائل کو مدون کر لیا ۔ اب ان ائمہ کرام رحمہ اللہ کے ذریعے ان کے مسائل پر بھی عمل ہو رہا ہے جیسے ساتوں قرأتوں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی قرأتیں بھی پڑھی جا رہی ہیں ۔

اب غیر مقلدین سے ہمارا سوال 1 : حدیث کی کتابیں صحاح ستہ والوں نے وحی سے مرتب کیں یا استادوں سے سن کر ؟ ان کے استاد ان سے افضل تھے یا نہیں ؟ پھر ان کے استادوں کی کتابوں کو

صحاح ستہ سے کیوں خارج کیا گیا ؟

غیر مقلدین سے ہمارا سوال 2 : صحاح ستہ والے افضل تھے یا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ؟ تو پھر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی کتابوں کو صحاح ستہ میں کیوں شامل نہ کیا گیا ؟

غیر مقلدین سے ہمارا سوال 3: سات قاری افضل تھے یا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ؟ کیا آپ کے خیال میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی قرأتوں سے خارج کردیا تو کیوں ؟

سوال نمبر 16: جو ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے علاوہ ہیں ان کی تقلید فرض ، واجب یا مباح ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟ حالانکہ وہ ان کے استاد ہیں ۔ علم میں ، ادب میں ، زہد میں ، فقہ میں ، اجتہاد و تقوی میں ان سے بڑے ہیں ۔ یہ ان کی بزرگی کے قائل تھے ، ان کا ادب کرتے تھے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید نہ کرکے نیچے والوں کی تقلید کرنا کون سی عقلمندی ہے ؟

جواب : کتاب و سنت پر عمل کرنا مجتہد پر فرض ہے اور مقلد پر بھی فرض ہے لیکن مجتہد اپنے اجتہاد کی روشنی میں عمل کرتا ہے اور مقلد ان کی راہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرتا ہے جیسے آنکھوں والا چاند کو دیکھ کر روزہ رکھتا ہے اور نابینا پوچھ کر ، جیسے نماز میں قبلہ رو ہونا بینا اور نابینا دونوں پر فرض ہے ، بینا دیکھ کر اور نابینا بینا سے پوچھ کر ۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مجتہد سے انتہائی زیادہ ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مسائل منصوصہ غیر معارضہ محکمہ میں ہے ، مجتہد کی اتباع ان مسائل میں ہے جہاں اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحت نہیں ملی ، اس لئے یہاں مقابلے کی صورت ہی نہیں ہے ۔

سوال نمبر 17: جو امام ان چاروں ائمہ کے سوا ہیں وہ درجہ میں ان کے برابر ہوئے یا بڑھ کر یا گھٹ کر ہیں ؟ تو ان کے مقلد وہ کیوں نہ ہوئے اور اگر بڑھ کر ہوئے ہیں تو یہ خود ان کے مقلد کیوں نہ ہوئے ؟

جواب : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جتنے قاری ہوئے ، ان کی قرأت ہمیں ان سات قاریوں کے ذریعے مل سکتی ہے اور ان قرأتوں پر تلاوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم والی ہی تلاوت ہے ۔ اس لئے ان قرأتوں پر تلاوت کرنا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو کم کرنا ہے نہ ان کی قرأت سے انکار و مخالفت ہے ۔ جس طرح سات قاریوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم

کے خلاف سمجھنا روافض کا وسوسہ ہے، اسی طرح ائمہ رحمہ اللہ کی تقلید کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف سمجھنا وسواس الخناس میں سے ہے۔ ائمہ رحمہ اللہ سے پہلے مجتہدین ہی ائمہ اربعہ کے پیشوا ہیں جیسے پہلے قاری قراء سبعہ کے پیشوا ہیں اور پہلے محدثین اصحاب صحاح ستہ کے پیشوا ہیں۔ ان سب نے اپنے پیشواؤں کی باتوں کو مرتب کیا ہے۔

سوال نمبر 18: الف :جب چار امام ہیں اور چاریں سے ایک کی تقلید کرنی ہے، ہمیں کیا خبر کہ ان میں سے کس کے مسئلے صحیح ہیں اور کس کے غلط ہیں؟ پس ہم کیسے حنفی، شافعی بن جائیں؟

ب :اگر یہ چاروں مذہب برحق ہیں تو ایک مذہب پر عمل کرنے سے حق کی تین چوتھائیاں ہم سے چھوٹ جاتی ہیں پھر تو تقلید نہ کرنے والے ہی اچھے رہے کہ جس امام کے کلام کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا اسے لے لیا یہی طریقہ ہم کیوں نہ رکھیں تاکہ پورا حق ہمارے ہاتھ میں رہے؟

ج : یہ ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کے مذاہب میں حلال و حرام کا فرق ہے، پھر ان چاروں کو برحق ماننے اور کہنے کا کیا معنی؟ ایک چیز کو حرام کہے اور ہم کہیں سچ ہے، دوسرا حلال کہے تو ہم کہیں سچ ہے، یہ کیا اندھیرا ہے ذرا تفصیل سے بتائیں ورنہ دامن تقلید ہمارے ہاتھ سے چھوٹ ہی جائے گا۔

جواب : الف : جس طرح ساتوں قرأتوں میں سے آپ اسی قرأت پر تلاوت کریں گے جو آپ کے ہاں تلاوتاً متواتر ہوگی، جب آپ امام القرأت ہیں ہی نہیں تو آپ کو کسی قرأت کو صحیح یا غلط کہنے کا حق بھی نہیں۔

ب :جس طرح ساتوں قرأتوں میں سے ایک قرأت پڑھنے والوں کو پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح ایک امام کی تقلید کرنے سے پوری سنت پر عمل ہوجاتا ہے۔

ج :اجتہادی حلال و حرام میں ہم اپنے امام کی تقلید کرتے جیسے ناسخ منسوخ میں ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں۔ حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں سجدہ تعظیمی کے جواز کا حق تھا اب بھی اس کی صداقت حق ہے لیکن ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں گے مگر شریعت سابقہ کو حق کہیں گے۔ اجتہادی حق کی مثال کچھ اس طرح ہے: ڈاکٹر ایک مریض کو کہتا ہے کہ اچار ضرور کھانا، دوسرے مریض کو سختی سے منع کرتا ہے ڈاکٹر کے

دونوں حکم درست ہیں ۔ کوئی مریض اتنا بیوقوف نہیں ہوتا کہ جو ڈاکٹر نے کہا ہے اسے چھوڑ دے دوسرے پر عمل کرے ۔ پھر اس سوال کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں کیونکہ یہاں صرف ایک ہی امام کی تقلید ہورہی ہے ۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام میں حلال و حرام میں اختلاف ہے لیکن ان کا زمانہ الگ الگ ہے ، ائمہ میں حلال و حرام میں اختلاف ہے لیکن ان کے علاقے الگ الگ ہیں ۔

سوال نمبر 19: چاروں امام امامت کی حیثیت سے دنیا میں آئے ، اس سے پہلے اسلام پر سو سال گزر چکے تھے تب تک نہ یہ امام تھے ، نہ یہ مقلد ، تو اس وقت کے مسلمان مسلمان بھی تھے یا نہ تھے اور اگر تھے تو

ادھورے یا پورے ؟ کیونکہ تقلید تو اس وقت تھی ہی نہیں بلکہ وہ امام بھی نہ تھے جن کی تقلید شروع ہوئی ۔ اگر باوجود تقلید نہ کرنے کے وہ مسلمان تھے اور کامل تھے تو آج کا اسلام جو پورا ہوگیا اس وقت اسلام کا کونسا روپ مارا جاتا تھا جو تقلید کی ایجاد کی ضرورت پیش آئی ؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہ اللہ کا اسلام ہمیں کافی نہیں جو ہمیں کسی نئے نویلے اسلام کی ضرورت ہو ؟ اب فرائض تو سب اللہ تعالی اتار چکا ، وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بند ہوگئی ، سو سال بعد امام دنیا میں آئے ، اب کس آسمان سے کونسا فرشتہ وحی لے کر آیا جس سے سو سال کے بعد ان ائمہ رحمہ اللہ میں سے ایک ایک کی تقلید فرض ہوئی اور مسلمین چار راستوں میں بٹ گئے اور اللہ کے گھر بیت اللہ کے بھی چار ٹکڑے کرنے پر مجبور ہوگئے ، یہ حنفی مصلی ، یہ شافعی مصلی ، قرآن و حدیث میں ان مصلوں کا ذکر کہاں ہے ؟

جواب : جس طرح ان سات قاریوں سے پہلے بھی قرأت پڑھنے والے سب مسلمان تھے اور بعد میں ان قرأتوں کے پڑھنے والے بھی مسلمان ہیں، فرق اتنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قرأت کو قاری حمزہ کی نہیں کہتے تھے ۔ اسی طرح صحاح ستہ والوں سے پہلے مسلمان احادیث پر عمل کرتے تھے لیکن یہ نہیں کہتے تھے کہ میں ترمذی کی حدیث پر عمل کررہا ہوں، تو نسائی کی حدیث پر، اس لئے صرف اس نام کی وجہ سے پہلے اور پچھلے اسلام میں فرق کرنا ایسی جہالت ہے جیسے پہاڑوں پر برف باری ہوئی ہو گو پانی کی شکل میں بہہ نکلی، لوگ اسے پانی کہتے تھے، وہی پانی دریا کی شکل میں آیا تو اسے

دریا کہنے لگے ، دریا نہر میں آیا تو اس کا نام نہر کا پانی ہوا ، نالے میں جانے سے نالے کا پانی کہا جانے لگا ۔ پانی ایک ہی ہے، مختلف نام راستے کے تعارفی نام ہیں ۔ وہی طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو تو اسے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے ، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پھیل گیا تو اس کا نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ قرار پایا ، جب فقہ حنفی میں مرتب ہوگیا تو اب اس کا نام فقہ حنفی قرار پایا ، یہ کہنا کہ فقہ حنفی اور ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ، یہ ایسی جہالت ہے جیسے کوئی کہے کہ نہر کا پانی اور ، دریا کا اور ، یا یہ کہ قاری عاصم رحمہ اللہ کی قرأت اور ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ، قاری حمزہ رحمہ اللہ کی اور ، ان سوالات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد بننے کے لئے جاہل مرکب بننا ضروری ہے۔

سوال نمبر 20: چاروں خلیفہ یعنی خلفاء راشدین افضل ہیں یا چاروں امام افضل ہیں خلفاء سے؟ آج چاروں خلفاء کی تقلید نہ کی جائے اور چاروں اماموں کی تقلید فرض مانی جائے ، الٹی گنگا کیوں بہائی گئی ؟

جواب : جس طرح ساتوں قاریوں کی قرأت پر قرآن پڑھنے سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا ہی قرآن پڑھا جاتا ہے ، یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی قرأت چھوڑ کر قراء سبعہ کی قرأت پڑھنا غلط ہے نہ صرف جہالت بلکہ اس میں کفر کا خدشہ ہے ۔ اسی طرح کتب احادیث پر عمل کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی احادیث پر عمل ہورہا ہے ، بعینہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی فقہ پر عمل کرنا اور ان کی تقلید کرنا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید ہے ۔ یہ ایسی ہی باتیں ہیں جیسے کوئی کہے کہ آپ صحیح محمدی چھوڑ کر صحیح بخاری کیوں پڑھتے ہیں، صحیح ابوبکر چھوڑ کر ترمذی کیوں پڑھتے ہیں ، جامع فاروق اعظم چھوڑ کر جامع مسلم کیوں پڑھتے ہیں ، مسند علی چھوڑ کر مسند احمد کیوں پڑھتے ہیں ۔ یہ سب باتیں جہالت سے ناشر ہیں

سوال نمبر 21: حضرت امام حسن ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ، حضرت امام زین العابدین ، حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ افضل ہیں یا چاروں امام ان سے افضل ہیں ؟ پھر آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بارہ اماموں کے مقلد کو ہم شیعہ اور رافضی کہیں اور ان سے کم درجے کے اماموں کی تقلید کو فرض مانیں ، اس تفریق کی کیا وجہ ؟

جواب : ائمہ اہل بیت فن تصوف کے امام ہیں جب کہ صحاح ستہ والے فن حدیث کے اور ائمہ اربعہ رحمہ اللہ فن فقہ کے امام ہیں ، ہمارے تصوف کے شجروں میں اکثر ائمہ اہل بیت کے اسماء گرامی آتے ہیں اور حدیث کی سندوں میں صحاح ستہ والوں کے اور فقہ میں ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے۔ہر گل را رنگ و بو دیگرے است یعنی ہر پھول کے رنگ اور خوشبو الگ الگ ہوتی ہے

جب آپ صحاح ستہ کی بحث میں محدثین کو چھوڑ کر فقہاء کی نہیں مانتے تو فقہی احکام میں فقہاء کو چھوڑ کر محدثین اور صوفیاء کی بات ماننا کیسے درست ہے؟ لکل فن رجال یعنی ہر فن کے لئے الگ الگ مرد ہیں۔

سوال نمبر 22: اگر چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل بیت افضل ہیں ائمہ اربعہ سے تو چاروں اماموں کی تقلید کیوں کی جاتی ہے ؟ ان چاروں خلفاء و حضرات ائمہ اہل بیت کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی ؟ ہاں ان چاروں اماموں نے ان چاروں خلفاء کی تقلید کیوں نہیں کی ؟

جواب : ایک ہی بات کو بار بار دہرایا جارہا ہے جس طرح صحاح ستہ کی تابعداری میں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم امت کو ملا ، سات قاریوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء والا قرآن ہی مرتب کیا ، اسی طرح ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو زندہ کیا۔یہ جہالت ہے کہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی بات نہیں مانی ۔یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ساتوں قاریوں نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم والا قرآن نہیں مانا ، اصحاب صحاح ستہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے منکر تھے۔ معاذ اللہ

سوال نمبر 23: چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم مجتہد تھے یا نہیں ؟ اگر تھے تو ان کی تقلید کیوں چھوڑی جاتی ہے ؟

جواب : چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم مجتہد تھے ، ان کے مذاہب مدون نہیں ہوئے ، ان کے جو اجتہادات متواتر تھے ان کو ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے اپنی فقہ میں سمو لیا ، اس لئے ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی تقلید خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی ہی تقلید ہے جیسے نہر کا پانی ، دریا کا پانی ہے ۔

سوال نمبر 24: چاروں خلیفہ راشد رضی اللہ عنہم چاروں اماموں کے برابر مجتہد تھے یا بڑھ کر یا گھٹ کر؟ اگر بڑھ کر تھے تو پھر انہیں گھٹا کیوں دیا کہ ان کا مقلد ایک بھی نہیں ہے؟

جواب: جس طرح چاروں خلفاء راشد رضی اللہ عنہم ساتوں قاریوں سے بڑھ کر قاری تھے، صحاح ستہ والوں سے اعلی محدث تھے، اسی طرح یہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ سے بہت بڑے مجتہد تھے لیکن جس طرح بڑے محدث ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی کوئی حدیث کی کتاب مرتب نہیں کی اس لئے ان کی مرویات حدیث کے لئے ہم حدیث کی کتابوں کے محتاج ہیں، اسی طرح اعلی قاری ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی مکمل قرأت مدون نہ فرمائی اس لئے ان کی قرأت کے لئے آج ہم قراء سبعہ کے محتاج ہیں ایسے ہی بہترین مجتہد ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے مذاہب مدون نہ کروائے، اس لئے ان کی تابعداری کے لئے آج ہم ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے محتاج ہیں؟

سوال نمبر 25: چاروں ائمہ رحمہ اللہ سے قبل چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید کی جاتی تھی یا نہیں؟ جب نہیں کی جاتی تھی تو پھر ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی کیوں کی جائے؟

جواب: چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی حیات میں ان کے اجتہادی فتاوی کی بلانکیر تقلید کی جاتی تھی۔ اب چونکہ ان کے مذاہب مدون نہیں اس لئے ائمہ اربعہ کے ذریعہ ان کے مسائل متواترہ پر عمل ہورہا ہے۔

سوال نمبر 26: ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا، پس پہلی صدی کے لوگ مقلد ہوئے یا غیر مقلد؟ اور وہ نجات پانے والے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے یا نجات سے محروم اور دائرہ اسلام سے خارج کہے جائیں گے؟

جواب: جس طرح چاروں اماموں کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا، اسی طرح ساتوں قاریوں کا وجود بھی بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا اور صحاح ستہ والوں کا وجود بحیثیت امام دوسری صدی میں بھی نہ تھا۔ اب فرمائیں؟ کہ پہلی دو صدیوں کے مسلمان صحاح ستہ کو مانے بغیر مسلمان تھے یا نہیں، ان کو آپ منکر حدیث مانیں گے یا حدیث والے؟ اب اگر کوئی پہلی دو صدیوں کی طرح صحاح ستہ والوں کو نہ مانے، آپ اس کو خیرالقرون والا مسلمان مانیں گے یا نہیں؟ اسی طرح آج

بھی کوئی شخص ساتوں قرأتوں کو ترک کر کے یہ چاہے کہ میں پہلی صدی کا مسلمان ہوں تو کیا آپ نے اس پر عمل کرلیا یا نہیں ؟ اگر آپ یہ کہیں کہ صحاح ستہ والی احادیث اس زمانہ میں تھیں ، فرمایئے کہ اس وقت وہ : رواہ البخاری : نہیں کہتے تھے ؟ یہ ساتوں قرأتیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھیں لیکن ان کا الگ نام نہیں رکھا گیا ، اسی طرح فقہی مسائل پر عمل اس وقت بھی تھا لیکن فقہ حنفی نہیں تھا ۔ ان لوگوں کو غیر مقلد کہنا ایسی گندی گالی ہے جیسے یہ کہنا کہ وہ صحاح ستہ والوں کو نہ مان کر منکر حدیث تھے یا ساتوں قاریوں کو نہ مان کر منکر قرآن تھے ۔

سوال نمبر 27: چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید اب منع ہے یا نہیں ؟ اگر منع نہیں تو اماموں کی تقلید کیئی اگر منع ہے تو اماموں کی بطور اولی منع ہونی چاہئے ؟

جواب : چاروں ائمہ رحمہ اللہ کی تقلید میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متواتر مسائل کی اسی طرح تقلید ہورہی ہے جس طرح ساتوں قرأتوں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متواتر قرأت پڑھی جارہی ہے۔ ہاں جس طرح متواتر قرأت کے خلاف کوئی شاذ قرأت ان کی طرف منسوب ہو تو وہ قابل تلاوت نہیں ، اسی طرح مذاہب کے خلاف کوئی شاذ قول ان کی طرف منسوب کرنا قابل عمل نہیں ۔ خوب سن لو یہاں مقابلہ شاذ کا ہے نہ کہ قاری اور خلیفہ کا ۔

سوال نمبر 28: اگر چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید اب منع ہے تو کیوں اور کس نے منع کی ؟ پھر چاروں اماموں کی تقلید کیوں اور کس نے باقی رکھی ؟ ان ائمہ نے کب کہا کہ لوگ حنفی شافعی کہلوائیں ؟

جواب : چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مذاہب نہ مدون ہیں ، نہ براہ راست متواتر ۔ البتہ ائمہ تک ان کے جو مسائل متواتر پہنچے وہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے لے لئے ، ان پر اب بھی عمل ہورہا ہے۔ رہا یہ کہ ائمہ نے کب کہا تھا کہ حنفی ، شافعی کہلوانا ، جس طرح یہ کہنا کہ یہ بخاری کی حدیث ہے ، قاری حمزہ کی قرأت ہے ، درست ہے اس پر اجماع ہے ، اسی طرح مجتہد کے مذہب کو مجتہد کی طرف منسوب کرنا جس طرح اجماع سے ثابت ہے خود حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا : اجتهد برأيي : اپنی رائے کی نسبت اپنی طرف کی ، جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا تو غیر مقلدوں کو منع کرنے کا کیا

حق ہے ؟ اب غیر مقلدوں سے ہمارا سوال : بخاری ص 433 ج 1 پر عثمانی اور علوی کی نسبتیں ہیں ، کیا کوئی غیر مقلد ثابت کر سکتا ہے کہ ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عثمانی اور علوی کہلوانے کا حکم دیا تھا؟

سوال نمبر 29: چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی تقلید کا حکم دیا تھا یا نہیں ؟ اگر دیا ہے تو ہم نے کیوں نہ مانا ؟ اگر دیا تو پھر اماموں کے بارے میں حکم کیوں ہو ؟ یہاں تک کہ محمدی کہلوانا چھوڑ دیا ؟

جواب : چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تابعداری کا حکم خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ۔ ان کی حیات میں براہ راست ان کی تقلید ہوتی رہی اور اب ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے ذریعہ ان کی تقلید ہو رہی ہے ۔ محمدی کہلانے کا حکم نہ اللہ تعالی نے دیا ، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور نہ ہی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کوئی محمدی کہلایا ۔ مسلمانوں کو محمدی عیسائیوں نے کہنا شروع کیا جیسے مرزائیوں نے احمدی کہنا شروع کیا ۔ آخر امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح محمدی کو چھوڑ کر اپنی کتاب کا نام صحیح بخاری کیوں رکھا ؟

سوال نمبر 30: اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا تو ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید جاری تھی یا نہیں؟ اگر نہ تھی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے زمانے میں اور اس کے بعد کیوں جاری رہی ہے ؟

جواب : حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید ان کی حیات میں جاری تھی اور اب بھی ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے ذریعہ جاری ہے البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی اجتہاد کا حق حاصل تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی حق تھا ۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بعد بھی امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جیسے مجتہدین کو اجتہاد کا حق تھا ۔ تقلید غیر مجتہدین کے لئے ہوتی ہے نہ کہ مجتہدین کے لئے ۔

سوال نمبر 31: اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید جاری تھی تو اس تقلید کو کس نے بند کیا؟ اور کیوں بند کیا؟ اور اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید بند کیوں نہ ہو؟

جواب: جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرأت جاری ہے اسی طرح ان کی تقلید بھی ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے ذریعہ جاری ہے، ان کا فیض بند نہیں ہوا۔ اسی طرح فقہ حنفی کی کتابیں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اجتہادات کا مجموعہ ہیں۔ یہ بات کئی دفعہ واضح کی جاچکی ہے کہ اجتہاد اور قیاس اصل میں قاعدوں کو کہتے ہیں

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے مجتہدین ساتھیوں کے مشورہ سے پہلے قواعد استنباط کرتے تھے، جب ایک قاعدہ طے ہوگیا تو اس کے نیچے سینکڑوں مسائل آجاتے تھے اور شاگرد آپ کے سامنے لکھتے تھے لیکن یہ مسائل قواعد کی ترتیب سے کرتے تھے، ہر قاعدہ کے نیچے نماز، حج، زکوۃ کا حکم آجاتا ہے۔ جیسے محدثین نے احادیث میں پہلے مسانید، معاجم مرتب کیں، ایک جزء میں لکھ دی جاتی خواہ نماز کی ہوں یا حج کی یا ترغیب و ترہیب کی۔ پھر امام محمد رحمہ اللہ نے ان مسائل کی تبویب فرمائی اور **ظاہر الروایت کی چھ کتابیں مرتب کیں۔ پھر امام محمد رحمہ اللہ کو محرر مذہب نعمان کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے اتنی احتیاط کی کہ جو کتاب امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس لکھی اس کو جامع کبیر، سیر کبیر۔ جو قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے پاس لکھی اس کو جامع صغیر، سیر صغیر، مبسوط، زیادات کا نام دیا۔ یہ کتابیں اسی زمانہ سے متواتر ہوئیں اس لئے ان کو ظاہر الروایت کہا جاتا ہے۔** یہ کتابیں فقہ حنفی کا ماخذ ہیں، بعد میں ان کو سامنے رکھ کر متون مرتب کئے گئے جیسے قدوری، کنز، وقایہ، نقایہ، ہدایہ، تدبیر وغیرہ۔ یہ مسائل جو متون میں ہیں وہ امام صاحب سے متواتر ہیں، اس لئے امام صاحب رحمہ اللہ سے ان کی نفی گویا متواترات کی نفی ہے جیسے کوئی قرآن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کردے۔

مسائل فقہ تین قسم کے ہیں:

1: ایک امام صاحب رحمہ اللہ سے متواتر ہیں، ان کو متون معتبرہ کہتے ہیں۔

2:دوسرے وہ جو متواتر نہیں اخبار آحاد کے طور پر مروی ہیں ، ان کو نوادرات کہتے ہیں ، ان میں جو مفتی بہ ہیں وہ مذہب حنفی میں شامل کئے گئے ، غیر مفتی بہ مذہب حنفی نہیں کہلائے ۔

3: کچھ مسائل بعد میں پیش آئے ، ان کو بعد کے لوگوں نے امام صاحب رحمہ اللہ کے قواعد کے ذریعہ معلوم کرلیا ۔ جیسے حساب کے قاعدہ سے نکالا ہوا جواب حساب کا ہی ہوتا ہے ، اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قواعد پر نکالے گئے جوابات مذہبی حنفی ہی کہلائیں گے بشرطیکہ مفتی بہ ہوں ۔ فقہ کی بڑی کتابوں میں متواتر مسائل کو بطور مذہب حنفی لکھا جاتا ہے اور دوسری قسم کے مسائل کو بھی روایت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے انداز سے روایت کیا جاتا ہے ۔ جو مسائل ان کے اصول پر نکالے جاتے ہیں ان کو واقعات نوازل کہا جاتا ہے ، ان کو عند أبی حنیفہ ، عند أبی یوسف لکھا جاتا ہے ۔ بہر حال ان تین قسموں سے جو مسائل مفتی بہا اور معمول بہا ہیں صرف ان کو مذہب حنفی کہا جاتا ہے ۔

سوال نمبر 32: ذرا مہربانی فرما کر یہ بھی بتایا جائے کہ فقہ حنفی کی موجودہ کتابوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے جسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خود لکھا ہو ؟

جواب : فقہ حنفی کے وہ مسائل جو متون معتبرہ میں مذکور ہیں وہ امام صاحب رحمہ اللہ سے اسی طرح متواتر ہیں کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن متواتر ہے اور متون کے علاوہ شروح اور فتاوی میں بعض مسائل اخبار آحاد کی طرز پر مروی ہیں جیسے کتب احادیث کی حدیثیں ۔ ان اصولوں میں جو مفتی بہا ہیں وہ امام صاحب رحمہ اللہ سے ثابت ہیں اور غیر مفتی بہا ثابت نہیں ۔ تمام اہل سنت والجماعت حنفی ، شافعی وغیرہ متون فقہ کو جو ان ائمہ سے متواتر ہیں مانتے گئے ۔ سب سے پہلے محمد معین ٹھٹھوی شیعہ نے اپنی کتاب دراسات میں یہ شبہ ظاہر کیا کہ ان مسائل کی نسبت ائمہ کی طرف یقینی نہیں لیکن ان خرافات رافضی پر کسی نے کان تک نہ دھرا ، حتی کہ چودھویں صدی کے شروع میں ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے اس رافضی کی غلط بات کو اپنا دین و ایمان بنالیا اور غیر مقلدین نے اس پر شور مچایا کہ ان مسائل کا ثبوت امام صاحب رحمہ اللہ سے نہیں لیکن اس کے باوجود خود غیر مقلدین بھی اس بات پر پورا یقین نہیں رکھتے ۔ جب اپنی فتاوی کی کتابوں میں اپنی حمایت میں فقہ کا قول پیش کرتے ہیں تو پھر اس کتاب کو ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت مانتے ہیں ، جب کوئی بات انکے خلاف ہو تو کہتے ہیں کہ ان کا ثبوت امام صاحب رحمہ اللہ سے نہیں ہے ۔

سوال نمبر 33: ذرا یہ بھی بتایا جائے کہ فقہ کی موجودہ کتابوں میں بہت سے مسئلے خلاف طہارت اور خلاف تہذیب ہیں جنہیں سننے سے طبیعت میں کراہت پیدا ہو اور قے آنے لگے، کیا یہ مسائل فی الواقع امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہی ہیں؟

جواب: فقہ حنفی کی کتابوں میں وہ مسائل جو مفتی بہا اور معمول بہا ہیں وہ مذہب حنفی ہیں، ان سے اگر کسی کو گھن آتی ہے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ: کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا، قے آجاتی ہے، باقی شاذ و متروک مسائل مذہب حنفی ہیں ہی نہیں۔

عواء الکلب لایظلم البدر

کتے کا بھونکنا چاند کی روشنی کو ختم نہیں کرتا

سوال نمبر 34: اگر ہم ان غلط اور خلاف تہذیب مسائل کو چھوڑ دیں تو دائرہ تقلید سے باہر تو نہیں ہوجائیں گے؟

جواب: تقلید کا تعلق صرف ان مسائل سے ہے جو مفتی بہا اور معمول بہا ہیں، ان کو چھوڑنے سے آدمی واقعی تقلید سے باہر ہوجاتا ہے لیکن غیر مفتی بہا اور غیر معمول بہا اقوال کا تعلق تقلید سے نہیں ہے۔ متواتر قرآن کو چھوڑنے والا قرآن کا مخالف ہے لیکن شاذ اور متروک قرأتوں کی تلاوت ترک کرنے والا قرآن کا مخالف نہیں۔ اسی طرح سنت کا تارک اہل سنت سے خارج ہے، شاذ اور متروک حدیثوں کا تارک اہل سنت سے خارج نہیں۔

سوال نمبر 35: اس تقلید کے بارے میں کچھ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر فرمایا ہے تو کیا فرمایا ہے، وہ آیت یا حدیث صاف لکھ دیں کہ جس میں ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یا فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے، جو نہ کرے وہ بدمذہب ہے۔

جواب: اللہ تعالی فرماتے ہیں: فاسئلو أھل الذکر ان کنتم لاتعلمون: اس آیت میں لوگوں کی دو قسمیں بتادیں

1: وہ جو اہل ذکر ہیں جن کو دین خوب یاد ہے، ان کو مجتہدین کہتے ہیں

2: وہ لوگ جو مجتہدین نہیں ہیں ان کو حکم دیا کہ تم اہل ذکر :: مجتہدین :: سے پوچھ کر عمل کیا کرو اسی کا نام تقلید ہے رہا یہ سوال کہ آیت یا حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام ہو تو یہ ایک جاہلانہ سوال ہے ۔ جیسے قرآن کریم میں حکم ہے :: فاقروا ما تیسر من القرآن :: اس میں قرآن پڑھنے کا حکم ہے ۔ اب جو استاد بھی یسر آجائے اس سے پڑھ لے تو اس حکم پر عمل ہوگیا ۔ اب کوئی ضد کرے کہ آیت میں یوں لکھا ہو کہ محمد اسلم نورانی قاعدہ محمد دین سے پڑھے اور تیسواں پارہ محمد علی سے پڑھے ، تو یہ جہالت ہے ۔ اسی طرح قرآن میں حکم آگیا :: فانکحوا ما طاب لکم من النساء :: اب کوئی یہ کہے کہ یہ تو نکاح کا حکم ہے ، یہ دکھاؤ کہ قرآن پاک میں صاف ہو کہ محمد علی کی شادی زینب بی بی سے ہو ۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اپنی بیماری کا علاج کرو : کرواؤں : ، اب جو بھی ڈاکٹر یسر آجائے اس سے علاج کروالیا جائے گا ، یوں سوال کرنا کہ بیماری کا نام بھی ہو ۔ اور ہیضہ کا علاج ڈاکٹر محمد اسلم سے کروانا اور انگریزی دوائی لینا اور ملیریا کا علاج حکیم حنیف اللہ سے کروانا اور یونانی دوائی لینا جہالت ہے ۔ جس طرح مومنوں کو نماز پڑھنے کا حکم قرآن میں ہے لیکن سب مومنوں کے نام مذکور نہیں ، اب کوئی کہے کہ جب تک یہ لفظ نہ دکھاؤ گے کہ عبدالرزاق نماز پڑھے ، میں نماز نہیں پڑھوں گا ۔ اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ دلیل کے دو مقدمے ہوتے ہیں : ایک یہ کہ مومن نماز پڑھے ، یہ مقدمہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے ۔ دوسرا یہ کہ عبدالرزاق مومن ہے ، یہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے بلکہ ہمارے مشاہدہ سے ثابت ہے ۔ اسی طرح تمہید کا پہلا مقدمہ کہ اہل ذکر سے مسائل پوچھو ، یہ قرآن میں ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اہل ذکر میں سے ہونا امت کے اجماع سے ثابت ہے اور ہمارے ملک میں صرف مذہب حنفی کا متواتر ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے ۔ اسی طرح منکرین حدیث بھی آپ سے پوچھتے ہیں کہ قرآن میں ہے :: أطیعوا الرسول :: آپ ہمیں کہتے ہیں کہ : أطیعوا البخاری و أطیعوا الترمذی : وغیرہ اور منکر قرآن بھی پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن میں حکم ہے : فاقرو ما تیسر من القرآن : تم ہمیں کہتے ہو : فاقرو اقراءۃ عاصم و حمزۃ : یاد رہی کہ ائمہ کی فقہ کا درجہ تیسرا ہے ، اگر ناموں کی ضرورت ہے تو پہلے سات قاریوں کے نام قرآن و حدیث میں دکھائیں ، پھر صحاح ستہ والوں کے نام قرآن و حدیث میں دکھائیں ؟ اور تیسرے نمبر پر ہم سے مطالبہ کریں ۔

بے روگ ہیں ان فتوی فروشوں کی زبانیں

اسلاف کی توہین یہ کرتے ہیں گزارہ

سوال نمبر 36: مجتہد کو بھی تقلید کرنے کا حق ہے یا نہیں ؟

جواب : مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور اپنے جیسے مجتہد کی تقلید حرام ہے۔ ہاں اپنے سے بڑے مجتہد کی تقلید جائز ہے یا نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جواز کے قائل ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عدم جواز کے۔

سوال نمبر 37: صحیح احادیث پر عمل ہر مجتہد کو اور اس کے بعد والوں کو کرنا چاہیئے یا بٹوارہ کرلیں کہ ان احادیث پر تم عمل کرو، ان پر ہم عمل کریں گے وغیرہ۔

جواب : احادیث کی دو قسمیں ہیں. متعارض اور غیر متعارض ۔ غیر متعارض احادیث پر سب عمل کرتے ہیں البتہ متعارض احادیث میں تمام احادیث پر عمل ممکن نہیں، اس لئے احادیث راجح پر عمل کیا جاتا ہے، ہم ان احادیث کو راجح قرار دیتے ہیں جن کو امام صاحب رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیمانہ عمل کو دیکھ کر راجح قرار دیا اور غیر مقلدین ان احادیث کو راجح قرار دیتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہ اللہ میں متروک العمل تھیں۔

سوال نمبر 38: چاروں امام بھی مقلد تھے یا نہیں ؟ اور مقلد تھے تو کس کے ؟ اور نہیں تھے تو کیوں ؟

جواب : چاروں امام مجتہد تھے ۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے نہ کہ تقلید.

سوال نمبر 39: اللہ راذرا یہ بھی بتایئے کہ کسی امام کی طرف نسبت کرلینا یعنی شافعی، مالکی، حنبلی یہ خود اماموں کی تعلیم ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو وہ عبارت کس کتاب میں ہے؟

جواب : یہ نسبتیں عثمانی، علوی، حنفی، شافعی مسلمانوں میں بلانکیر جاری ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ ان کی صحت پر اجماع ہے اور اجماع دلیل شرعی ہے ۔ آپ بھی فرمائیں : کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ میری کتاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہ ؟ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ فرمان کس کتاب میں ہے ؟ اور کیا ان چھ محدثین نے کہا تھا کہ ہماری کتابوں کو صحاح ستہ کہنا ؟ ان کا فرمان کس کتاب میں ہے ؟ اور کیا امام بخاری و مسلم رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ جس حدیث کو ہم دونوں لکھیں اس کو متفق علیہ کہنا ؟ ان کا یہ قول کس کتاب میں ہے ؟

سوال نمبر 40: اگر چاروں ائمہ مسائل قرآن و حدیث سے لیتے رہے تو ہمیں قرآن و حدیث سے مسائل لینے میں غیر مقلدین بن جانے کا خوف کیوں ہو ؟

جواب : چاروں امام مجتہد تھے اس لئے وہ کتاب و سنت سے مسائل استنباط کر سکتے تھے ۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے لیکن جو لوگ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتے وہ براہ راست یعنی ناقص رائے سے کتاب و سنت سے مسائل لیں گے، بمطابق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :: اذا وسد الأمر الی عیر أھلہ فانتظر ساعۃ :: بخاری ص 14 ج 1 :: تو وہ دین پر قیامت ڈھائیں گے، اگر وہ نااہل ہوکر مجتہد بنیں گے تو بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہوں گے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت لیتے تو یہ شرط ہوتی تھی :: أن لاتنازع الأمر أھلہ :: بخاری ص 1069 ج 2 = نسائی ص 159 ج 2 :: مفہوم : ہم کسی امر کے اہل سی جھگڑا نہیں کریں گے:: جیسے کسی ان پڑھ جاہل کو ڈاکٹری کی کتاب سے نسخے لکھ کر علاج کرنا جرم ہے، کسی نااہل کمہار کو ہائیکورٹ کے فیصلوں کے خلاف قانون کی تشریح کرنا جرم ہے اور ایسا شخص توہین عدالت کا مستحق ہے ۔ اسی طرح نااہل غیر مقلد کا براہ راست کتاب و سنت کو گھسیٹنا کتاب و سنت کی توہین ہے ۔ اگر غیر مقلدیہ کہے کہ ہر شخص کو حق ہے کہ قرآن و حدیث میں اپنی سمجھ کی مطابق عمل کرے تو مرزا :قادیانی ملعون: کو کیسے غلط کہیں گے ؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے وفات مسیح قرآن سے سیکھی :: العیاذ باللہ :: منکرین حدیث کو کیسے غلط کہیں گے ؟ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت برحق ہے اور زندگی میں تھی ۔ جیسے ہر حاکم کی اطاعت موت کے بعد ختم ہوجاتی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی وفات کے بعد باقی نہیں رہی ۔ العیاذ باللہ ۔

سوال نمبر 41: تقلید فرض ہے یا واجب یا مباح ، تو کن لوگوں کے لئے اور کیوں ؟

جواب : تقلید مطلق واجب بالذات ہے اور تقلید شخصی واجب بالغیر اور اس مجتہد کی تقلید ہوگی ،جس کا مذہب اس علاقے میں مدون اور متواتر ہوگا.

نوٹ : واجب بالذات کے لئے نص کی ضرورت ہے لیکن واجب بالغیر کے لئے نص کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ اس کو فقہ میں :: مقدمۃ الواجب واجب :: کہتے ہیں ، جیسے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ اِس کی نص موجود ہے ، نماز میں فاتحہ نہ ہو تو نماز ناقص ہے لیکن یہاں کے لوگ اس

واجب کو ادا نہ کرسکتے جب تک سورۂ فاتحہ پر اعراب اوقاف نہ لگے ہوں ، اس لئے فاتحہ واجب بالذات ہے لیکن ان کے اعراب اوقاف واجب بالغیر ہے ۔ اس لئے فاتحہ واجب بالذات ہے لیکن بغیر واجب بالغیر ادا نہیں ہوسکتا ۔ اسی طرح شرعاً مجتہد چاروں ہیں لیکن تکویناً جس کا مذہب متواتر ہوگا تقلید اسی کی واجب ہوگی.

سوال نمبر 42: یہ جو فقہ کی کتابوں میں ہے کہ عامی کا مذہب نہیں۔ اس کے کیا معنی ؟ پھر تو حنفی ہوکر بھی حنفی نہ رہے ؟

جواب : شامی میں لکھا ہے کہ عامی کا مذہب نہیں ہوتا ۔ ہاں جس مفتی کا التزام کرلے اس کے مذہب کی طرف منسوب ہوگا اور اگر کسی مفتی کا التزام نہ کرے تو لامذہب ہی رہے گا ، اس لئے مقلد تقلید کے بعد صاحب مذہب ہوتا ہے لیکن غیر مقلد ساری عمر لامذہب ہوتا ہے ۔

سوال نمبر 43: مقلد قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ سکتا ہے یا نہیں ؟ حالانکہ ہماری فقہ کی کتابوں میں ہے کہ مقلد قرآن و حدیث سے دلیل لے ہی نہیں سکتا پھر تو گویا قرآن و حدیث منسوخ اور بے کار ہیں ، اگر لے سکتا ہے تو تقلید کی ضرورت ہی کیا ؟ اگر نہیں لے سکتا تو قرآن و حدیث ہی کیا ؟

جواب : مجتہد اور مقلد میں مابہ الامتیاز استنباط اور اجتہاد ہے ۔ مجتہد کتاب و سنت سے نئےپیش آمدہ مسائل اخذ کرسکتا ہے لیکن مقلد نہیں کرسکتا ۔ ہاں مجتہد کی راہنمائی میں ان مسائل پر عمل کرسکتا ہے جو مجتہد کتاب و سنت سے اخذ کرتے ہیں ۔ اس کو یوں سمجھیں کہ ڈاکٹری کی کتاب مریضوں کے علاج کے لئے ہے لیکن خود مریض اس سے نسخہ نہیں لکھ سکتا ، نسخہ ماہر ڈاکٹر ہی لکھے گا ۔ کتاب و سنت کے جو مسائل نص سے سمجھ آتے ہیں وہ ہر ترجمہ جاننے والا جانتا ہے لیکن مسائل کے وہ الفاظ جو ان کی تہہ میں ہیں ان کو نکال کر لانا ہو تو اس کے لئے غوطہ خور کی ضرورت ہے جو خود غوطہ خور نہیں وہ موتی کے لئے غوطہ لگائے تو وہ موتی نہیں لائے گا بلکہ ڈوب جائے گا۔ جیسے ڈاکٹری کی کتابیں بے فائدہ نہیں لیکن ڈاکٹر کے لئے لکھی گئی ہیں نہ کہ کمہاروں کے لئے ، قانون کی کتابیں بے فائدہ نہیں لیکن ان کو سمجھنا وکیل کا کام ہے نہ کہ چمار کا۔ جس کا کام اسی کو ساجھے نہیں تو ٹھینگا باجے

سوال نمبر 44: مقلد قرآن و حدیث سے دلیل پکڑ سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب : مقلد اور مجتہد میں مابہ الامتیاز نیا مسئلہ تلاش کرنا ہے ، یہ مقلد نہیں کر سکتا البتہ تلاش شدہ مسائل کے لئے کتاب و سنت کے دلائل تلاش کر سکتا ہے ، چناچہ امام طحاوی رحمہ اللہ ، صاحب ہدایہ رحمہ اللہ ، علامہ عینی رحمہ اللہ ، ملا علی قاری رحمہ اللہ ، علامہ ابن حجر رحمہ اللہ ، علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ باوجود مقلد ہونے کے مسائل کے ساتھ کتاب و سنت کے دلائل ذکر کرتے ہیں ۔ مقلد کی تعریف میں عدم علم شامل نہیں ، ہاں مجتہد سے اس کی خاص دلیل کا مطالبہ مقلد نہیں کرتا جیسے امتی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کے بعد جزئیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الجھے ، کہ اس مسئلہ کی دلیل دو گے تو عمل کروں گا ورنہ نہ کروں گا ۔ امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا مطالبہ دلیل مسئلہ تسلیم کر لیتا ہے ۔ اپنی تسکین قلب کے لئے کوئی دلائل جمع کر لے یا مخالفین کی زبان بندی کے لئے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل پر دلائل بیان کرے ، اس سے وہ امتی ہونے سے نہیں نکلتا بلکہ اعلی درجہ کا امتی شمار ہوتا ہے ۔ اسی طرح مقلد اپنے امام سے بلا مطالبہ دلیل تسلیم کر لے ، اپنے تسکین قلب کے لئے خود اس کے دلائل تلاش کرے یا مخالفین کی زبان بندی کے لئے امام کے مسئلے بیان کر دے تو وہ اپنے امام مجتہد کا نافرمان نہیں ہوگا بلکہ اپنے امام مجتہد کا اعلی درجہ کا وفادار ہوگا ۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید میں ہے مزہ
کیوں میں چباؤں پتے ثمر چھوڑ کر ؟

سوال نمبر 45: چار مصلے مکہ معظمہ میں خاص خانہ کعبہ میں قائم ہوئے تھے ، ان کو کس نے قائم کیا تھا اور کیوں قائم کیا اور کب قائم کیا؟ کیا اس سے مسلمانوں کے دین کے ٹکڑے نہیں ہوئے ؟ اور اماموں نے اسے کیوں قائم نہ کیا بلکہ یہ ساتویں صدی کی بدعت ہے ۔

جواب : ساتویں صدی سے لے کر 1365ھ تک مکہ مکرمہ میں چار مصلے رہے جس سے پوری دنیا پر واضح رہا کہ اہل سنت کے چار مذاہب ہیں ۔ ان کا فائدہ یہ تھا کہ اہل سنت کے نام سے کوئی فرقہ نیا نہیں بن سکتا ۔ جس ملک میں نیا فرقہ بنتا لوگ فوراً پوچھتے خانہ کعبہ میں تمھارا کون سا مصلی ہے ؟ جب وہ نہ

بتا سکتا تو ان کا فتنہ وہیں ختم ہوجاتا ۔ 1365ھ میں نجدی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے ایک حنبلی مصلی باقی رکھا ۔ کعبہ میں جب چار 4 مصلے تھے تو غیر مقلدوں کا مصلی اس وقت بھی نہ تھا ، اب ایک ہے وہ بھی مقلدوں کا ہے غیر مقلدوں کا اب بھی نہیں ۔ اس لئے غیر مقلدوں کا تعلق کبھی بھی نہ رہا ۔ آج جو غیر مقلد شور مچاتے ہیں کہ وہاں کا امام رفع یدین کرتا ہے ، وہ رفع یدین غیر مقلدین کا امتیازی نشان نہیں وہ حنبلی ، شافعی بھی کرتے ہیں ۔ غیر مقلدین یہ بتائیں کہ تقریباً چھ 600 سو سال خانہ کعبہ میں چار 4 مصلے رہے کیا چاروں حق تھے یا نہیں ؟ اگر صدیوں تک وہاں ناحق رہ سکتا ہے تو یہ حکومت جس کی ابھی ایک صدی مکمل نہیں ہوئی ان کا طریقہ ناحق ہوسکتا ہے یا نہیں ؟؟ ہم 4 چاروں کو برحق مانتے ہیں ۔ غیر مقلدین تقلید کو شرک کہتے ہیں وہ بتائیں کم از کم چھ 600 سو سال کعبہ میں شرک ہوتا رہا ؟ کعبہ اس وقت کعبہ بھی تھا یا نہیں ؟؟

سوال نمبر 46: جب کہ ہمارے نزدیک چاروں مذاہب برحق ہیں پھر اہل حدیث کو جو ایک برحق مذہب ہے کے مطابق آمین ، رفع یدین ، اور سورۃ فاتحہ بجالاتے ہیں ، کیوں روکا جائے ؟

جواب : چاروں مذاہب برحق ہیں ، ان کی مثال جیسے چار کھیت ہوں اور ان میں سے وہ آدمی جس کا کھیت نہیں وہ مانگ کر گنا لے لے ، یقیناً حلال ہے لیکن غیر مقلدوں کی طرح گنا ایک کھیت سے چوری کرلیا ، آلو دوسرے کھیت سے چوری کرلئے ، لکڑیاں تیسرے کھیت سے چوری کرلیں ، یہ چوری کا مال یقیناً حرام ہے ۔ وہ چاروں مذاہب ہیں ، غیر مقلدیت چوری ڈاکہ کی مارکیٹ ہے ۔ اتنی بے غیرتی ہے کہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کو دین کے ٹکڑے کرنے والا کہا جاتا ہے اور انکے مسائل چوری کرکے نماز میں شامل کئے جاتے ہیں ، ہم اسے نمک حرامی کہتے ہیں ۔ انسان جس دیگ سے کھائے اسی میں پیشاب کرے ، کتا جہاں سے کھاتا ہے ان کو نہیں بھونکتا ہے ۔ غیر مقلد ایسا باؤلا کتا ہے جہاں سے کھاتا ہے انہی کو کاٹتا ہے

عواء الکلب لایظلم البدر

کتے کا بھونکنا چاند کی روشنی کو ختم نہیں کرتا

سوال نمبر 47: اہل سنت والجماعت کی کیا تعریف ہے ؟ جب کہ مقلد نہ سنت سے دلیل لے سکے نہ جماعت صحابہ کے اجماع سے ، پھر اہل سنت کیوں کہا جائے ؟

جواب : اہل سنت وہ لوگ ہیں جو دلائل کو مانتے ہیں ۔ سنت میں علم قرآن کا اور نمونہ عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا ، والجماعت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع جس کی پہچان ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے اجماع سے ہوتی ہے اور حنفی ، شافعی میں اجتہادی مسائل اور ہمارے لئے اجماعی مسائل حجت قاطعہ ہیں اور اجتہادی اختلافی مسائل رحمت واسعہ ہیں ۔ یہ کہنا کہ مقلد کتاب و سنت یا اجماع کو نہیں مانتا ، یہ جھوٹ ہے

فقہ حنفی کے چار اساس

کتاب و سنت اجماع و قیاس شرعی

سوال نمبر 48: اہلحدیث صرف کتاب و سنت پر عمل کرنے والی جماعت ہے ۔ جب سے کتاب و سنت ہے تب سے یہ ہے یا بعد میں اس کا عامل کوئی نہیں رہا تھا یعنی کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا عمل ہی نہ تھا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کے عامل قیامت تک رہیں گے۔

جواب : اہلحدیث انگریز کے دور سے پہلے کسی مذہبی فرقہ کا نام نہ تھا بلکہ ایک علمی طبقہ کا نام تھا جیسے محدث یا شیخ الحدیث کو اہل حدیث یا اصحاب الحدیث کہتے تھے ۔ اسی طرح انگریز سے پہلے اہل قرآن کسی مذہبی فرقے کا نام نہ تھا بلکہ ایک علمی طبقہ کا نام تھا جو قرآن کا حافظ ہو ۔ اس لئے اہل قرآن ، اہلحدیث بحیثیت فرقہ انگریز سے پہلے کہیں وجود میں نہ تھا ۔ مذہبی فرقے اور علمی طبقے کے نام میں ایک واضح فرق ہوتا ہے ، مذہبی فرقے کا نام ہر عالم ، جاہل ، بچے ، بوڑھے پر بولا جاتا ہے جیسے عالم سنی ، جاہل بھی سنی ، بچہ بھی سنی ۔ علمی طبقے کا نام ، جب تک علم حاصل نہ کرے ، اس پر استعمال نہیں ہوتا ، مثلا شیخ الحدیث کے بیٹے کو شیخ الحدیث نہیں کہتے جب تک علم حاصل نہ کرے ، سائنس دان کی بیوی کو سائنس دان نہیں کہتے جب تک وہ سائنس نہ پڑھی ۔ اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ اگر تمھارا دعوی ہے کہ انگریز سے پہلے اہلحدیث کسی فرقے کا نام تھا تو صرف ایک حوالہ دیں کہ انگریز سے پہلے

کسی ان پڑھ کو اہلحدیث یا اہل قرآن کہا گیا ہو ؟؟؟ ہم فی حوالہ آپ کو دس 10،00،000لاکھ روپے انعام دیں گے ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

سوال نمبر 49:قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہی ہوگا یا ان چاروں اماموں کے بھی جھنڈے الگ لہرا رہے ہوں گے ؟ حوض کوثر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہوگا یا چاروں اماموں کے بھی ہوں گے ؟ اگر یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے تو پھر ہم دنیا میں کیوں ادھر ادھر منہ ماریں ؟

جواب : قیامت کے دن حمد کا جھنڈا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا اس کے نیچے سارے امام مقلدین سمیت ہوں گے ، اسی طرح حوض کوثر پر بھی سب حاضر ہوں گے ۔ امام شعرانی رحمہ اللہ نے قیامت کا نقشہ جو اپنے کشوف سے مرتب کیا ہے اس میں حنفی ، شافعی سب مقلدین تو میدان قیامت میں پل صراط پر بھی اور جنت کے دروازے میں بھی دکھائے گئے ہیں ۔ غیر مقلدین کا وہاں نام و نشان تک نہیں وہ پہلے ہی دوزخ میں گر چکے ہوں گے ۔

نہ خدا ہی ملا ، نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے ، نہ ادھر کے رہے

سوال نمبر 50:اگر کسی امام کے پاس صحیح حدیث پہنچے اور وہ اس امام کے قول کے خلاف ہو تو اسے کیا کرنا چاہئے ؟ اور جو یہ کہہ کر حدیث کو ٹال دے کہ یہ میرے مذہب میں نہیں ، وہ مسلمان رہا یا اسلام سے خارج ہوگیا ؟ اور ایسے وقت مقلد کو کیا کرنا چاہئے ؟

جواب : اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کتاب و سنت فقہاء سے سمجھنے چاہئیں اس لئے اگر عامی کو حدیث ملے تو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرب حامل فقہ الی من ھو أفقہ منہ و رب حامل فقہ لیس بفقیہ ترمذی شریف ابواب العلم ص 94 ، ج 2: کے مطابق فقیہ کے پاس لے جانی

چاہیئے اس لئے غیر مقلدین فقہاء سے سمجھنے کی بجائے اپنی رائے سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں وہ فقہاء کے نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہوتے ہیں۔ آپ تحریر کر لیں غیر مقلدین کو یہ حدیث دکھائیں جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ کبھی اس پر عمل نہ کریں گے اور کہیں گے لکھ دو، ہم اپنے مولوی: غیر فقیہ: سے سمجھیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ سے سمجھنے کا حکم دیا، وہ خود غیر فقیہ ہیں اور غیر فقیہ کے پاس جاتے ہیں۔

محدث بن کے دنیا میں ہوئے ظاہر جو البانی

سلف کو چھوڑ کر ہونے لگی تقلید البانی

اور

بنے پھرتے ہیں علامے حکیم و ڈاکٹر کوئی

ذکر اسلاف کا لیکن نئی رسموں کے یہ بانی

انتخاب

کتاب تجلیات صفدر ج 3 صفحہ نمبر 404 تا 439 تک

****** * ****** * ****** * ****** *

اختتامی کلمات

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کتاب اپنے اختتام کو پہنچ گئی مگر حق کی دعوت اور باطل کا رد ہمیشہ رہے گا (انشاء اللہ) اس مختصر کاوش میں بندہ نے فرقہ وکٹورین کے غلیظ عقائد انکا مکمل تفصیلی تعارف انکی تاریخ اور ان کے سوالات کے مدلل جوابات پیش کیے الحمدللہ ہر بات مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کی گئی ہمارا مقصد بھی طعن و تشنیع نہیں بلکہ حق کی وضاحت ہے یقیناً اس کتاب کو پڑھ کر ہر ذی شعور مسلمان اس بات کو مانے گا کہ مسلک اھل سنت والجماعت کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ یہی صراطِ مستقیم ہے جس پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ صحابہ کرام وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ گامزن رہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ہماری نسلوں کو مسلک اھل سنت والجماعت احناف دیوبند پر زندگی اور اسی پر خاتمہ نصیب فرمائے آمین۔

والسلام

ارسلان محمود

٤محرم الحرام ١٤٤٨

20 جون 2026 بروز ہفتہ

وقت: شب 1:24